UNIVERSAL LIBRARY

OU_188934

UNIVERSAL LIBRARY

اِن دنون توفیق خالق کون و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان سی

یہ کتاب تالیف شاعر سحربیان مولوی حامد علی خانصاحب حامد شاہ آبادی سلمہ الہادی الغنی

ہزار داستان

(یعنی ترجمہ جلد چہارم)

الف لیلہ

بہ حسن اہتمام و سعی مالاکلام عمدہ سنجیدہ کارپردازان

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن زیبائش چھاپی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ خلیفہ ہارون رشید اور بابا عبداللہ کا

ملکہ شہرزادنے شہریار سے کہا خلیفہ ہارون رشید ایکدن کمرے اپنے مکان مین بیٹھا تھا کہ وزیر جعفر حضور مین حاضر ہوا اور خلیفہ کو متفکر پاکے چپکا ہاتھ باندھ کے کھڑا ہو رہا ایک عرصہ کے بعد خلیفہ نے آنکھ کھولکے اسکی طرف دیکھا اور کچھ گفتگو نکی پھر اسی حالت تردد مین چپ بیٹھا رہا وزیر نے عرض کیا ای امیرالمومنین سبب اس افسردگی کا کیا ہی خلیفہ نے فرمایا میری کبھی کبھی ایسی ہی حالت ہو جاتی ہی مگر چاہتا ہون کہ تو کوئی ایسا امر تجویز کر جسکے سبب سے میرا تردد دفع ہو وزیر نے عرض کیا مجھے خوب معلوم ہی کہ حضور کا معمول ہمیشہ سے یہ ہی کہ اکثر اوقات بھیس بدلکر واسطے دریافت کرنے حال مظلومون کے شہر اور اسکے اطراف مین گشت فرمایا کرتے ہین اور آج کے دن کو آپنے ایسے کام کے لیے مقرر کیا ہی بہتر ہی کہ آپ موافق اپنے دستور کے عمل کیجیے تا یہ تردد دور ہو اور دریافت کرنے حال رعایا سے غالباً خاطر حضور مسرور ہوگی خلیفہ نے کہا سچ ہی مین اس بات کو بھول گیا تھا اسوقت تو نے یاد دلایا تو بھی جلد اپنا بھیس بدلکر آ مین بھی بھیس بدلتا ہون پھر ان دونون نے تاجرون پردیسی کا بھیس بدلکر باغ کے چور دروازے سے نکلکر پہلے گرد شہر کے گشت کیا اور بعد اسکے پار دریا کے جاکر وہانکی آبادی دیکھنے لگے بعد اسکے اس پار سے پھرتے وقت پل کیطرف سے آئے وہان ایک اندھے فقیر نے خلیفہ سے سوال کیا خلیفہ نے ایک اشرفی جیب سے نکال اسکے ہاتھ مین رکھدی اس اندھے نے خلیفہ کا ہاتھ پکڑا اور دعا دیکر کہا کہ ای سخی داتا جیسا تو نے مجھے خیرات دیکر ممنون کیا

Tested 1978

اسی طرح ایک دھول میرے سر پر مار کر اپنا مشکور کر اسلیے کہ مین اسی سزا کے لائق ہون بلکہ اس سے زیادہ کا
یہ کہکے اُسنے ہاتھ چھوڑ دامن پکڑ لیا کہ بدون مارنے دھول کے جانے نگیے خلیفہ نہایت متحیر ہوکر بولا کہ اے
بھلے آدمی مین کیونکر ایسی حرکت سے ثواب اپنی خیرات کا ضائع کرون یہ کہکے خلیفہ نے چاہا کہ دامن چھڑا کر چلا جائے
فقیر نے دامن زور سے پکڑ کر کہا کہ میری اس گستاخی کو معاف کر اور ایک دھول میرے سر پر ضرور مار نہین
تو اپنی اشرفی پھیر لے اسلیے کہ مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا ہی توڑ نہین سکتا خلیفہ نے مجبور ہوکے آہستہ سے
ایک دھول اُس فقیر کے سر پر ماری فقیر دامن خلیفہ کا چھوڑ کر دعائے خیر کرنے لگا غرض خلیفہ اور وزیر دونون
وہانسے آگے بڑھے اور چند قدم چلکے خلیفہ نے وزیر سے کہا مین چاہتا ہون کہ سبب اس عہد کا جو اس فقیر
نے کیا ہی دریافت کرون تو جا اور اس سے کہہ کہ جسنے تجھے اشرفی دی وہ خلیفہ ہی کل ظہر کیوقت اُسکے دربار
مین حاضر ہو وہ تجھسے کچھ پوچھیگا وزیر نے جاکے پہلے کچھ خیرات اُس اندھے کو دی اُسنے اُس سے بھی
دھول مارنیکی درخواست کی وزیر نے آہستہ دھول لگا کر خلیفہ کے حکم سے آگاہ کیا اور خلیفہ کے ساتھ
جا ملا پھر وہ دونون شہر مین سے گئے اور میدان مین ایک جوان کو دیکھا کہ بہت اچھی پوشاک پہنے ایک مادیان پر سوار
ہی اور نہایت بیرحمی سے چابک اور ایڑین گھوڑی کو مار رہا ہی یہانتک کہ مادیان کے مُنھ مین دونون طرف
کف اور لہو بھر گیا خلیفہ یہ سنگدلی دیکھکر متعجب ہوا اور وہان کھڑا ہوکے تماشائیون سے سبب اسقدر دوڑانے
اور مارنے اُس جانور بیزبان کا پوچھا اُنھون نے کہا روز ہم اس جوان کو اس میدان مین اسیوقت یون ہی دیکھتے
ہین اور ہمین سبب اسکا معلوم نہین کہ یہ کون ہی اور یہ کیا معاملہ ہی خلیفہ نے وزیر سے کہا کہ مین آگے جاتا
ہون تو اس سوار کو جاکر حکم دے کہ کل اسی وقت جو واسطے اندھے فقیر کے مقرر کیا ہی میرے حضور مین
حاضر ہو وزیر فرمان خلیفہ عمل مین لایا پھر خلیفہ اور وزیر ایک کوچے سے گزرے کہ قبل اسکے اُس کوچے
مین بارہا گئے تھے وہان ایک بڑی عمارت عالیشان نئی بنی ہوئی نظر آئی خلیفہ سمجھا کہ شاید یہ مکان میرے
کسی ارکان دولت کا ہوگا وزیر سے پوچھا کہ یہ محل کسکا ہی وزیر نے عرض کیا مجھے معلوم نہین اگر حکم ہو تو مین
اس محلے کے رہنے والون سے دریافت کرکے عرض کرون غرض وزیر نے وہانکے باشندون سے پوچھا
کہ یہ عمارت نئی کسکی ہی اُنھون نے کہا یہ خواجہ حسن حبال کی ہی اور حبال رسی بٹنے والے کو کہتے ہین یہ شخص
ہمیشہ رسی بٹا کرتا تھا اور اُسے بیچکر اپنی اوقات نہایت تکلیف سے گزارتا مگر ہم نہین جانتے کہ کیونکر اُسکو بہت سی
دولت ہاتھ لگی جسکے سبب سے اُسنے ایسا بڑا محل بنایا ہی اور اب وہ نہایت عیش سے گزران کرتا ہی

خلیفہ نے وزیر سے کہا مین چاہتا ہون کہ حسن جبال کو دیکھون اور اُسکا حال دریافت کرون تو جا کے اُس سے کہہ کہ کل کے دن اُسی وقت جو اُن دونون کے لیے مقرر کیا گیا ہی میرے حضور مین حاضر ہو وزیر فرمان خلیفہ بجالایا دوسرے دن خلیفہ نے بعد نماز ظہر اپنے تخت پر اجلاس فرمایا وزیر نے اُن تینون شخصون کو اُسکے حضور مین حاضر کیا اُنھون نے حاضر ہو کر پایۂ تخت کو بوسہ دیا خلیفہ نے پہلے اُس اندھے فقیر سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا کہ بابا عبد اللہ خلیفہ نے کہا کل مین نے ایک اشرفی تجھے دی تھی تو نے اُسکو لیکر کیون اصرار مجھسے کیا کہ تجھے ایک دھول مارون یا اپنی خیرات پھیر لون اور کیون تو نے اسبات پر قسم کھائی ہی کہ جو کوئی تجھے خیرات دے وہ ایک دھول بھی مارے اب سبب اسکا بیان کر بابا عبد اللہ نے اپنے سر کو زمین سے لگایا اور کہا کہ امیر المومنین پہلے میری گستاخی جو کل مین نے بے پہچانے آپکے حضور مین کی تھی بخشیے پھر مفصل میرا حال سنیے

قصہ بابا عبد اللہ نابینا کا

خداوند میری پیدایش کی جگہ بغداد ہی اور کچھ ترکہ باپ اور مان کا جب وہ دونون مرگئے میرے ہاتھ لگا اگرچہ اُسقدر دولت میری عمر بھر کو کافی تھی مگر مین نے تھوڑے عرصے مین اُسکو بیہودگی سے صرف کرڈالا اور جو باقی رہگئی تھی اُس سے تجارت کیا کرتا تھا یہانتک کہ رفتہ رفتہ اسّی اونٹ مین نے جمع کیے

تصویر بابا عبد اللہ کی اونٹون سمیت جنگل مین آنے اور ایک فقیر با وضع سے گفتگو کرنے کی

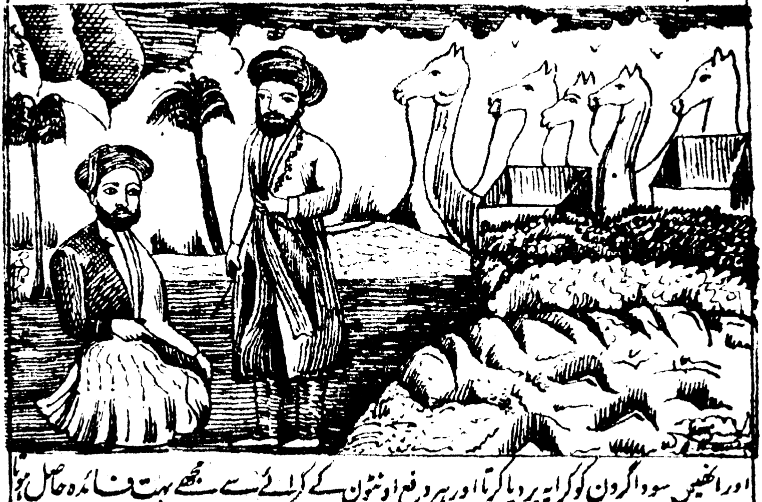

اور انھیں سوداگرون کو کرایہ پر دیا کرتا اور ہر دفع اونٹون کے کرایے سے مجھے بہت فائدہ حاصل ہوتا

اور اپنے ممالک محروسہ مین انکو لیے پھرتا اور خود اُن اونٹون کے ساتھ رہتا چند روز کے فائدے سے
مین نے خیال کیا کہ جلد اُنکے کرایہ سے مین مالدار ہوجاؤنگا چنانچہ ایکبار مین بانسرہ سے جہان تاجرون نے
اپنے اسباب کو بقصد ہندوستان کے جہاز پر لادا تھا اسباب کو پہونچا کر خالی اونٹ لیے ہوے بغداد کو پھرا
آتا تھا راہ مین ایکدن مین نے اپنے اونٹون کو ایک جنگل مین کہ بستی سے دور تھا چرنے کو چھوڑ دیا اور اچھی چراگاہ
جانکر اُنکے پانون رسی سے باندھ دیے اتنے مین ایک فقیر کہ پیدل بانسرہ کی طرف جاتا تھا وہان آیا
اور دم لینے کو میرے پاس بیٹھ گیا مین نے پوچھا کہ کدھر سے آتے ہو اور کہان جاؤگے اُسنے بھی مجھسے یہی
پوچھا پھر ہم نے ایک دوسرے کو اپنے آنے جانے سے آگاہ کیا اور اپنے اپنے پاس سے کھانے کو
نکالکر باہم بیٹھ کے کھانے لگے درمیان کھانا کھانے کے میرے اور اُس فقیر کے بہت باتین ہوئین آخر
فقیر نے مجھسے کہا کہ ایک جگہ جو یہانسے نزدیک ہی بڑا خزانہ اور دولت بیشمار ہی اگر تم اپنے ان اونٹون کو صرف
اشرفی اور جواہرات سے وہان کے خوب بھرلوگے تو بھی ذرا کمی اس مین نہوگی وہ خزانہ ویسا ہی بھرا ہوا نظر
آئیگا سنتے ہی مین نہایت خوش ہوا اور اُس فقیر کی وضع دیکھکر یہ خیال نہ آیا کہ وہ فریب دیتا ہی اُٹھکے
اُس سے بغلگیر ہوا اور کہا کہ ای ولی خدا تمکو ذرا توجہ دولت دنیا پر نہین ہی اور تم بڑے بے پروا ہو عجب
نہین کہ علم ایسے خزانے کا آپکو ہو مجھے وہ جگہ بتاؤ تا مین اپنے اسی اونٹون کو وہانسے بھر لاکر آپکی جو سعی
مین ایک اونٹ دون اور مین جانتا ہون کہ آپکو مطلقًا پروا اسکی نہین کہنے کو تو یہ بات کہی لیکن دلمین میرے
بڑا افسوس گذرا کہ دینا ایک اونٹ اشرفی اور جواہرات کا مناسب نہین پھر سوچا کہ اناسی اونٹ زر کے
میرے لیے بہت ہین غرض کبھی مین افسوس کرتا اور کبھی اپنے دلکو سمجھاتا آخر اُس فقیر نے کہا مین ایک
اونٹ کے لیے خزانہ نہین بتاتا مگر ایک صورت سے کہ تم ان سب اونٹون کو لیچلو اور ہم تم او پہ اُنکے اُس
خزانے کو لادین پھر آدھے مجھے دو اور آدھے آپ لو مین نے کہا بہت اچھا اور مین یہ سوچا کہ اگر
چالیس اونٹ بھی خزانے کے مجھے ملینگے تو وہ کئی پشت کو میرے کافی ہونگے غرض سب قول و
قرار کرکے اپنے سب اونٹ لیکر ہمراہ فقیر کے ہوا اور تھوڑی مسافت مین ایک پہاڑ کے درے مین پہونچے
جسکی راہ بہت تنگ تھی اونٹون کو قطار باندھ کے وہانسے لے گئے تھوڑی دور کے بعد دو پہاڑ
نظر آئے جنکا وہ درہ تھا اور وہ دونون پہاڑ متصل ایسے تھے مانند نصب دائرہ کے اور اس راہ مین بہت بلندی
و پستی تھی کوئی وہان نہ تھا کہ ہمکو دیکھتا اس لیے کمال دلجمعی سے وہان پہونچے فقیر نے کہا اب تم یہان اونٹون

کو بٹھلا کے میرے ساتھ آؤ مین اُن سبکو بٹھا کر ہمراہ اُسکے ہوا تھوڑی دور آگے جا کے اُس فقیر نے پتھر دی اور
لوہا اپنے پاس سے نکالکر آگ جھاڑی اور تھوڑی لکڑیان جمع کر کے اُنکو جلایا اور آگ پر خوشبو ڈالکے کچھ
افسون پڑھا جسکو مین کچھ نہ سمجھا اُسکے پڑھتے ہی ایک گہرا دھوان اُٹھا اور اوپر جا کے پھٹ گیا اور اُس
دھوئین مین ایک ٹیلا نظر آیا اور ہماری جگہ سے اُس ٹیلے تک ایک راستہ سا بنگیا اور دروازہ کھلا ہوا نظر
پڑا جب اُس مکان مین ہم دونون مع اونٹون کے پہونچے دیکھا کہ ایک خزانہ بیشمار نہایت خوبی اور آراستگی
سے رکھا ہوا ہے مین تو اشرفیون کے ڈھیر کو دیکھکر ایسا اُسپر جھپٹا کہ جیسے گدھ اپنے شکار پر گرتا ہے اور جسقدر ہوسکا
اونٹون کی خرجیون مین اشرفیون کو کہ بیشمار تھین بقدر اپنے زور اور طاقت اونٹون کے بھرا اور وہ فقیر بھی اسی امر
مین مشغول تھا مگر وہ صرف جواہرات کو اُٹھا اُٹھا اپنی خرجیون مین بھرتا اور مجھسے بھی اصرار اسی بات پر
کرتا چنانچہ مین بھی اشرفیون کو چھوڑ کر جواہرات گران بہا لے لیکر بھرنے لگا غرض جب ہم نے خرجین کو
خوب سا بھرا اور اونٹون پر لادچکے قصد وہانسے چلنے کا کیا اور قبل اسکے کہ ہم اُس خزانے کو چھوڑین درویش
دروازہ کھولکر پھر اندر اُس خزانے کے گیا اور وہانسے اُسنے ایک ڈبیا چوبی جسمین مرہم تھا ایک صندوقچے سے
نکالی اور مجھے دکھلا کر اپنی جیب مین رکھلی پھر اُس درویش نے مثل سابق کلمات سحر پڑھے فوراً دروازہ اُس
خزانے کا بند ہوگیا اور وہ ٹیلا جیسا آگے نظر آتا تھا معلوم ہونے لگا پھر ہم ان اونٹون کو آدھون آدھ بانٹ کر
اس درہ کوہ سے باہر نکلکر ایک دوسرے سے جدا ہوئے وہ درویش بانسرو کی طرف روانہ ہوا اور
مین نے راہ بغداد کی لی اور وقت رخصت کے مین نے اُس درویش کی بہت شکرگزاری کی کہ اُسنے
مجھے کروڑون کی دولت دیدی اور مالامال کردیا پھر مین اپنی قطار اونٹون کی لیکر چند قدم گیا تھا کہ شیطان
نے میرے دلمین وسوسہ ڈالا اور شامت حرص سے یہ تصور کیا کہ درویش مجرد ہے اور کچھ اہل و عیال
اور امور دنیاداری کے نہین رکھتا اسقدر اونٹ دولت کے بھرے ہوے کیا کریگا بلکہ خبرگیری
سے اونٹون کی اسکی اوقات اور عبادت مین حرج ہوگا بہتر ہے کہ کچھ اونٹ اُس سے اور لیا چاہیے
اس امر کو دل مین ٹھہرا کے اپنے اونٹون کو بٹھا کے اُس فقیر کے پیچھے پکارتا ہوا چلا وہ میری آواز سنکے
ٹھہر گیا جب نزدیک پہونچا مین نے اُس سے کہا کہ مین بعد رخصت کرنے تمھارے کے سوچا کہ تم
درویش ہو امور دنیا سے مبرا اور پاک سوا عبادت خدا کے اور کچھ شغل نہین رکھتے تم کو اونٹون کی
تیمارداری سے نہایت تکلیف اور تصدیع ہوگی اس سے بہتر ہے کہ دس اونٹ اور مجھے دیدو اُس فقیر نے

کہا بابا سچ کہتا ہی رکھنا اِتنے اونٹون کا مجھے خالی در دسرہے نہین جسقدر تو چاہے اُنمین سے لے لے
مین دس اونٹ اُس فقیر سے لیکر چاہتا تھا کہ آگے کو چلون یکایک پھر خیال میرے دلمین گذرا کہ اس فقیر کو
دس اونٹ کے دینے مین کچھ ملال نہوا دس اونٹ اس سے اور مانگ لیا چاہیے غرض پھر اُس درویش کے
پاس مین نے جاکر کہا کہ تیس اونٹون کی خدمت کرنا بھی تمھین بہت دشوار ہوگا اس سے بہتر ہی کہ دس
اونٹ مجھے اور دو اُس فقیر نے کہا اچھا بابا اگر تیری مرضی یہی ہی دس اور اُنمین سے لیجا بیس اونٹ
میرے لیے بہت ہین چنانچہ بین دس اونٹ اور درویش کے حصے مین سے لیکر چلا لیکن میری حرص اور
زیادہ ہوئی چاہا کہ دس اونٹ اور اس سے لے لون غرض پھر اُسکے پاس گیا اور کہہ سنکے دس اونٹ اور طلب
دس باقی بھی اُسکے پاس سے دم دلاسا دیکے لے لیے اُس فقیر نے سبکے سب اونٹ ہنسی خوشی سے مجھے
دیدیے اور دامن جھاڑکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ارادہ چلنے کا کیا مگر میری شامت طمع نے مجھے پھسلایا کہ مین اُن سب
اونٹون پر کہ اتنی کے اتنی بھرے ہوے اشرفیون اور جواہرات سے تھے قناعت کرکے انکو اپنے گھر
خیریت سے لے آؤن تا میری ہشتادپشت تک یہ سب خزانہ کافی ہو وسوسۂ شیطانی میرے دلمین گذرا
کہ وہ ڈبیا مرہم کی بھی اس درویش سے لیا چاہیے آخر مین نے جاکر اُس درویش سے کہا کہ تم اُس ڈبیا کو جسمین
مرہم ہی اپنے پاس رکھکر کیا کروگے اُسے بھی مجھے عنایت کرو درویش نے اُسکے دینے مین انکار کیا مجھے اُسکے
انکار کرنے سے اشتیاق ڈبیا کا ازحد ہوا اور اپنے دلمین ٹھانا کہ وہ درویش اگر خوشی سے اُس ڈبیا کو دے تو خیر ورنہ
مین بزور اُس سے لونگا اُس درویش نے میرے ارادے سے مطلع ہوکر اُس ڈبیا کو اپنی جیب سے نکالا اور مجھے
دیکر کہا بابا اگر تیری خوشی اسی کے لینے مین ہی تو یہ بھی حاضر ہی مگر اتنا چاہیے کہ اس مرہم کی تاثیر مجھ سے دریافت
کرلے مین نے اُس درویش سے کہا جہان تم نے اتنی عنایت میرے حال پر کی ہی اس مرہم کے خواص سے
مجھے آگاہ کرو درویش نے کہا خواص اس مرہم کے نہایت عجیب وغریب ہین اگر اس مرہم سے ذرا سا تم
اپنی بائین آنکھ بند کرکے پلک پر اُسکی لگاؤ جتنے خزانے دنیا کے کہ تمھاری نظر سے پوشیدہ ہین وہ سب
دکھائی دینے لگین اور اگر اسی مرہم کو اپنی دہنی آنکھ مین لگاؤ تو تم دونون آنکھون سے اندھے ہوجاؤ مین نے
واسطے امتحان اس امر عجیب کے اُس درویش کو ڈبیا دیکر کہا تم خوب اس عمل سے واقف ہو اپنے ہاتھ سے
لگادو اُس درویش نے میری آنکھ بند کرکے ذرا سا مرہم اُس ڈبیا سے لیکر میری بائین پلک پر لگا دیا لگاتے ہی
مین نے اپنی آنکھین کھول کر چارون طرف دیکھا کہ ہزارون خزانے اور لاکھون دفینے جیسے کہ اُس

فقیر نے کہے تھے مجھے نظر آنے لگے تب مین نے اپنی داہنی آنکھ کو بند کرکے کہا کہ اب تم میری اس آنکھ مین بھی مرہم لگا دو اس درویش نے کہا بابا مین نے تمھین اول جتا دیا کہ اس آنکھ مین لگانے سے بالکل اندھے ہو جاؤ گے اگرچہ وہ فقیر اس امر مین سچا تھا مگر مین اپنی شامت اور بدبختی کی راہ سے اسکے اظہار کو برخلاف سمجھا اور تصور کیا کہ داہنی آنکھ کے لگانے کی تاثیر کچھ زیادہ بائین کے لگانے سے ہوگی گر یہ درویش مجھے بہکا کر چاہتا ہے کہ مجھے اس امر عجیب سے باز رکھے مین نے مسکرا کے کہا تم مجھے دھوکا دیتے ہو تاکہ مین اسکے فائدے سے کہ اول سے عجیب و غریب ہے محروم رہون والا ممکن نہین کہ ایک مرہم کی دو تاثیر برخلاف ہون اسنے کہا خدا گواہ ہے کہ اس مرہم کی یہی تاثیر ہے جو مین کہتا ہون ای عزیز میری بات کو سچ جان مین نے تجھ سے برخلاف نہین کہا مین اسکی بات کو باور نہ لاکر مصر ہوا کہ میری داہنی آنکھ مین بھی اس مرہم کو لگا دے اس درویش نے انکار کیا اور کہا کہ مین نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے اب بدی کیونکر کرون یقین جان کہ اس عمل سے تو تمام عمر حیران اور پریشان رہیگا میرے کہنے کو مان جس قدر وہ درویش انکار کرتا تھا میرا اصرار بڑھتا تھا آخر مین نے اُسے قسم خدا کی دلا کے کہا کہ ای درویش جس جس امر کی مین نے تجھ سے درخواست کی تو نے اُسکے بجا لانے مین کچھ دریغ نہین کیا یہ میری درخواست اخیر ہے امیدوار ہون کہ اس سے بھی انکار نہ کیجیے مین تم کو کچھ الزام نہ دونگا اچھا برا میری قسمت سے ہوگا درویش نے ہرچند انکار مرہم لگانے مین کیا لیکن میرے اصرار کرنے سے اُسنے مجبور ہو کر تھوڑا سا وہ مرہم میری داہنی آنکھ کی پلک پر لگا دیا جب مین نے آنکھ کو کھولا تو دونون آنکھون سے اپنے تئین اندھا پایا بجز تاریکی کے کچھ مجھے دکھلائی نہ دیا اُس وقت سے اب تک کہ آپ مجھے دیکھتے ہین نابینا اور بے بصر ہون پھر اُس وقت مین بولا ای بدشگون درویش جو تو کہتا تھا وہی ہوا اور بہت سی ملامت اُسکو کی کہ کاش تو مجھے اُس خزانے مین نہ لیجاتا اور یہ دولت نہ دلواتا اب یہ سب زر و جواہر میرے کس کام کے ہین تو چالیس اونٹ اپنے حصے کے لیجا اور مجھے اچھا کر درویش نے جواب دیا میرا اسمین کیا قصور ہے مین نے تو تیرے ساتھ ایسی نیکی کی تھی کہ کبھی کسی نے کسی کے ساتھ نہ کی ہوگی مگر تو نے میری نصیحت نہ سنی طمع تیری بسبب کوردلی کے اسقدر دولت پانے اور منکشف ہو جانے سب خزانون روے زمین کے نگئی اور تو نے قناعت نہ کی اور میری بات کو نہ سنا اور فریب جانا اب اسکا کیا چارہ ہے ممکن نہین کہ پھر تو بینا ہو پھر مین نے منت اور زاری کرکے کہا ای درویش ان اسی اونٹون کو جو زر و جواہر سے لدے ہوے ہین لیجا اور مین نے بخوشی خاطر تجھے دیے اگر تجھ سے ہو سکے خدا کے لیے مجھے بینا کر دے اُس درویش نے پھر میری بات کا کچھ جواب نہ دیا اور مجھے اُسی حالت غم و الم مین چھوڑ کر وہ

اسی حالت غم والم مین چھوڑ کر وہ اسّی اونٹ لدے ہوے دولت سے لیے شہر بالنسرہ کیطرف چلدیا اور ہر چند مین چلاّ یا کیا کہ مجھے بھی اس جنگل مردم خوار سے اپنے ساتھ لیچل راہ مین مَین اور کسی کاروان کے ہمراہ ہو لونگا مگر اُسنے ذرا میری بات نہ سُنی اور میری طرف سے منہ پھیر لیا آخر بعد چلے جانے اُس فقیر کے مین اپنی اجارت اور دولت کھو کر غم و غصہ اور بھوک پیاس سے مرنے لگا اتفاقاً دوسرے دن ایک قافلہ کہ شہر بالنسرہ سے بغداد کی طرف جاتا تھا وہان گزرا اور مجھے اس مصیبت مین دیکھکر خدا ترسی سے بغداد مین لے آیا مجھے اس شہر مین سوا اسکے کہ بھیک مانگ کر اپنی گزران کرون اور کچھ بن نہ پڑا آخر بھیک مانگنا شروع کرکے خدا سے یہ عہد کیا کہ سزا اس نفس حریص اور شوم کی یہ ہی کہ جو کوئی میرے حال پر ترس کھا کے مجھے کچھ دے تو چاہیئے کہ وہ ایک دھول بھی میرے سر پر مارے یہی سبب تھا کہ کل کے دن مین نے آپکے حضور مین اس بات کے لیے اصرار کیا اور بہت سی گستاخی کی جب اُس پیر نابینا نے اپنا قصہ تمام کیا خلیفہ نے اُس سے کہا بابا عبداللہ تمھارا گناہ بڑا ہی خدا اُسکو بخشے اب تمکو چاہیئے کہ عابدون اور زاہدون سے اپنے مذہب کے لوگ دعاے خیر کرین اور تم اب اپنے حوائج ضروری کے لیے کچھ فکر نکرو مین تمھارے لیے موافق تمھاری لذن کے چار درم روز اپنے خزانے سے مقرر کیے دیتا ہون وہ تمام عمر ملے جاینگے اب تم سوال کرنے کے لیے شہر مین پھرا نکرو یہ بات سنکر بابا عبداللہ خلیفہ کے حضور مین آداب بجالایا اور عرض کیا کہ جو حضور سے ارشاد ہوا مین نے اُسے قبول کیا جب خلیفہ بابا عبداللہ کا تمام حال سن چکا تب اُس جوان کیطرف متوجہ ہوا جو ہر روز اپنی مادیان پر سوار ہو کے اُسے دوڑاتا اور مارتا تھا پہلے اُسکا نام پوچھا اُس جوان نے بعد بجالانے آداب کے عرض کیا میرا نام سیدی نعمان ہی خلیفہ نے کہا ہمنے بہت سوارون کو دیکھا کہ وہ مشق سواری کی کرتے ہین اور ہمنے بھی اکثر گھوڑون پر سوار ہو کے انکو پھیرا مگر اس طرح اور اس بیرحمی سے کسیکو نہین دیکھا جیسا تم اپنی گھوڑی کو دوڑایا کرتے ہو علاوہ اسکے کل ہمنے دیکھا کہ تم اُسکو چابک اور ایڑین نہایت بیدردی سے مارتے جاتے تھے سب لوگون کو یہ حال دیکھکر نہایت حیرت تھی اور ان سب سے زیادہ مین حیران تھا اور وہان کے لوگون سے معلوم ہوا کہ ہر روز تم اسی طرح اس مادیان کے ساتھ پیش آیا کرتے ہو اب مین تمسے سبب اس ظلم اور بیدردی کا پوچھتا ہون چاہیئے کہ تم سچ سچ مجھسے کہو اور کوئی امر اس سے فروگذاشت نکرو سیدی نعمان نے جانا کہ خلیفہ اس امر کے ظاہر کرنے مین از حد مُصر ہی اور بے کہے کسیطرح میری مخلصی نہین نہایت ڈرا اور مانند تصویر کے خاموش کھڑا رہگیا خلیفہ نے فرمایا ڈر نہین مجھسے سبب اسکا ظاہر کر اور اسوقت تو نے مجھے مثل اپنے

دستون کے سمجھ اور جسطرح کہ اُنسے بات چیت اور اپنا حال کہا کرتا ہی مجھسے بھی ظاہر کرا اور کچھ اندیشہ اور ڈر میرے مواخذیکا دل مین نہ لا مین سنے اُسکو بخشا اور معاف کیا سیدی نعمان نے خلیفہ کے تسلی دینے سے ہاتھ باندھ کر اپنا حال اسطرح بیان کرنا شروع کیا

قصہ سیدی نعمان اور اُسکی گھوڑی کا

خداوند میرے بزرگ اسقدر دولت و اسباب بعد اپنی وفات کے میرے واسطے چھوڑ گئے تھے کہ وہ میری زندگانی تک بخوبی کافی تھا اور کمال عیش و عشرت مین امیرانہ گزران کرتا کسی طرح کا فکر و اندیشہ نرکھتا ایکدن عالم جوانی مین یہ خیال گزرا کہ ایک نازنین و خوبصورت بی بی کے ساتھ کدخدا ہوکے باہم پیار و الفت سے رہا کرون مگر خدا سے چاہا کہ اچھی بی بی مجھے ملے اور رنج و راحت مین شریک ہو غرض ایک بی بی کے ساتھ کہ بظاہر نہایت حسین اور خوبصورت تھی میری شادی ہوئی مین نہایت خوش ہوا اور خدا کی درگاہ مین شکر بجا لا کر اُسکے ساتھ شب باش ہوا دوسرے ہی دن شادی کے جب کھانا میرے اور اُسکے واسطے چنا گیا مین نے پہلے سب اقسام طعام مین پلاؤ کھانا شروع کیا اور موافق دستور اپنے شہر کے چمچے سے کھانے لگا اور بی بی بجاے چمچے کے اپنی جیب سے کان کریدنی نکالکے اُس سے ایک ایک دانہ چاول کا اُٹھا کر کھانے لگی مین اُسکی وضع دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور کہا کیا تم اسوقت دانہ شماری کرتی ہو جو دوسرے وقت کھاؤگی مین جانتا ہون کہ اس عرصہ مین تمنے دس بیس دانے چاول کے بھی نہ کھائے ہونگے بی بی اچھی طرح جسطرح دستور کھانیکا ہی اور مین کھاتا ہون کھاؤ لیکن اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور اُسیطرح ایک ایک دانہ قاب سے اُٹھا کے کھایا کی جب نوبت شیرمال اور باقرخانی کی پہونچی اُسنے ذرا سا چھلکا روٹی کا لیکر بڑے ناز و نخرے سے اپنے منھ مین ڈالا غرض اسقدر تھوڑا کھایا کہ چڑیا بھی اتنی غذا سے سیر اور آسودہ نہوتی مین اُسکی ہٹ اور اصرار پر نہایت متحیر ہوا اور خیال کیا کہ شاید اُسے عادت کھانے کی مردون کے ساتھ نہین خصوصًا شوہر کے ساتھ کھاتے ہوے شرماتی ہی اور یہ بھی خیال آیا کہ شاید وہ کھانا آگے کھا چکی ہی اسواسطے اُسکو اسوقت کھانیکی رغبت نہین غرض ان سب باتون کو خیال کرکے کچھ اُس سے نکہا پھر دوسرے وقت جب نوبت کھانیکی آئی اُس بی بی نے وہی معاملہ کیا جیسا کہ اول وقت کھانا کھانے مین کیا تھا بلکہ ہر روز اُسی انداز سے کھاتی مجھے یہ حال دیکھکر نہایت حیرت ہوئی کہ یہ بی بی بے کھاے کیونکر جیتی ہی یہانتک کہ ایک رات کہ وہ اپنے گمان مین مجھے غافل سوتا پاکے میرے پہلو سے چپکے اُٹھی اتفاقًا مین اُسوقت جاگتا تھا صریحًا سوتا بنکر خراٹے لینے لگا اور اُسکی طرف

دیکھنے لگا کہ یہ میرے پاس سے اسوقت اس احتیاط سے کیون اٹھتی ہی غرض وہ اٹھی اور کپڑے پہنکر چلکے سے
باہر کو چلی مین بھی فوراً اپنے بستر سے اٹھا اور کھڑکی سے اس مکان کی دیکھنے لگا کہ کدھر کو جاتی ہی وہ دبے پاؤن اگلی
بڑھکے دروازے کو کھولکر باہر گئی مین بھی اسی دروازے سے کہ اسنے بند نہین کیا تھا باہر نکلا اور بہت خوش
اسکے ہو لیا یہانتک کہ وہ قبرستان مین جو متصل ہمارے گھر کے تھا گئی مین بھی نزدیک اُسکے رات کو مین نے رہنا
دیوار سے لگ اسطرح کھڑا ہوا کہ مین اسکو بخوبی دیکھون اور وہ مجھے نہ دیکھ سکے آخر اکو بہت میرے حال پر شفقت
کے ساتھ جاکر بیٹھ گئی مین اپنی بی بی کو غول کے ساتھ بیٹھے ہوے دیکھکر ڈھکے اُٹھتا بیٹھتا جب وہ نانبائی اپنے
ملکر ایک مردے کو کہ اُسی روز دفن کیا گیا تھا قبر سے کھود کر نکالا اور ہبھی وہ میرے سوتے وقت باہر نکلتا اور
مردے کا گوشت کاٹکر کھانے اور نہایت خوشی اور اختلاط سے اسلیے مقرر کیا تھا پکارتا ہین فوراً آواز
کھڑا ہوا تھا اس سبب سے اُنکی باتین خوب سنائی نہین دیتی تھی بہت آرام سے رہا ایکدن ایک عورت روٹیان
جب وہ گوشت اُس مردے کا کھا چکے ہڈیان اُسکی چند درہمون مین ملاکر نانبائی کو دیا نانبائی نے اسکو پرکھکر
دونون کو اسی شغل مین چھوڑکر جلدی سے چلی دے اُس عورت نے اُس کھوٹے درہم کے پھیر لینے مین
درہم تو بہت اچھا ہی نانبائی نے کہا کھوٹا ہی ابھی اسکا حال تجھے معلوم ہوجائیگا میر کتا اس قصیو امد
پرکھ دیگا پھر اُسنے میرا نام لیکے پکارا کہ یہان آ مین اُسکے روبرو جا پہونچا نانبائی نے وہ سب درہم میرے
آگے پھینکدیے اور کہا اسمین سے کھوٹا جدا کرنے مین نے سب کو دیکھکر جو کھوٹا تھا اُسپر اپنا پانون رکھدیا نانبائی
بہت خوش ہوا اور وہ عورت متحیر ہوئی اور کھوٹے درہم کو بدلدیا جب وہ عورت اپنے گھر چلی گئی نانبائی نے
اپنے ہمسایون کو بلاکر اس معاملے سے آگاہ کیا انھون نے میرے امتحان کے لیے کھوٹے درہم
اچھون مین ملائے اور میرے آگے ڈالدیے مین فوراً کھوٹون کو اچھون سے جدا کرکے اُنپر اپنے پانون رکھتا تھا
اُن لوگون نے اس حال کو اچنبھا جانا مگر بہت لوگون سے ظاہر کیا تھوڑے عرصہ مین یہ خبر سارے شہر
مین مشہور ہوئی اور مین اُسدن شام تک درہمون کو پرکھتا رہا اُس دن سے نانبائی میرا اور بھی پاس کرنے لگا
اور اُسکے سب ہمسایے اور دوست اُس سے کہتے کہ تو نے یہ کتا کیا ایک صداقت رکھتا ہی غرض چند
کتنے دنون کے ایک عورت آئی اور اُس دکان پر روٹی مول لینے آئی اور چھ درہم جن مین ایک درہم کھوٹا
تھا نانبائی کو دیے اُسنے واسطے پرکھنے کے میرے حوالے کیے مین نے کھوٹا درہم جدا کرکے
پانون اپنا اُسپر رکھا اور اُسکی طرف دیکھنے لگا اُس عورت نے اقرار کیا کہ تو سچ کہتا ہی یہی درہم کھوٹا تھا

تونے خوب پرکھا اور نانبائی سے نظر بچا کے مجھے اشارے سے بلایا کہ اپنے گھر لیجائے مین اُسکا مطلب سمجھ گیا اور نانبائی کی نظر بچا کر اُس عورت کے ساتھ ہو لیا وہ عورت مجھے اپنے گھر لے گئی جب مین گھر کے اندر گیا اُسنے دروازے کو بند کر لیا اور مجھے ایک مکان مین لے گئی جسمین ایک بی بی کار چوبی کپڑے پہنے ہوے بیٹھی تھی مین نے قرینے سے دریافت کیا کہ وہ بی بی اس عورت کی بیٹی ہی اور وہ بی بی جادو مین اُستاد تھی پھر اُس عورت نے اُس بی بی سے کہا یہی کتا کھوٹے درہمون کو اچھون سے پرکھتا ہی آج مین نے اسکو امتحان مین پورا پایا بیٹی تم بھی غور سے اس کتے کو دیکھو کہ کون ہی وہ جوان بی بی میری طرف بغور دیکھ کے بولی کہ اماں مین اسکا حال ابھی تم سے کہونگی یہ کہکے وہ جوان بی بی اپنی جگہ سے اُٹھی اور ایک ظرف پانی کا لیکر اُسمین اپنا ہاتھ ڈبو دیا اور میرے اوپر اُس پانی کو چھڑک کر کہا اگر تو حقیقت مین حیوان ہی تو بنا رہ ورنہ برکت سے اس پانی کے ابھی آدمی ہو جا اُسکے کہتے ہی مین آدمی بنگیا اور قدمون پر اُس جوان بی بی کے گرا اور دامن چوم کر اُسکا شکریہ ادا کیا پھر اُس عورت کا جو مجھے اپنے گھر لائی تھی نہایت شکر گزار ہوا اور سارا حال اپنی بی بی کی بدسلوکی کا اُن دونون سے بیان کیا اُنھون نے سُنکر نہایت افسوس کیا اور کہا کہ تم یہ نہ جانو کہ مین نے تمھاری فقط تبدیل صورت کردی بلکہ مین بی بی کو تمھاری کچھ سزا اُسکی جو تمھارے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئی دونگی یہ کہکر وہ بی بی ایک کوٹھری مین گئی اور بعد تھوڑی دیر کے اندر سے ایک بوتل لیے ہوے اپنے ہاتھ مین آئی اور کہا مین نے اپنی کتاب مین دیکھا کہ امین اسوقت اپنے گھر مین نہین مگر ایکدم مین آویگی یہ کہکر اُس بی بی نے ایک ظرف پانی کا مجھے دے کے کہا اب تم اپنے گھر جاؤ اور یہ باتسن اپنے پاس رکھنا اور اُسکے آنے کے منتظر رہنا جسوقت وہ باہر سے آئے فوراً تم تھوڑا سا پانی اس بوتل سے لیکر اُسپر چھڑک دینا اور یہ چند الفاظ اُسوقت پڑھنا اور جسکے قالب مین چاہنا اُسے لے آنا مین اُس بی بی کی سب باتین اور وہ الفاظ کہ مجھے سکھلائے تھے خوب ذہن نشین کرکے اُس سے رخصت ہو کر اپنے گھر آیا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ امین بھی آئی مین نے بوتل کا پانی ہاتھ مین لیا اور وہ کانپنے اور تھرانے لگی اور چاہتی تھی کہ میرے آگے سے بھاگ جائے مین نے جلد اُس پانی کو اُسپر چھڑکا اور وہ الفاظ پڑھے وہ فوراً گھوڑی بنگئی یہ وہی گھوڑی ہی جسکو کل آپنے دیکھا مین اُسکی ایال پکڑ اصطبل مین لے گیا اور باگڈور سے اُس کو باندھا اور اُسکے قصور پر بہت ملامت کی اور چابک لیکر اُسے اتنا مارا کہ مین تھک گیا آخر یہ مقرر کیا کہ ہر روز اُسکو میدان مین لیجا کر خوب چکر دیکر سزا دیا کرون یہانتک سیدی نعمان نے اس قصہ کو کہکے خلیفہ سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین مجھے

یقین کامل ہی کہ آپ میری اس حرکت سے ناخوش نہونگے بلکہ آپ اس سے زیادہ سزا ایسی عورت کے حق مین تجویز فرمائینگے اسقدر کہکے چپ ہو رہا خلیفہ نے فرمایا کہ حقیقت مین تمھارا قصہ نہایت عجیب ہی اور قصور تمھاری بی بی کا قابل عذر کے نہین اور تمھارا سزا دینا اُسے بہت بجا ہی مگر یہ بتاؤ کہ تم کبتک اُسکو یہ سزا دیا کروگے اور گھوڑی بنائے رکھوگے میرے نزدیک تم اُس بی بی سے جسکے جادو نے اُسے گھوڑی بنا دیا کہو کہ اُسکو پھر آدمی بنا دے لیکن مجھے ڈر ہی کہ یہ ساحرہ بعد انسان بنجانے کے کیا بد سلوکی تمھارے ساتھ کرے خلیفہ نے پھر کچھ اصرار اسبات مین سیدی نعمان سے نکیا اور متوجہ تیسرے شخص کیطرف ہوکے کہا کل کے دن جو میرا گذر فلانے محلے سے ہوا تمھارا محل بڑا دیکھکر نہایت مجھے تعجب ہوا اور اس محلے کے لوگون سے تمھاری غریبی پہلی اور حال کی امیری کا حال سُنا اب مجھسے تم بیان کرو کہ کیونکر تم اسقدر مالامال ہوے اور تم کچھ اندیشہ نہ کرو مجکو فقط تمھارا حال دریافت کرنا ہی اُسنے اپنا قصہ یون کہنا شروع کیا

قصہ خواجہ حسن رسن فروش کا

خداوند پہلے آپ حال میرے دوستون کا جو باشندے بغداد کے ہین سنین اور وہ دونون ابتک زندہ اور میرے اظہار کے جو حضور مین عرض کرتا ہون گواہ ہین ایک کا نام سعدی دوسرے کا نام سعد ہی سعدی کا اعتقاد یہ تھا کہ دنیا مین کوئی شخص ظاہرا فارغ البال بے مال کے نہین ہوتا اور دولت بے تدبیر کے حاصل نہین ہوتی اور سعد کہتا تھا کہ جبتک تقدیر یاور نہین ہوتی دولت نہین ملتی سعد مفلس تھا اور سعدی بہت مالدار تھا اور دونون کے درمیان مین نہایت دوستی تھی اور کبھی تکرار نہین ہوتی سوائے اس مقدمہ کے کہ سعدی تدبیر کا قائل تھا اور سعد تقدیر کا ایکدن اسی امر مین بہت گفتگو ہوئی سعدی نے کہا آدمی محتاجی مین پیدا ہوکے ہمیشہ محتاج رہتا ہی سعد کہتا تھا کہ تدبیر اور کسب کچھ کام نہین آتا محض تقدیر سے دولتمند ہوتا ہی غریبی اور امیری اتفاقی ہین تدبیر کچھ کام نہین آتی سعدی نے کہا تم خلاف کہتے ہو آؤ ہم تم دونون امتحان کرین کسی پیشہ والے کو جو محنت مزدوری سے اپنی اوقات بسر کرتا ہو کچھ زر دین وہ اُس سے اپنی پونجی کو بڑھائیگا مقرر امیر ہوجائیگا اُسوقت تمکو میرے کہنے کا یقین ہوگا چنانچہ وہ دونون دوست سیر کرتے ہوے میرے گھر آئے اور جہان مین اپنی رسی بٹنے مین مصروف تھا پہونچے اور یہ پیشہ میری کئی پشتون سے تھا میرا گھر اور لباس دیکھکر اُنھین حال میری محتاجی کا معلوم ہوا سعد نے سعدی سے کہا اگر تمھین امتحان کرنا منظور ہو تو کچھ اشرفیان دیکے امتحان کرو یہ شخص مدت سے

...ن رہتا ہی اور مین خوب جانتا ہون یہ رسی بٹکے اپنی اوقات مع عیال و اطفال مشکل سے بسر کرتا ہی سعدی نے کہا اچھا مگر ذرا ہم اسکو اچھی طرح دیکھ لین پھر وہ دونون ٹہلتے ہوے میری طرف متوجہ ہوے مین نے اُنسے صاحب سلامت کی اُنھون نے جواب سلام دیکے میرا نام پوچھا مین نے کہا میرا نام حسن ہی اور جو مین رسی بٹنے کا پیشہ کرتا ہون اسلیے مجھے حسن حبال کہتے ہین سعدی نے مجھسے کہا یہ پیشہ ورکو پیشہ کافی ہوتا ہی مجھے یقین تھا کہ تم اس کام مین خوش ہوگے اور بہت اسباب تمھارے پاس جمع ہوگا مین نے کہا میرے پاس تو کچھ اسباب نہین ہین تو صبح سے شام تک رسی بٹا کرتا ہون اُسپر بھی بڑی دشواری سے نان خشک میری عیال کو اور مجکو ملتی ہی ایک بی بی اور پانچ بچے صغیر رکھتا ہون اُنمین کوئی اس لائق نہین کہ میری مدد کرے مین اُن سبکی خبر کھانے پینے کی بدقت لیتا ہون الحمد للہ کہ اُسنے اس تنگدستی مین مجھے دوسرے کا محتاج نہین کیا جب مین اپنا حال سعدی سے کہ چکا اُسنے مجھسے کہا اے حسن مجھے مفصل حال تیرا معلوم ہوا اور جو مین خیال کرتا تھا وہ غلط نکلا اب مین اگر تجھے تھیلی دو سو اشرفی کی دون تو بخوبی اپنی گذران کرسکتا ہی اور اس قدر زر پانے سے تو دولتمند ہوسکتا ہی یا نہین مین نے کہا اسقدر زر دفعۃً مجھے دولتمند نہین کرسکتا

تصویر سعدی اور سعدی کی حسن حبال کے گھر آنے کی اور اُس سے ہمکلام ہونے کی

مگر رفتہ رفتہ البتہ مجھے فراغت ہو سکتی ہی سعدی نے مجھے معتبر اور صادق القول سمجھ دو سو اشرفیان دین اور
کہا مین تمکو یہ للہ دیتا ہون تم اپنا کاروبار کرو خدا تمکو جسمین برکت دے اور تم بہت سمجھ بوجھ کے ان کو خرچ
کرنا غفلت اور بے پروائی سے ضائع نکرنا تمھاری فراغت سے سعد کہ ہمارا دوست ہی بہت خوش ہوگا
اور اگر ہم دونون آیندہ آکر تمھین راحت مین دیکھینگے تو ہم دونون خوش ہونگے مین نے وہ اشرفیاں لیکر
اپنی جیب مین رکھین اور نہایت خوش ہوا اور سعدی کا بہت اولے شکر کرکے دامن قبا کو اُسکے
بوسہ دیا پھر وہ دونون دوست مجھسے رخصت ہوکے چلے گئے مین پھر اپنے کام مین مصروف
ہوا اور دل مین سوچنے لگا کہ یہ اشرفیان کہان دھرون میرے گھر مین قید نہین نہ کوئی صندوقچہ ہی پھر سوچا
کہ اس تھیلی کو اپنی دستار مین باندھکر احتیاط سے رکھلون چنانچہ اُسے گھر لے گیا اور بی بی لڑکون سے
پوشیدہ دس اشرفیان خرچ کرنے کے لیے نکال لین باقی کو تھیلی مین ڈورے سے باندھ پگڑی مین
مضبوط گرہ دیکے رکھ لیا اور پگڑی سر پر باندھ لی اور بازار جاکر سن لیا اور راہ مین پھرتے وقت تھوڑا گوشت
کہ مدت سے نہین کھایا تھا خرید کیا اور اُسکو اپنے ہاتھ مین لیے ہوے گھر کیطرف چلا ناگاہ ایک چیل نے
جھپٹا مارکے چاہا کہ گوشت چھین لے مین نے اُسے بچایا اُسنے دوسری طرف سے پھر جھپٹا مارا پھر مین نے
بچایا اس اچھل کود مین میری بدنصیبی سے پگڑی سر سے گر پڑی اور وہ چیل فوراً اپنے پنجون مین اُسکو پکڑکے
لے اڑی ہر چند مین نے شور و غل کیا مگر چیل نے پگڑی کو نچھوڑا اور ایسی اُڑی کہ میری نظر سے غائب ہو گئی
آخر مین نہایت غمگین ہوکر اپنے گھر آیا اور اُن دس اشرفیون سے جو کہ اُس تھیلی سے نکال لی تھین سن لیا
اور کچھ اپنے کھانے پینے مین صرف کیا سوائے اس رنج کے شرم سے مرا جاتا تھا کہ جب سعدی آکر اس
حال کو سنیگا میرے مکر و فریب پر گمان کریگا پھر جبتک وہ تھوڑی اشرفیان میرے پاس رہین مین اپنے
چند روز پیٹ بھرکے بال بچون سمیت کھاتا پیتا رہا اور بعد خرچ ہوجانے کے مین جیسا آگے تھا ویسا ہی
ہو گیا مگر سوائے صبر و شکر کے کبھی شکوہ و شکایت نکیا غرض بہرحال راضی و شاکر رہا میری
بی بی نے جس سے مین نے حال اشرفیون کے پانیکا مطلق نہین کہا تھا مجھے پریشان دیکھا اور کئی ہمسایے
بھی میرے حال سے خبر پاکے جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے ہر چند مین نے اُنسے بخیال اسکے کہ کیے نقصان ہا یہ
ویگرے شماتت ہمسایہ کچھ نہ کہا لیکن حال تلف ہونے اشرفیون کا ظاہر کیا وہ سب مجھے جھوٹا سمجھ کر بہت
ہنسے یہانتک کہ لڑکے بھی میری بات پر ٹھٹھا مارکر کہنے لگے کہ جسنے اپنی عمر بھر صورت اشرفی کی نہ دیکھی ہو

کہان سے اس قدر اشرفیان اُسکو ملین کہ چیل اُنھین بگڑی سمیت لے گئی مگر میری بی بی اُسکو سچ جانکر میرے نقصان پر بہت روئی پیٹی پھر کیف جب اس حادثے کو چھ مہینے گذرے سعد اور سعدی میرے محلے کی طرف گذرے سعد نے سعدی سے کہا حسن حبال کو چل کے دیکھا چاہیے کہ کسقدر اُسکی پونجی بڑھی یہ کہکے وہ دونون دوست میرے گھر آئے پہلے سعد نے سعدی سے کہا مین تو اُسی محتاجی مین پاتا ہون پھٹے پرانے کپڑے پہنے مگر اُسکی پگڑی کچھ اُجلی معلوم ہوتی ہے سوا اس امر کے اور کچھ وضع مین فرق نہین ذرا تم بھی غور کرکے دیکھو جو مین کہتا ہون درست ہے یا نہین سعدی نے آگے بڑھکے مجکو جو دیکھا اُسی حال مین پایا جیسا کہ سعد کہتا تھا پھر وہ دونون میرے نزدیک آئے سعد نے بعد سلام علیک کے پوچھا اے حسن تمھارے کاروبار مین اُن دوسو اشرفیون سے کچھ ترقی ہوئی یا نہین مین نے کہا صاحبو مین اپنی کمبختی کا حال تم سے کیا کہون مجھپر حادثۂ عجیب وغریب گذرا پھر مین نے سب حال اُنسے کہا سعدی نے سنکے کہا حسن تو ہم سے ہنسی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہمین فریب دے چیلون کا کام پگڑی لیجانا نہین ہے وہ فقط اُس چیز کو لیتی ہین جو اُنکی بھوک کو تسکین دے اکثر آدمی جب کبھی کہین سے کچھ دولت پاتے ہین تو اپنی محنت کو چھوڑ عیاشی مین پڑ اُس زر کو فضول خرچ کر ڈالتے ہین اور اپنی اصلی حالت پہ آجاتے ہین تم نے بھی ایسا ہی کیا ہوگا مین نے کہا صاحب جسقدر ملامت میرے تئین کرتے ہو بجا ہے مگر اس امر عجیب کو جو مین نے آپ سے بیان کیا کوئی شخص یہان نہین کہ نجانتا ہو تمکو فریب نہین دیتا سعد نے میری طرفداری کرکے سعدی سے کہا اکثر دیکھا اور سنا ہے کہ چیل اکثر چیزین سوا کھانے کے لیجاتی ہے یہ کچھ بعید نہین سعدی نے یہ سنکے دوسو اشرفیان اور مجھے دین اور کہا حسن اُنکی اور تمکو دیتا ہون خبردار اب انکو اچھی طرح رکھنا آگے کی طرح نکھونا مین نے سعدی کی آگے سے زیادہ شکرگزاری کی اور دعائین دین پھر جب وہ دونون دوست چلے گئے مین اپنے کارخانے مین آیا اور وہان سے گھر گیا اتفاقاً اُسوقت میرا قبیلہ لڑکے اور گھر مین نہ تھے مین نے دس اشرفیان نکالین اور باقی ایک سو نوے ایک کپڑے مین خوب مضبوط باندھین اور چاہا کہ اُسکو ایسی پوشیدہ جگہ مین رکھون جہان بی بی اور بچون کو بھی خبر نہو مین نے ایک بڑی مٹی کی مٹھور مین جسمین بھوسی گیہون کی بھری ہوئی تھی اُن اشرفیون کو اُس بھوسی کے اندر رکھدیا اتنے مین میری بی بی گھر مین آئی مین نے اُس سے کچھ حال نہ کہا اور رسن خریدنے کے لیے بازار گیا بعد میرے جانے کے ایک شخص سر دھونے کی مٹی بیچتا ہوا وہان آیا میری بی بی نے چاہا کہ اُس مٹی کو مول لے مگر کوڑی

پیسا پاس نہ تھا اُسنے خیال کیا کہ مٹھو بھوسی کی بیکار ہی اُسکو دیکے مٹی لے لیا چاہیے مٹی والا بھی اس بات پر راضی ہوا اور مٹی بھوسی سے بدلدی اور مٹھو سمیت بھوسی اُٹھالے گیا اُتنے مین مین بھی سن خرید کیے ہوے اور ایک بوجھ اپنے سر پر رکھے آیا اور پانچ بوجھ سن کے پانچ مزدورون کے سر پر اپنے ہمراہ لایا جب وہ بوجھ اُنکے سر سے اُتروا کے ایک مکان مین رکھے اور مزدوری دیکر رخصت کردیا تب واسطے رفع ماندگی کے ایک جگہ لیٹا اور جہان وہ مٹھو بھوسی کی رکھی ہوئی تھی نظر کی اُس مٹھو کو وہان نہ پایا نہایت بیقرار ہوا اور اُٹھ کر جلد اپنے قبیلے سے پوچھا کہ مٹھو یہان سے کیا ہوئی اُسنے سب حال اُسکے بدلنے اور مٹی مول لینے کا بیان کیا یہ سُنکے مین چلاکر بولا ای کمبخت بدنصیب تونے مجھے اور میرے بچون کو ہلاک کیا اور اُس گل فروش کو مالامال کردیا پھر مین نے ایک سو نوے اشرفیون کے رکھنے کا حال اُس بھوسی کی مٹھو مین اور اُن دونون دوستون کے آنے کا اُس سے کہا میری جورو سنتے ہی رونے پیٹنے اور سر کے بال نوچنے لگی اور مجھسے کہنے لگی کہ تونے بڑا غضب کیا کہ ایسے بڑے امر کو مجھسے نہ کہا اگر مجھسے تو یہ حال کہتا ہرگز ایسا نہوتا مین نے کہا اسقدر شور و غل نکر کہ ہمسائے آگاہ ہو کر میری اور تیری بیوقوفی پر ہنسینگے اب مناسب ہی کہ راضی برضائے الٰہی رہون اور اُن دس اشرفیون سے جنکو مین نے نکال لی تھین اپنا کاروبار کیا اور چند روز اسیطرح اوقات بسر کی پھر دل مین خیال گذرا کہ وقت ملاقات کے سعدی سے کیا کہونگا پہلے ہی حال کو وہ باور نہین کرتا تھا ابکی دفعہ اُسے یقین کلی میری فیلسوفی اور دغابازی پر ہوگا آخر ایک دن سعد اور سعدی کچھ میرے ہی امر مین بحث کرتے ہوے میرے گھر کیطرف آئے مین نے دونکو دور سے دیکھکر اپنا کام چھوڑ دیا اور چاہا کہ کہین جاکر چھپ رہون ناگاہ اُن دونون دوست نے پہنچکر مجھے سلام علیک کی اور خیر و عافیت پوچھی مین نے نہایت شرم سے اپنی آنکھین نیچی کرکے جواب سلام کا دیا مجکو ویسا ہی شکستہ حال پاکے متعجب ہوکے پوچھا خیر تو ہے کیون تم اس حال مین ہو مین نے اُنسے حال اُن اشرفیون کے کھوئے جانیکا بھی جو کچھ گذرا تھا بیان کیا سعدی نے اُس حال کو سنکر کہا مجھے یقین ہوا مین نے دوستانہ چارسو اشرفیان تمکو دی تھین غرض وہ دونون دوست میری بدقسمتی پر نہایت متاسف ہوے آخر سعد نے کہ باخدا شخص تھا ایک پیسا سیسے کا جیب سے نکالکر سعدی کو دکھلایا اور مجھسے کہا اس ٹکڑے سیسے سے دیکھ تو خدا کیسی برکت تجکو دیتا ہی سعدی اُسے دیکھکر ہنسا اور ٹھٹھا مارکر کہا کہ یہ سیسے کا ٹکڑا کیا نفع حسن کو بخشیگا سعد نے اُس پیسے کو مجھے دیکے کہا تم اسکو اپنے پاس رکھو اور سعدی کو ہنسنے دو ایک دن

ہین تم کو حال اسکا معلوم ہوگا اور خدا چاہیگا تو تم اِسکے سبب سے بڑے آدمی ہوجاوٗگے مین نے وہ پیسا لیکر اپنی جیب مین رکھا پھر وہ دونون دوست مجھ سے رخصت ہوگئے اور مین رسی بٹنے مین مصروف ہوا رات کو جب مین نے سونے کے لئے کپڑے اُتارے وہ پیسا جیب سے گر پڑا مین نے اُسکو اُٹھا کے ایک طاقچہ مین رکھدیا اتفاقاً اُسی رات ایک ماہی گیر کو کہ میرے ہمسایون سے تھا اپنے جال کے مرمت کے لیے ایک پیسا درکار ہوا تا سوت لاکر رات کو اپنا جال درست کرکے مچھلیان پکڑے اُسکا معمول تھا کہ دو گھڑی کے تڑکے وہ دریا پر مچھلیان پکڑنے جایا کرتا اُسنے اپنے قبیلے سے کہا کہ تو جاکر اپنے ہمسایے سے ایک پیسا قرض لاکر مجھے دے وہ عورت سب کے گھر گئی اور کہین سے اُسکو پیسا نہ ملا مایوس ہوکر اپنے گھر آئی ماہی گیر نے کہا تو حسن حبال کے گھر نہین گئی اُسنے کہا نہین ماہی گیر نے کہا جلد اُسکے گھر جا مقرر وہان سے پیسا پائیگی اُسکا قبیلہ بڑبڑاتا ہوا میرے گھر آیا اور دروازہ کھلوا کر کہا اے حسن حبال میرے خاوند کو اسوقت ایک پیسا درکار ہے دے مین نے کہا گھر میری بی بی سے آتی ہے میری بی بی نے میری اجازت سے وہ پیسا جو سعد نے مجھے دیا تھا لیجا کر اپنی ہمسائی کو دیا وہ عورت نہایت خوش ہوئی اور میری بی بی سے کہا مین اقرار کرتی ہون کہ جو پہلی دفعہ میرا خاوند جال ڈال کے مچھلیان پکڑیگا وہ سب تجھے لادونگی اور یقین ہے کہ میرا خاوند بھی اس اقرار کو قبول کرے جب اُس عورت نے وہ پیسا اپنے خاوند کو لیجا کر دیا اور اپنے اقرار سے آگاہ کیا اُسنے بہت خوش ہوکے اُس اقرار کو قبول کیا اور اپنے قبیلے سے کہا تو نے بہت اچھا کیا کہ یہ اقرار اُنسے کر آئی پھر وہ اپنے جال کی مرمت کرکے دو گھڑی تڑکے مچھلی پکڑنے دریا پر گیا اور جب اُسنے پہلے پہل جال دریا مین ڈال کر کھینچا ایک ہی مچھلی کہ کچھ ایک بالشت سے بڑی تھی اُس جال مین آئی اُسنے اُس مچھلی کو الگ رکھ کے پھر کتنی دفعہ جال ڈالے اور بہت مچھلیان پکڑین مگر وہ سب اس مچھلی سے چھوٹی تھین جب وہ ماہی گیر اپنے گھر آیا پہلی مچھلی پکڑی ہوئی لیکر میرے پاس آیا اور کہا اے ہمسایے یہ ایک مچھلی پہلے پہل جال ڈالنے مین مین نے پکڑی تھی سو حسب وعدہ یہ حاضر ہے اسکو قبول کیجیے تمھاری قسمت مین یہی ایک تھی جو جال مین پہلی دفعہ آئی مین نے کہا وہ پیسا جو رات کو مین نے تمھین دیا تھا کچھ حقیقت نہین رکھتا کہ اُسکا عوض لیا جائے ہرچند مین نے اُس مچھلی کے لینے مین تکرار کی آخر ہمسایے کے اصرار سے مچھلی لیکر مین نے اپنی بی بی کو دی اور کہا بی بی جو پیسا ہم نے رات اس ماہی گیر کے قبیلے کو دیا تھا اُسکا یہ بدلا ہے مگر سعد نے تو ہم سے اقرار کیا تھا کہ بسبب اس ایک پیسے کے ہم دولت سے مالامال ہوجائینگے پھر مین نے اپنی بی بی سے اُن دونون دوستون کے

اپنکا حال اور سعد کے پیسا دینے کا قصہ سب بیان کیا میری بی بی بھی اس ایک مچھلی کو دیکھکر متحیر ہوئی اور کہا مین اسکو کیا کرون پھر سوچکر دل مین کہا لڑکون کے لیے بھون لون آخر میری بی بی نے اُس مچھلی کو صاف کرنے کے وقت اُسکے پیٹ سے ایک بڑا ٹکڑا ہیرے کا پایا اُسنے جانا کہ یہ ٹکڑا شیشے کا ہی اُسنے اُسے چھوٹے بچے کو کھیلنے کے لیے دیدیا وہ اُسکو ہاتھ مین لیے کھیل رہا تھا کہ اتنے مین اُسکے اور بھائی بہنون نے دیکھکر اُسسے لے لیا اُسکی خوبصورتی اور چمک دیکھکر سب اُسکے مشتاق ہوے اور ہر ایک اُسکو باری باری سے اپنے پاس رکھتا جب رات ہوئی اور چراغ جلا تو ہمارے بچے چراغ کی روشنی مین اُسے دیکھکر خوش ہوتے اور شور وغل مچاتے یہانتک کہ میری بی بی نے کھانا لاکر رکھا اور ہم سب کھانے کے لیے بیٹھے بڑے لڑکے نے اُس ہیرے کو ایک طرف دسترخوان کے رکھدیا اور چپکے کھانا کھانے لگا بعد فراغت طعام پھر وہ بدستور آپسمین واسطے اُس ہیرے کے لڑنے جھگڑنے لگے ہم کچھ متوجہ نہوے کہ کیون بچے شور وغل کرتے ہین آخر جب بہت شور وغل کیا مین نے بڑے لڑکے کو بلا کر پوچھا کہ تم کس لیے آپس مین لڑ رہے ہو اُسنے کہا بابا ہم واسطے ایک بڑے شیشے کے کہ مانند چراغ کے روشن ہی آپس مین جھگڑتے ہین مین نے اُس ٹکڑے کو منگوا کے دیکھا اُسکی چمک دمک دیکھکر متحیر ہوا اور اپنی بی بی سے پوچھا یہ شیشے کا ٹکڑا کہان سے تمھارے ہاتھ لگا اُسنے کہا مین نے مچھلی کے پیٹ سے پایا پھر مین نے اپنی بی بی سے کہا چراغ کو اوٹ مین رکھدو جب چراغ ہماری نظر سے غائب ہوا روشنی اُس ہیرے کی اس قدر تھی کہ ہم سب کام بدون چراغ کے اُسکی روشنی مین کرتے تھے یہ حال دیکھکر مین نے اپنے دل مین کہا سعد کے پیسے کی بدولت اتنا فائدہ ہوا کہ رات کو چراغ جلانا نہ پڑا تیل کی کفایت ہوئی اور جب ہمارے بچون نے دیکھا کہ ہم نے چراغ بجھا کر بجاے چراغ کے اُس شیشے کے ٹکڑے کو رکھا اور بھی اچھلنے کودنے لگے اور شور وغل مچانے لگے یہانتک کہ اُس شور کو سب اہل محلہ نے سُنا آخر میرے گھر کنے سے چپ ہوکے سو رہے اور ہم نے بھی آرام کیا فجر کو اُٹھکر مین حسب معمول اپنے کاروبار مین مصروف ہوا اُس شیشے کے ٹکڑے کا خیال دل سے جاتا رہا ہمسایگی مین میرے ایک بڑا یہودی جوہری رہتا تھا کہ خرید و فروخت جواہرات کی کیا کرتا اُس رات کو وہ اور اُسکی بی بی میرے بچون کے شور وغل سے بیچین ہوے اور دیر تک اُنکو نیند نہ آئی غرض صبح کو اُسکی بی بی اپنے خاوند کی طرف سے واسطے شکایت کرنے شور وغل کے میرے گھر آئی اور میری بی بی نے اُسے دیکھکر مافی الضمیر اُسکا دریافت کیا اور نام لے کے کہا اے راحیل تُنے بھی رات کو میرے لڑکون کے

شور وغل سے تکلیف اُٹھائی ہوگی اُنکا قصور معاف کرو اور تم اندر آؤ مین سبب اُنکے شور وغل کا تمسے کہون جب
وہ اندر گئی میری بی بی نے وہ شیشے کا ٹکڑا اُسے دکھلایا اور کہا یہی سبب شور وغل کا تھا یہودن کہ سب طرح
کے پتھرون کو خوب پہچانتی تھی اُس ٹکڑے کو دیکھ کے متعجب ہوئی میری بی بی نے اُس سے سب حال
اُسکے پانے کا بیان کیا اُسنے سنکر کہا یہ ٹکڑا شیشے کا بہت اچھا ہی میرے پاس بھی اسیطرح کا ایک ٹکڑا ہی کہ
کبھی کبھی اُسکو مین پہنتی ہون اگر تو بیچے تو مین مول لیلون میرے بچے نام بیچنے کا سنکر اپنی مان سے رو کے
کہنے لگے کہ تو اسکو نہ بیچ ہم پھر شور وغل نہ کرینگے لڑکون کا اصرار دیکھکر دونون عورتین چپ ہو رہین اور
یہودن اپنے گھر چلی گئی اور آہستہ میری بی بی سے کہا خبردار کوئی دوسرا شخص اس ٹکڑے کو نہ دیکھے اور
سوا ہمارے اور کسی کے ہاتھ اسکو نہ بیچنا اور وہ یہودی صبح کو چوک مین اپنی دکان پر گیا تھا اُسکی بی بی نے
وہین جا کر اُس شیشے کے ٹکڑے کا حال اُس سے ظاہر کیا یہودی نے کہا ابھی تو جا کے اُس ٹکڑے کو
مول لے پہلے اُسکی تھوڑی قیمت کہیو پھر جتنے کو ہوسکے لیجیو یہودن میری بی بی کے پاس آئی اور کہا
بیس اشرفی اُس شیشے کے ٹکڑے کی دیتی ہون میری بی بی سوچی کہ یہ قیمت اُسکی بہت دیتی ہی مگر کچھ
جواب نہ دیا اتنے مین مین کھانا کھانے گھر آیا اور دونون کو دروازے مین باتین کرتے دیکھا میری بی بی نے
مجھے وہان ٹھہرا کے کہا بیس اشرفیان یہ ہمسائی قیمت اُس شیشے کے ٹکڑے کی دیتی ہی تمھاری کیا مرضی ہی
مین نے سعد کی بات کو یاد کیا یہودن نے میرے سکوت سے جانا کہ اس قیمت پر یہ راضی نہین اُسنے کہا ای
ہمسائی مین پچاس اشرفیان دیتی ہون مین نے دیکھا ایسی جلد بیس اشرفیون سے پچاس تک آئی ہی اُسکی
قیمت بہت بڑی ہوگی مین چپ ہو رہا اُسنے کہا ایک سو اشرفی لو مین نے کہا بی بی تم کیا کہتی ہو مین اُس
ٹکڑے کو لاکھ اشرفی سے ہرگز کم نہ بیچون گا یہودن بڑھتے بڑھتے پچاس ہزار اشرفی تک آئی اور مجھسے
کہا تم رات تک ٹھہرو میرا خاوند ایک نظر اُسکو دیکھ لے مین نے کہا اچھا رات کو یہودی میرے گھر آیا
مین نے اُس ہیرے کو دکھلایا اُسنے اُسکو اپنے ہاتھ مین لے کے دیر تک جانچا اور متحیر ہو کے کہا کہ
ستر ہزار اشرفی لو ورنہ مجھے دو مین نے کہا ایک لاکھ اشرفی سے کم کو نہ بیچونگا آخر یہودی اس
قیمت پر راضی ہوا اور دو ہزار اشرفیان بطور بیعانے کے مجھے دیکے کہا کل باقی ماندہ اشرفیان
تجھے لا دونگا اور اس ہیرے کو لیجاؤنگا مین راضی ہوا دوسرے دن اُس یہودی نے مجھے ایک
لاکھ اشرفیان گن دین مین نے وہ ٹکڑا ہیرے کا اُسے دیا اسی سبب سے فراغت میرے ہاتھ آئی

اور دولت مین نے پائی خدا کا شکر بجا لایا اور مین نے چاہا کہ اسیطرح شکر سعد اور سعدی کا جا کر بجا لاؤن پھر مین نے اُس دولت خدا داد سے اپنا اسباب امیرانہ درست کیا اور میری بی بی نے بھی اپنی اور بچون کی درستی خاطرخواہ کرلی اور ہم نے ایک بڑا گھر مول لیکر اُسکو چھت پردے وغیرہ اسباب و سامان سے تیار کیا اُسکے بعد مین نے اپنی بی بی سے کہا اب ہمین مناسب یہ ہی کہ ہم اپنے قدیم پیشے کو نہ چھوڑین اسکے لیے کچھ دولت اپنی سے اُٹھا رکھین اُسی سے اُسکا کاروبار کیا کرین پھر مین نے سب کاریگر شہر کے نوکر رکھے اور اُنکو بہت سے روپے دیکر کئی کارخانے رسی کے جمائے اور کئی شخصون کو معتبر جانکے ایک ایک کارخانہ سونپ دیا اب کوئی محلہ شہر بغداد کا نہین جسمین ہمین گماشتہ اور میرا کاروبار رسی کا نہو اور اسی طرح ہر ایک شہر اور ضلع مین ایک ایک کارخانہ مقرر کرکے ایک ایک محرر وہان معین کیا اب مجکو اس سبب سے بہت دولت ملی ہی اور واسطے اپنے کاروبار خانہ خاص کے ایک بڑا گھر اور مول لیا کہ جس مین زمین بہت تھی مگر وہ گھر ویران تھا مین نے اُسکو توڑ کر از سر نو اُسمین ایک عمارت عالیشان بنائی جسکو کل حضور نے ملاحظہ فرمایا تھا اُس مین صرف میرے کارندے رہتے ہین اور دفتر حساب کتاب کا بھی وہین ہی اور اسباب اپنا اور اپنے اہل و عیال کا اسمین رکھتا ہون اسکے بعد مین نے اپنے قدیمی گھر کو کہ جسمین سعد اور سعدی آتے تھے چھوڑ کر نئے محل مین کہ خاص اپنے رہنے کے لیے بنوایا تھا آ رہا بعد مدت سعد اور سعدی نے مجھے یاد کیا اور چاہا کہ پھر مجھے آکر دیکھین وہ دونون اُسی مکان قدیم مین آئے تھے اور میرے چھوٹے سے کارخانے کو وہان نپا کے بہت متحیر ہوے پھر وہان کے رہنے والون سے پوچھا کہ فلانا رسی والا کہان ہی اور جیتا ہی یا مرگیا اُن لوگون نے کہا وہ تو اب بڑا تاجر ہی اب اُسکو خواجہ حسن حبال کہتے ہین اور اب وہ فلانی جگہ ایک بڑا محل بنوا کے اُس مین رہتا ہی پھر وہ دونون دوست مجھے پوچھتے ہوے وہان آئے مگر سعدی کو یقین نہ تھا کہ یہ دولت مجھے اس پیسے سے ملی ہی اُسنے سعد سے کہا مین حسن کو اس حال مین دیکھکر کمال خوش ہوا اگرچہ اُسنے دو جھوٹ مجھ سے بولے یہانتک کہ مجھ سے چار سو اشرفیان لین اور اُنھین اشرفیون سے اُسنے یہ دولت بڑھائی اور وہ پیسا سیسے کا جو تم نے اُسے دیا تھا محال ہی کہ اُس سے اس قدر فراغت اُسکو حاصل ہو سعد نے کہا یہ سب غلط ہی حسن حبال جھوٹا اور فریبی نہین جو اُسنے تم سے کہا وہ سچ ہی اور یقین ہی کہ اُسی پیسے کے سبب سے یہ سب فراغت اُسکو ہوئی ہی یہی گفتگو کرتے ہوے وہ دونون دوست وہان جہان میرا گھر تھا آئے اور میرے گھر کی بلندی دیکھکے پہچان گئے

کہ یہ گھر مقرر خواجہ حسن کا ہوگا پھر اُنھون نے آکر دروازے پر دستک دی میرے دربان نے دروازہ کھولدیا سعدی سیر احشم اور کثرت شاگرد پیشہ کی دیکھکے پوچھنے لگا کیا یہ گھر خواجہ حسن حبال کا ہی دربان نے کہا ہان اندر آؤ خواجہ اپنے دیوانخانے مین بیٹھا ہی وہ دونون دوست وہان آئے مین جلد اُن کی طرف دوڑا اور اُنکی قبا کے دامنون کو چوما اور اُنکو اندر لیجا کے ایک دالان مین بہت اچھی جگہ چاہا کہ بٹھاؤن مگر وہ اس جگہ پر چاہتے تھے کہ مین بیٹھون مین نے کہا صاحبو مین وہی غریب حسن رسن ساز ہون اور ہمیشہ تمھاری دعاے خیر مین اوقات بسر ہوتی ہی اور تمھارے حقوق خوب جانتا ہون میری عرض قبول کرو آخر وہ ایک جگہ بیٹھ گئے اور مین بھی اُنکے مقابل بیٹھا سعدی نے کہا مین تمھین اس حال مین دیکھکر خوش ہوا اور خدا نے جیسا کہ ہمارا جی چاہتا تھا تمھین اُس رتبے کو پہونچایا اور غالباً تمھین چار سو اشرفیون سے جو مین نے تمھین دی تھین یہ سب دولت و حشمت حاصل ہوئی ہوگی لیکن سچ کہو کہ تم پہلے دو دفعہ جھوٹ کیون بولے سعد یہ بات سعدی کی سنکر نہایت پیچ و تاب کھا کے چپکے سنا کیا جب وہ کہہ چکا سعد بولا کہ حسن نے آگے تم سے جو کچھ کہا تھا وہ سب سچ ہی پھر ان دونون مین باہم تکرار ہونے لگی مین نے کہا صاحبو اس گفتگو کو جانے دو آگے جو کچھ مجھپر گذرا تھا وہ تمسے مین نے کہا خواہ اُسکو سچ جانو خواہ جھوٹ اور اب بھی جو کچھ ظہور مین آیا ہی تمھارے حضور مین کہتا ہون چنانچہ تمام حال اُس پیسے کے دینے کا ماہی گیر کو اور ہیرے کے نکلنے کا مچھلی کے پیٹ سے جیسا کہ مین نے آپ کے حضور مین ابھی کہا اُنسے بھی ظاہر کیا سعدی نے اُسے سُنکے کہا ای خواجہ حسن اتنے بڑے ہیرے کا مچھلی کے پیٹ سے نکلنا ویسا ہی جیسا کہ چیل تمھارے سر سے پگڑی لے گئی اور مٹھور بھوسی کی دیگچی مٹی سر دھونے کی لی ای حسن یہ سب فراغت بسبب اُنھین اشرفیون کے تمھین ہوئی ہی یہ کہکے وہ اُٹھے اور مجھسے رخصت ہونے لگے مین بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور اُنسے کہنے لگا صاحبو نہایت میرے حال پر تم نے کرم کیا کہ میرے گھر مین قدم رنجہ فرمایا مگر مین امیدوار ہون کہ رات کو کھانا یہین کھاؤ اور اسی نقیر خانے مین رہو صبح کو مین تمھین واسطے سیر دریا اور اُس گھر کے کہ جو مین نے اس شہر مین ہوا کھانے کے لیے مول لیا ہی لیچلونگا اُنھون نے بعد معذرت میرے کہنے کو قبول کیا مین نے اُنکے لیے کھانا شب کو پکوایا اور اُنکو سب اپنے مکان اور اسباب دکھلائے اور ہر ایک طرح کی باتین ہنسی اور دل لگی کی آپس مین کرتے رہے یہانتک کہ کھانا تیار ہوا مین دونون کو اُس کمرے مین جہان دسترخوان بچھا ہوا تھا اور

طرح طرح کے کھانے اُسپر چنے ہوے تھے لیگیا شمعین جابجا روشن تھین اور آگے منہ کے گانا بجانا ہو رہا تھا اور ایک سمت کو عورت اور مرد ناچتے تھے اور سوا اسکے بہت تماشے اُن دونون کو دکھلائے پھر بعد کھانا کھانے کے ہم سب سو رہے صبح کو اُٹھکے ہم سب بہت نفیس کشتی پر سوار ہوے ملاح اُسکو کھیتے ہوے لیچلے

تصویر حسن جبال کی مع سعد و سعدی کے اُنس کا پن تکلف مین آنکی جہان طرح طرح کے کھانے دسترخوان پر چنے اور عورت اور مرد ناچتے اور قسم قسم کے تماشے ہو رہے تھے

تھوڑے عرصہ مین ہم اپنے گھر کہ گانون مین تھا پہونچے پھر کشتی سے اُترے اور باہم سیر کرتے ہوے اندر گھر کے آئے مین نے اپنے رہنے کی جگہ اور کارخانے دکھلائے وہ نہایت خوش ہوے بعد اسکے باغ مین گئے جسمین سب قسم کے میوون کے درخت برابر لگے ہوے تھے اور دریا کا پانی نہرون سے سب جگہ پہونچتا تھا اور میوے پکے درختون مین لگے ہوے اور پھول چمنون مین کھلے ہوے جابجا پانی کی چادرین اور فوارے چھوٹ رہے تھے اور طرح طرح کے جانور خوش آواز درختون پر چہچہاتے تھے اور بہت چیزون کو جنکے دیکھنے سے نہایت دلکو خوشی حاصل ہوتی تھی وہ دونون دوست دیکھکر کمال خوش ہوے کبھی میری شکرگزاری کرتے کبھی کہتے کہ خدا تمھین یہ گھر اور باغ مبارک کرے آخر مین اُنکو ایک بڑے

درخت کے نیچے کہ اُس طرف کنارے پر باغ کے لگا ہوا تھا لے گیا اور اُسکو دکھلا کے ایک چھوٹے سے
کمرے مین واسطے کھانا کھلوانے کے لایا اور دالان مین جہان مسند تکیہ لگا ہوا تھا اُنکو بٹھلایا اس اثنا مین
دو دو لڑکے میرے جنکو مین نے دو تین دن پہلے اُنکے معلم سمیت اس باغ مین واسطے تبدیل آب و ہوا
کے بھیجا تھا آشیانے چڑیون کے ڈھونڈھتے ہوے ایک درخت کے نیچے گئے اُنکو وہان ایک آشیانہ
نظر پڑا بے اختیار چاہا کہ اُس درخت پر چڑھ جائین مگر بسبب کمزوری کے چڑھ نہ سکے آخر اپنے غلام کو
اُس درخت پر چڑھنے کو کہا غلام چڑھ گیا اور اُس گھونسلے کو دیکھ کے نہایت متعجب ہوا کہ وہ پگڑی سے
بنا ہوا تھا وہ گھونسلا بجنسہ اُس درخت سے اُتار لایا اور میرے لڑکون کو وہ پگڑی دکھلائی بڑا لڑکا اُسکو
اپنے ہاتھ مین لیے میرے دکھلانے کو لایا مین متعجب ہوا اور سعد اور سعدی اُسے دیکھکر مجھسے زیادہ
متحیر ہوے جب مین نے اچھی طرح اُس گھونسلے کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ وہی پگڑی ہے جسکو آگے چیل جھپٹا مار کر
لے گئی تھی پھر مین نے اُن دوستون سے کہا تم بھی خوب دیکھو کہ یہ وہی پگڑی ہے کہ اُس دن میرے
سر پر تھی جس دن کہ تم نے پہلے میرے کارخانے مین کرم کیا تھا سعد نے کہا مین تو پہچان نہین سکتا
سعدی بولا کہ اگر ایک سو نوے اشرفیاں اُسمین ہون تو جانیے کہ یہ وہی ہے مین نے کہا بیشک یہ وہی ہے
تب مین نے اُس کو ہاتھ مین لیکر تولا تو بہت بھاری پایا اور اُسکو کھولا تو اُسمین وہی تھیلی اشرفیون
کی نکلی مین نے اُس تھیلی کو دکھا کے سعدی سے کہا پہچانو یہ تھیلی تمھاری ہے سعدی نے
پہچان کر کہا فی الحقیقۃ یہ وہی تھیلی ہے جو مین نے تم کو پہلی مرتبہ دی تھی پھر مین نے منھ اُس تھیلی
کا کھول غالیچے پر آگے سعدی کے اشرفیان ڈھیر کر دین اُسنے گنین وہ پوری ایک سو نوے
تھین سعدی چپ ہوا اور اقرار کیا کہ اب مجھکو تمھارے کہنے کا یقین ہوا مگر اب آدھی فراغت تمکو
اُن دو سو اشرفیون سے جو دوسری مرتبہ دی تھین ہوئی اور آدھی اُس پیسے کے سبب سے جو سعد
نے تمھین دیا تھا مین چپ ہو رہا مگر سعد اور سعدی کے درمیان بحث ہونے لگی پھر بعد کھانا کھانے
کے ہم اور وہ دونون دوست اُس باغ کے ہوادار مکان مین سو رہے قریب شام کے
جب ہم جاگے اور گھوڑون پر سوار ہو کے بغداد کو چلے راہ مین سب خدمتگار پیچھے رہ گئے دانہ گھوڑون
نے نہین کھایا تھا اور سب دُکانین شہر کی بند تھین دو تین غلام کہ ہمارے ساتھ تھے دانہ تلاش کرنے
گئے ایک غلام ایک مٹھور بھوسی کی بھری ہوئی کسی بنیے کی دُکان سے مول لے کے مٹکی

تھیلی سمیت ہمارے پاس اُٹھوا لایا اس اقرار پر کہ کل ہم مٹھور تیری دکان پر بھجوا دینگے پھر وہ غلام ہر ایک گھوڑے کے آگے بھوسی کو اُس مٹھور سے نکال نکال ڈالنے لگا اندھیرے مین ایک کپڑا اُسکے ہاتھ لگا جو بہت بھاری تھا وہ غلام اسکو بجنسہ میرے پاس لایا اور مجھے دیا کہ دیکھیے یہ وہ کپڑا تو نہین ہے جسکا قصہ تمنے کئی بار ہم سے کہا تھا مین نے اُس کپڑے کو ہاتھ مین لیکر پہچانا کہ یہ وہی ہے جسمین ایکسو نوے اشرفیان رکھی تھین نہایت خوش ہوکے مین نے اپنے دوستون سے کہا صاحبو خدا نے مجھے سرخرو اور سچا کیا علی الخصوص سعدی سے کہا یہ دوسری ایک سو نوے اشرفیان ہین جو تم سے مین نے پائی تھین اور مین اس بدلے چیتھڑے کو کہ جسمین اُنکو باندھا تھا خوب پہچانتا ہون پھر مین نے اُس مٹھور کو اپنے سامنے اٹھوا منگوایا اور اُسکو اپنی بی بی کے پاس بھی پہچاننے کے لیے بھیجدیا کہ یہ وہی مٹھور ہے جس سے تم نے مٹی بدلی تھی میری بی بی نے بھی اُسکو پہچانا مگر کہلا بھیجا کہ یہ وہی مٹھور ہے جسمین بھوسی رکھی جاتی تھی سعدی نے یہ حال دیکھکے اقرار کیا کہ مین غلطی پر تھا اور سعد سے کہا اب مین نے تمھاری بات کو سچا جانا اور اسپر اعتقاد کیا کہ دولت بہ سبب دولت کے نہین بڑھتی بلکہ صرف خدا کی عنایت سے فقیر غنی ہوجاتا ہے پھر سعدی نے مجھ سے معذرت کی اور ہم سب سو رہے صبح کو مجھ سے رخصت ہوکے وہ دونون دوست اپنے گھر گئے اور اُنھین یقین ہوا کہ مین نے کچھ قصور ان اشرفیان مین نہین کیا خلیفہ ہارون رشید نے جب سب قصہ زبانی خواجہ حسن کے سنا کہا مجھے آگے سے زبانی اہل محلہ کے معلوم ہے کہ تمھارے خرچ بیہودہ نہین اور وہ ہیرا جس نے تم کو دولتمند کردیا وہ میرے خزانے مین موجود ہے اور تو سعدی کو یہان بلا لا تاکہ وہ اُس ہیرے کو اپنی آنکھ سے آکر دیکھے اور سعدی کو یقین ہو کہ روپے پیسے کے سبب غریب غنی نہین ہوجاتا اور تو اس قصے کو میرے خزانچی سے بھی بیان کر کہ وہ اس حال کو بطور یادگار لکھکر اُس ہیرے کے ساتھ میرے خزانے مین رکھے پھر خلیفہ نے خواجہ حسن کو رخصت کیا بعد اسکے شیدی نعمان اور بابا عبداللہ خلیفہ کے تخت کو بوسہ دے کے رخصت ہوئے ملکہ شہرزاد نے چاہا کہ دوسرا قصہ شروع کرے مگر شہریار نے بسبب ہوجانے صبح کے فرمایا کہ کل کی رات مین اُس قصے کو سنونگا

قصہ علی بابا اور چالیس ٹھگون کا کہ بسبب ایک لونڈی کے سب مارے گئے

دوسری رات کو ملکہ شہرزاد نے اس طرح بیان کرنا شروع کیا کہ ملک پارس مین دو بھائی تھے

ایک کا نام قاسم اور دوسرے کا علی بابا تھا اُنھوں نے بعد مرنے اپنے باپ کے تھوڑے سے ترکہ کو
آپسمین برابر بانٹ لیا اور چند عرصے مین اُن دونون بھائیون نے اُسکو صرف کر ڈالا قاسم نے ایک بی بی
کے ساتھ جسکا باپ بہت مالدار تھا اپنی شادی کی اور بعد مرجانے اپنے سسرے کے وہ ایک دوکان
کا جو اسباب گران بہا سے بھری ہوئی تھی مالک ہوا اور ایک کوٹھا بھرا ہوا اسباب تجارت کا اُسکے ہاتھ لگا
اور بہت دولت جو زمین مین مدفون تھی پائی اس سبب سے وہ بڑا سوداگر اُس شہر مین مشہور
ہوا اور علی بابا نے جس بی بی سے شادی کی غریب اور محتاج تھی وہ دونون ایک چھوٹے سے
گھر مین رہتے تھے علی بابا روز سوکھی لکڑیان جنگل سے گدھون پر لادکے شہر مین لاتا اور اُنکو بیچکر اپنی گذران
کیا کرتا ایکدن علی بابا نے جنگل مین جاکے لکڑیان کاٹین اور چاہتا تھا کہ گدھون پر لادے یکایک
اُسنے ایک غبار دیکھا کہ اُسکی دہنی طرف سے اُٹھا ہوا چلا آتا ہے جب اُسنے بغور دیکھا بہت سوار
اُسکو نظر پڑے کہ اُسکی طرف چلے آتے ہین وہ اُنکو دیکھکر ڈر گیا کہ مبادا قزاق ہون اور میرے گدھون
کو چھین کر مجکو مار ڈالین چاہتا تھا کہ وہان سے بھاگے مگر وہ سوار قریب پہونچ گئے تھے اُسنے جلدی اپنے
گدھون کو جو لدے ہوے تھے ایک طرف ہانک دیا اور آپ ایک درخت پر کہ بہت گنجان تھا چڑھ گیا اور
ایسی جگہ بیٹھا کہ وہانسے وہ سب کچھ دیکھے اور اُسکو کوئی نہ دیکھے وہ درخت ایک پہاڑ سے لگا ہوا تھا
مگر بلندی اُس پہاڑ کی اُس سے زیادہ تھی وہ سوار کہ نہایت قوی اور چالاک تھے نیچے اُسی پہاڑ کے
پہونچکر اپنے گھوڑون سے اُترے علی بابا نے اُنکو اچھی طرح دیکھ اُنکی وضع سے دریافت کیا کہ بیشک یہ
ٹھگ ہین کسی قافلہ کو ابھی لوٹکر اُسکا اسباب لے آئے ہین تاکہ اس جگہ کسی مکان محفوظ مین رکھین چنانچہ
وہی ظہور مین آیا اُن سوارون نے کہ چالیس تھے قریب اُس درخت کے پہونچ کر لگامین گھوڑون
کی اُتار ڈالین اور اُنکو باگڈور سے باندھ کر خرجیان جنمین بالکل سونا چاندی تھا اُتارین علی بابا
نے دیکھا کہ اُنکا سردار سب کے آگے اپنے بوجھ کو کاندھے پر رکھے ہوے نیچے اُسی درخت کے
آیا کانٹون اور جھاڑیون مین ہوتا ہوا ایک جگہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کھل اے سمسم یہ کہتے ہی ایک دروازہ
کھل گیا اور جب سب اُسکے ہمراہی اُس دروازے کے اندر جا چکے تب وہ آپ بھی اندر گیا اور وہ
دروازہ بند ہوگیا بڑی دیر تک وہ سب ٹھگ اُس پہاڑ کے شگاف مین رہے اور علی بابا بھی اُسی درخت
پر چھپا بیٹھا رہا اور یہ خیال کرتا تھا کہ چپکے سے نیچے اُتر ایک گھوڑے پر اُنکے سوار ہون اور ایک پر

سب لگاموں کو لاد اور اپنے گدھوں کو آگے رکھ شہر کی راہ لوں اتنے میں وہ دروازہ کھل گیا اور وہ چالیس ٹھگ وہاں سے نکلے اُنکا سردار پہلے نکلا اور دروازے کے نزدیک کھڑا دیکھا کیا پھر اُسکے ساتھی وہاں سے نکلے علی بابا نے پھر سنا کہ اُنکا سردار کہتا ہے بند ہو سمسم اس بات کے کہتے ہی دروازہ بند ہوگیا پھر ہر ایک سوار اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جب سب سوار ہو چکے تب وہ سردار سب کے آگے ہولیا اور جس طرف سے کہ آئے تھے اُسی طرف چلے گئے اور جب وہ نظر سے غائب ہوے تب علی بابا نے درخت سے اُترکے اُس دروازے کے پاس پہونچکے کہا کھل اے سمسم یہ کہتے ہی دروازہ کھل گیا اُسکے اندر جاکر ایک مکان بہت وسیع اور نفیس گنبد دار روشن دیکھا اور نہایت متعجب ہوا کہ ایسا مکان پہاڑ کھود کے کیونکر بنایا مگر چھت اُسکی مقدار بلندی قد آدم کے تھی اور پہاڑ کی چوٹی سے بسبب روشندانوں کے اُس مکان میں روشنی پہونچتی اُسنے وہاں دیکھا کہ بہت اسباب ہے اور گٹھریاں ہر ایک قسم کے مال کی رکھی ہیں اور تلے اوپر تھان بھاری کمخاب وچکن ریشمی وغیرہ اقسام پارچے کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے ہوے اور روپے اشرفی بیشمار ہیں کچھ تو بطور تودے کے رکھے ہیں اور کچھ بڑی بڑی چمڑے کی تھیلیوں میں سیے ہوے اسقدر اسباب کو لوٹکر یہاں جمع کیا ہے پھر وہ دروازہ خود بخود بند ہو گیا علی بابا تھیلیاں اشرفیوں کی اُس غار سے اسقدر باہر نکال لایا کہ گدھے اُسکے اُٹھا سکیں پھر گدھوں کو جمع کرکے اُنپر تھیلیاں اشرفیوں کی لادیں اور اوپر سے تھوڑی سی لکڑیاں رکھ اُنکو چاروں طرف سے چھپایا جب اُسنے لادپھاند سے فراغت پائی تب کہا کہ بند ہو اے سمسم یہ کہتے ہی وہ دروازہ بند ہوگیا اور اُس دروازے کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی اُسکے اندر جاتا تو وہ آپ سے بند ہوجاتا اور جب اُس غار سے باہر نکلتا تو وہ دروازہ کھل جاتا جب تک کہ کوئی بند ہو سمسم نکہتا بند نہوتا غرض علی بابا نے اپنے گدھوں کو آگے رکھ شہر کی راہ لی جب وہ اپنے گھر پہونچا اُن گدھوں کو اندر مکان کے لیگیا اور دروازہ بہم بند کرکے اوپر کی لکڑیاں اُتاریں پھر تھیلیاں اشرفیوں کی اُتار اُتار اپنی بی بی کے روبرو لے گیا اُسکی بی بی نے اشرفیاں دیکھکر خیال کیا کہ علی بابا چرا کر لایا ہے اُسکو ملامت کرکے کہا تجکو یہ کام کرنا مناسب نہ تھا اُسنے کہا میں نے چوری نہیں کی پھر اُسنے تھیلیوں سے اشرفیاں نکالکر اُسکے آگے ڈھیر کردیں جنکے دیکھنے سے اُسکی بی بی کی آنکھیں چوندھیا گئیں پھر علی بابا نے سب حال اول سے آخر تک اُن اشرفیوں کا اُس سے کہا وہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور اُن اشرفیوں کو گننے لگی علی بابا نے

تصویر علی بابا کے گدھون پر اشرفیان لاد کر جنگل سے اپنے گھر کی طرف جانے کی

کہا تم کہانتک گنوگی مین ایک گڑھا کھودکے انکو گاڑے دیتا ہون اُسکی بی بی نے کہا بہت اچھا مگر مین اسکا اندازہ کیا چاہتی ہون کہ یہ سب کتنی ہین علی بابا نے کہا تمھین اختیار ہی مگر خبردار یہ حال کسی کو معلوم نہو پھر اُسکی بی بی ترازو لینے قاسم کے گھر گئی مگر قاسم کو گھر مین نپایا اُسکی بی بی سے کہا اپنی ترازو ایک ساعت کے لیے مجھے دے اُسنے پوچھا بڑی یا چھوٹی اُسنے کہا بڑی نہین چھوٹی وہ اُسکی نظر سے چھپکر ترازو کے پلڑون مین تلے اوپر چربی اور موم لگا لائی تاکہ دریافت کرے کہ کیا چیز علی بابا کی بی بی تولے گی غرض علی بابا کی بی بی نے اُس ترازو کو اپنے گھر لیجا کے سب اشرفیون کو تولا اور علی بابا اُسوقت گڑھا کھودنے مین مشغول تھا آخر اُن دونون میان بی بی نے ملکے اُن سب اشرفیون کو اُس مین گاڑا پھر علی بابا کی بی بی ترازو قاسم کی بی بی کو دے آئی اور جلدی مین کچھ خیال نہ کیا ایک اشرفی اُس ترازو مین لگ گئی تھی قاسم کی جورو اشرفی ترازو مین لگی ہوئی دیکھ حسد سے جلنے لگی اور سوچنے لگی علی بابا نے کہ نہایت محتاج تھا اس قدر اشرفیان کہان سے پائین جنکو ترازو مین تولکر رکھا قاسم بھائی علی بابا کا شام کو جب اپنے گھر آیا اُسکے قبیلے نے کہا تو اپنے تئین بڑا آدمی سمجھتا ہی مگر علی بابا تیرا بھائی بڑا امیر ہی کہ اُسکی بی بی نے اشرفیون کو تول کر رکھا اور تو گنکر رکھا کرتا ہی قاسم

نے پوچھا تجھکو کیونکر معلوم ہوا اُسنے سب حال ترازو دینے کا اور اُسمین اشرفی کے لگ رہنے کا بیان کیا اور وہ اشرفی جسپر سکہ اور کسی بادشاہ کے لگے کا تھا اُسکو دکھائی قاسم کو تمام رات مارے حسد کے نیند نہ آئی صبح اُٹھکر علی بابا کے پاس گیا اور اُس سے کہا بھائی ظاہر مین تم نہایت محتاج معلوم ہوتے ہو مگر حقیقت مین تمھارے پاس دولت بہت ہے کہ اشرفیان ترازو مین تولکر رکھتے ہو علی بابا نے کہا مین تمھارے مطلب کو نہین سمجھا اُسے مفصل بیان کرو قاسم نے کہا اب تم مجکو بہلاؤ نہین پھر وہ اشرفی کہ اُسکی بی بی نے دی تھی علی بابا کو دکھائی اور کہا اس قسم کی لاکھون اشرفیان تمھارے پاس ہین میری بی بی نے ترازو مین پائی علی بابا نے یہ حال سنکر جانا کہ قاسم اور اُسکی بی بی دونون میری اشرفیون سے آگاہ ہوگئے ہین اب اُنسے چھپانا سبب دشمنی اور خرابی کا ہوگا مجبور ہوکے اُسنے سارا قصہ ٹھگون کا اور خزانے کا کہا قاسم نے سنکے کہا اگر سب حال اُس جگہ کا اور وہ الفاظ جسکے کہنے سے دروازہ اُس خزانے کا کھلتا اور بند ہوتا ہے نہ بتاؤگے مین ابھی تمھاری اشرفیون کے لانے کا حال کوتوال سے جاکر کہدونگا مفت مین اشرفیان جائینگی اور تم ذلیل اور قید ہوگے علی بابا نے بالکل حال سے اُسکو آگاہ کیا اور وہ الفاظ بھی اُسے بتائے قاسم نے دوسرے دن صبح دس خچر اپنے ساتھ لیے اور اُس طرف کو جدھر علی بابا نے بتایا تھا روانہ ہوا جب اُس پہاڑ اور درخت کے پاس جسمین علی بابا نے اپنے تئین چھپایا تھا پہونچا وہ دروازہ اُسے نظر پڑا اُسنے کہا کھل سمسم دروازہ کھل گیا قاسم اندر گھسکے گیا وہان اُسنے بہت اسباب دیکھا کہ چارون طرف پٹا پڑا ہے پھر وہ دروازہ موافق معمول کے بند ہوگیا اور وہ چارونطرف اُس مکان کے پھرا کیا اور طرح طرح کے اسباب اور خزانون کی سیر کرتا رہا آخر کو موافق بوجھ دس خچر کے اشرفیان تھیلیون مین بھرکر دروازے پاس لایا اور چاہا کہ دروازے کو کھولکر اُن کو خچرون پر لادے مگر وہ لفظ سمسم کی بھولکر کہنے لگا کہ اے جو مارے یعنی کھل دروازہ ہرگز نہ کھلا وہ نہایت متحیر ہوا اور باری باری سے ہر ایک غلے کا نام سوائے سمسم کے پکارا مگر وہ دروازہ نہ کھلا لفظ سمسم کی ایسی اُسکو بھولی کہ گویا کبھی اُسنے اس لفظ کو نہین سنا تھا آخر وہ اُن اشرفیون کو وہان ڈھیر کرکے متحیر اُسی غار مین کبھی آگے بڑھتا تھا اور کبھی پیچھے کو آخر وہ اپنی جان سے مایوس ہوکے وہین بیٹھ رہا دوپہر کیوقت وہ قزاق وہان پر آئے اور دور سے اُس جگہ پر خچرون کو دیکھکے حیران ہوے لیکن قاسم کی غفلت سے وہ خچر بندھے نہ تھے

اس لیے وہ جنگل مین ادھر اُدھر منتشر ہو گئے تھے اُنکی طرف کچھ دھیان نہ کیا اور نہ اُنکے پیچھے دوڑے
وہ سردار اور اُسکے ہمراہی گھوڑون سے اُتر دروازے کی طرف چلے اور وہان پہونچکر وہ لفظ کہا
دروازہ کھل گیا قاسم آواز گھوڑون کی ٹاپون کی سنتے ہی پہلے ہی زمین پر گر پڑا اور اُسکو ثابت ہوا کہ
یہ وہی ٹھگ ہین اب مین بیشک مارا جاؤنگا بجرد کھلنے دروازے کے باہر نکل کے چاہا کہ بھاگ کر
اپنے تئین بچاوے مگر اُسکے بھاگنے مین سردار سوارون کا گر پڑا یہ دیکھکے کسی سوار نے قاسم کو ایک ہاتھ
تلوار کا ایسا مارا کہ صاف دو ٹکڑے ہو گیا پھر وہ سب اندر گئے اور اُن اشرفیون کی تھیلیون کو جو قاسم
نے لیجانے کیلیے ارادے سے دروازے پاس لاکر رکھی تھین اندر خزانے کے پھر لیجا کر رکھا اور گھبراہٹ
مین اُن تھیلیون کے نہونے پر جو علی بابا لے گیا تھا کچھ خیال نہ کیا سبکے سب اس فکر مین پڑے کہ یہ شخص
کدھر سے آیا اگر دروازے سے آیا تو ضرور تھا کہ اُسے افسون کھولنے اور بند کرنے کا معلوم ہوتا پھر
اُنھون نے قاسم کی لاش کے چار ٹکڑے کیے اور باہر غار کے دو ٹکڑے دہنی طرف دروازے
کے اور دو ٹکڑے بائین طرف رکھے تاکہ اورونکو عبرت ہو اور قصد غار مین جانے کا نہ کرین پھر وہ
دروازہ خزانے کا بند کر اور گھوڑون پر سوار ہو چلے گئے قاسم کی بی بی نے جب دیکھا کہ رات ہو گئی
اور قاسم نہ آیا گھبرا کے علی بابا پاس دوڑی گئی اور رو کے کہنے لگی بھائی ابتک قاسم نہین آیا تمکو معلوم
ہو گا کہ کس جنگل مین گیا ہی ایسا نہو کہ اُسپر کچھ حادثہ پڑے علی بابا سمجھا کہ کچھ نہ کچھ واردات ہوئی کہ قاسم نہین
پھر امگر بظاہر اُسکی بی بی کی تشفی کے لیے کہا قاسم نہایت ہوشیار ہی وہ باہر باہر شہر کے آتا ہو گا اسوجہ
سے اُسکو دیر ہوئی قاسم کی بی بی کو تسلی ہوئی اور اپنے گھر آئی جب آدھی رات گذری وہ زیادہ بیقرار
ہوئی اور مارے خوف کے چلا کر رو نہین سکتی تھی دل ہی دل مین روتی اور اپنے تئین ملامت کرتی کہ ناحق
مین نے اس بھید سے اُسکو آگاہ کیا اور علی بابا پر حسد لے گئی یہ اُسی کا وبال ہی غرض وہ رات
اُسکو روتے کٹی صبح کو پھر علی بابا کے پاس دوڑی گئی اور اُس سے چارہ جو ہوئی علی بابا بھاوج
کی تسلی کر جلد اپنے گدھون سمیت اُس جنگل کی طرف روانہ ہوا جب نزدیک اُس پہاڑ کے پہونچا وہان
خون بہا ہوا دیکھ کے متعجب ہوا نہ تو اُسنے اپنے بھائی کو وہان پایا اور نہ اُس کے دس خچرون
کو آخر حیران ہو کے کہا یہ شگون بد معلوم ہوتا ہی پھر اُسنے اُس افسون یعنے ابن سمسم کو پڑھا
فوراً دروازہ کھل گیا دروازے کے دہنے بائین قاسم کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھ نہایت

ذرا مگر اُسنے اپنے بھائی کی لاش کو باندھ کے ایک گدھے پر لادا اور لکڑیون سے اُس لاش کو چارون
طرف سے چھپایا اور باقی خچرون پر تھیلیان اشرفیون کی لادکر اُنپر بھی لکڑیان چھپانے کے لیے رکھین
پھر دروازے کو اسی طرح بند کرکے شہر کی راہ لی اور بڑی ہوشیاری سے اپنے گھر پہونچا اور وہ خچر
اشرفیون کے لدے ہوے گھر مین لیجا کر اپنی بی بی سے کہا اشرفیان انکی بڑی ہوشیاری سے اُتار کر رکھ اور
کچھ حال قاسم کے مارے جانے کا اُس سے نہ کہا پھر مع اُس گدھے کے جسپر قاسم کی لاش تھی قاسم
کے گھر آیا اور دروازے پر دستک دی مرجینا نامے لونڈی نے کہ قاسم کے گھر مین نہایت چالاک اور عقلمند
تھی آکر دروازہ کھولا علی بابا گدھے کو اندر لے گیا اور لاش قاسم کی اُتار کے مرجینا سے کہا ای مرجینا
جلد تو اس لاش کے گاڑنے کی تدبیر کر مین بھی تیری بی بی سے اس حال کو کہکے تیرے شریک ہوتا ہون قاسم
کی بی بی نے علی بابا کو دور سے دیکھکر پوچھا میرے خاوند کی کیا خبر لائے علی بابا نے اُس سے سارا حال بیان
کیا اور کہا بی بی اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا مگر اس بھید کے چھپانے مین خیریت ہی اُسنے رو کے جواب
دیا بہتر چھپاؤن گی پھر علی بابا نے اُس بیوہ سے کہا مرضی آلٰہی سے کسی کو چارہ نہین اب صبر و شکر چاہیے
اور بعد گزرنے ایام عدت کے لازم ہی کہ میرے ساتھ نکاح کرلو بہت آرام سے رہو گی میری انکی
بی بی کہ نیک بخت ہی تمھارا حسد نہ کریگی قاسم کی بیوہ نے رو کے کہا مین تمھاری مرضی سے باہر نہین پھر
وہ اپنے خاوند کے لیے رونے پیٹنے لگی علی بابا نے اُسے وہین چھوڑ مرجینا سے آکر اپنے بھائی کے کفن
دفن مین مشورہ کیا اور جو مناسب وقت کے تھا اُس سے کہکے گدھے سمیت اپنے گھر آیا مرجینا علی بابا کے
بعد جانے کے فوراً عطار کی دکان پر گئی اور اُس سے دوا مانگی جیسے نزع کے وقت بیمار کو دیتے ہین عطار
نے اُس دوا کو دیکر پوچھا تیرے گھر مین کون ایسا بیمار ہی اُسنے رو کے کہا میرا آقا قاسم کئی دن سے نہ
کھاتا ہی نہ بات کرتا ہی دوسرے دن مرجینا پھر اُسی عطار کی دکان پر گئی اور اُس سے وہ دوا اور جو شیشہ
مانگی کہ اخیر وقت بیمار کو دیتے ہین جب عطار نے اُسکو وہ دوا دی مرجینا اُسے لے کے روئی
اور آہ کرکے کہا مین نہین جانتی کہ نوبت اس دوا کے پینے کی بھی آئے یا نہ آئے اور اُس طرف
علی بابا منتظر تھا کہ جس وقت گریہ و بکا کی آواز قاسم کے گھر سے سُنے جلد جا کے اُس کی تجہیز
و تکفین مین شریک ہو دوسرے دن مرجینا تڑکے ایک بڈھے درزی کے پاس جسکا نام مصطفیٰ تھا اور
وہ خاص کفن سیا کرتا تھا گئی اُسی وقت اُسنے دکان کھولی تھی جا کر ایک اشرفی اُسکو دی اور کہا

اپنی آنکھون مین پٹی باندھکر میرے گھر تک چلو مصطفےٰ نے اسطرح جانے مین عذر کیا مرجینا نے اور ایک اشرفی اُسکے ہاتھ مین رکھکے بہت منت سماجت کی یہانتک کہ وہ درزی اشرفیون کے لالچ سے راضی ہوا پھر اُسکی آنکھون پر ایک رومال باندھا اور ہاتھ اُسکا پکڑ اُس مکان مین جہان اُسکے آقا کی لاش پڑی ہوئی تھی لے گئی اور قاسم کی لاش کے ٹکڑون کو ترتیب رکھا اور اُسپر چادر ڈالکر اندھیری کوٹھری مین آنکھین مصطفےٰ درزی کی کھولکر کہا تم موافق قد و قامت اس لاش کے کفن جلد تیار کردو مین تمکو ایک اشرفی اور دونگی جب مصطفےٰ نے جلد کفن تیار کردیا تو مرجینا نے تیسری اشرفی اُسے دے کے جس طرح پہلے لائی تھی اُسی طرح اُسکو اُسکے مکان تک پہونچا دیا اور اپنے گھر آئی اور پانی گرم کرکے اُسنے اور علی بابا نے ملکر قاسم کو غسل دیا اور حنوط لگا کفنا اُسکے جنازے کو ایک اچھی جگہ پر رکھا مرجینا ایک امام مسجد کے پاس گئی اور اُس سے کہا ایک جنازہ تیار ہے چلکے اُسپر نماز پڑھو اور فلانے قبرستان مین جاکر دفن کردو اس مسجد کا امام اور وہان کے رہنے والے اُسکے ہمراہ آئے اور چار شخص اہل ہمسایہ سے اُسکے جنازے کو اپنے کاندھے پر اُٹھا نماز پڑھنے کی جگہ مین لے گئے بعد فراغت نماز وہی چار آدمی جنازہ گورستان کو لے چلے مرجینا آگے جنازے کے سر ننگی روتی پیٹتی ہوئی چلی یہان تک کہ علی بابا ہمسایون کے ساتھ جنازہ لیکر قبرستان مین آیا اور اُسکو دفن کرکے اپنے بھائی کے ماتم مین چالیس روز تک بیٹھا اور موافق رسم اُس شہر کے بیبیان محلے کی گھڑی بھر کے لیے جمع ہوکر بیوہ قاسم کے ساتھ روئین اور اُسکی تسلی کرکے چلی گئین اور سوائے علی بابا اور اُسکی بی بی اور بیوہ قاسم اور مرجینا کے کوئی دوسرا اہل شہر اور محلے سے اس بھید کو نہین جانتا تھا علی بابا نے بعد فاتحہ چہلم کے قاسم کی بیوہ کے ساتھ اپنا نکاح کیا اور علی بابا کا ایک بیٹا تھا کہ وہ کسی ایک بڑے سوداگر کے ہمراہ رہا کرتا تھا اور امور تجارت اور خرید و فروخت اسباب سے بخوبی واقف تھا علی بابا نے دُکان قاسم کی اُسکے حوالے کی چنانچہ اُسنے اُس دکان پر بیٹھنا شروع کیا

حال اُن چالیسون ٹھگون کا

ایک دن وہ سب ٹھگ موافق اپنے دستور کے اُس خزانے کی طرف آئے اور وہان کچھ نشان قاسم کی لاش کا نپاکر نہایت متحیر ہوے اور دیکھا کہ اُس خزانے سے بہت اشرفیان بھی نکل گئی ہین اُن کے سردار نے کہا اب اگر اسکا تدارک نہین کرتے ہین آیندہ کو ہمارے لیے بڑی قباحت ہوگی رفتہ رفتہ یہ

خزانے کہ ہمارے بزرگون نے اور ہم نے بڑی مشقت سے مدت درازمین جمع کیے ہین برباد ہو جائینگے پھر
اُن سبھون نے سوچا کہ اسمین کچھ شک نہین وہ شخص جسے ہمنے مارا افسون دروازے سے خبردار تھا
اور سوا ے اُسکے اور شخص بھی اس بھید سے واقف ہی جو دروازے کو کھول کر بہت دولت اور لاش
کو اُٹھاکر یہان سے لیگیا ضرور ہی کہ ہمسے ایک آدمی کہ بہت ہوشیار ہو شہر مین تنہا مسافر اور اجنبی بنکر
جاے اور محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ پھرکے دریافت کرے کہ کون شخص شہر مین تازہ مرا اور کہان رہتا ہی جب
اس قدر معلوم ہوگا تو اُسوقت اور کچھ تدبیر کی جائیگی ایک ٹھگ نے اُن مین سے کہا مین جاتا ہون یا تو اُس
شخص کا پتہ لگاے لاتا ہون یا اپنی جان دونگا غرض وہ ٹھگ رات کو شہر مین آیا اور بہت
سویرے چوک مین گیا سواے مُوکان مصطفےٰ کے سب دکانون کو بند پایا ٹھگ نے درزی سے جاکر
صاحب سلامت کی اور کہا ابھی اندھیرا ہی تم اس وقت کیونکر کام سینے پرونے کا کرسکتے ہو مصطفےٰ نے
کہا میری بینائی ابتک ایسی تیز ہی کہ ابھی کل کے دن مین نے اندھیرے مکان مین ایک مردے کا کفن
سیا ٹھگ نے یہ بات سُنکر ایک اشرفی اُسی درزی کے ہاتھ مین رکھکے کہا مین تم سے فقط یہ چاہتا
ہون کہ مجھے پتے سے یا اپنے ساتھ لیجاکر اُس گھر کو بتادو جسمین تم کفن سینے گئے تھے مصطفےٰ نے اشرفی
کے لالچ سے کہا اُس گھر کو تو مین نے اپنی آنکھون سے نہین دیکھا مجھے یہان سے ایک مکان مین کہ اُسکو
مین البتہ جانتا ہون ایک عورت لے گئی تھی پھر اُس مکان سے میری آنکھون مین پٹی باندھکے ایک حویلی
کے اندر لے گئی اور ایک حجرے مین میری آنکھین کھول کر مجھے مردہ دکھلایا اور اُسکا کفن سلوالیا
پھر میری آنکھون مین پٹی باندھ اُس جگہ جہان سے لے گئی تھی لاکر چھوڑ دیا اور پٹی کھولدی بھلا مین تجھے
کیونکر اُس گھر کو دکھلاؤن ٹھگ نے کہا معلوم ہوا مگر اُس جگہ مجھے لیچل جہان سے تیری
آنکھین بند کی تھین تامین وہان تیری آنکھین رومال سے باندھون اور تیرے ساتھ رہون
تو اُسی قیاس پر چل جیسا کہ پہلے پٹی باندھکے چلا تھا شاید اس تدبیر سے وہ گھر مجھے معلوم ہو اگر تم یہ
مہربانی میرے ساتھ کروگے مین ایک اشرفی تمکو اور دونگا یہ کہکے اُس ٹھگ نے ایک اشرفی اور
مصطفےٰ کو دی مصطفےٰ نے اُن دونون اشرفیون کو اپنی جیب مین رکھکے ٹھگ سے اقرار اُس طرح
جانے کا کیا پھر اُسنے اپنی دکان کھلی ہوئی چھوڑی اور اُسکو اپنے ساتھ اُس جگہ لاکے کہا یہی وہ جگہ ہی
جہان سے مجھے آنکھ بند کرکے لے گئی تھی ٹھگ نے رومال اُسکی آنکھون مین باندھا اور اُسکے ساتھ ہوا

مصطفےٰ اُسی انداز سے اُس سمت کو چلا جدھر پہلے مرجینا کے ساتھ گیا تھا اور اُسیقدر چلکے کھڑا ہو گیا کہ
یہین تک مین آیا تھا اُس ٹھگ نے اُس دروازے پر جلد ایک نشان کھریا سے بنا دیا اور مصطفےٰ
کی آنکھین کھولکر پوچھا یہ گھر کس کا ہی مصطفےٰ نے کہا مجھے نہین معلوم ہی اس محلے کے لوگون سے واقف
نہین ٹھگ نے جانا کہ اس سے زیادہ حال مصطفےٰ سے معلوم نہین ہو سکیگا اُسنے مصطفےٰ کا بہت شکر
بجا لاکے کہا تم نے میری خاطر بڑی تکلیف اُٹھائی پھر اُس سے رخصت ہوکے وہ ٹھگ اُس جنگل کی طرف
گیا اور مصطفےٰ اپنی دکان پر آیا اور مرجینا اُسوقت کسی کام کے لیے گھر سے باہر گئی تھی جب وہ گھر کو پھری تو
دروازے پر نشان دیکھکر متحیر ہوئی اور سوچی کہ میرے آقا کے کسی دشمن نے پہچان کے لیے یہ نشان کیا
ہی معلوم نہین کہ وہ کیا آفت برپا کریگا پھر اُسنے وہی نشان کھریا کے سب دروازون پر اس محلے کے
کردیے اور اس بھید سے نہ تو اپنی بی بی کو آگاہ کیا اور نہ اپنے میان کو اور وہ ٹھگ اپنی جماعت
مین گیا اور سارا حال اُنسے بیان کیا وہ گروہ اپنے سردار سمیت اُس شہر مین ایک دوسرے سے جدا
جدا آیا اور جب وہ شخص جو پہلے علی بابا کے دروازے پر نشان کر گیا تھا اپنے سردار کو واسطے جستجو اُس
گھر کے اُس محلے مین لایا سردار نے پہلے ایک دروازے پر کھریا کا نشان پایا جانا کہ یہ گھر اُسی شخص کا
ہی جسکی ہم تلاش مین ہین پھر جب اُسکی نظر سارے محلے کے دروازون پر پڑی وہی کھریا کا نشان
سارے دروازون پر پایا حیران ہوا کہ ہم کیونکر اُس گھر کو جو ہمین درکار ہی دریافت کرسکین وہ پہلا ٹھگ
کہ اُس سردار کا رہنما تھا اس حال سے نہایت نادم اور پریشان ہوا اور اُسکو کچھ جواب دیتے
نہ بن پڑا آخر یہ قسم اپنے سردار سے کہا کہ مین نہین جانتا کہ کس طرح اور دروازون پر وہی نشان معلوم
ہوتا ہی کہ جس سے اُس دروازے کو پہچان نہین سکتے پھر وہ سردار چوک مین آیا اور اپنے لوگون سے جو ملتے گئے
کہا ہماری محنت ضائع ہوئی اور نشان اُس گھر کا ہم نپا سکے یہ حال اپنے ہمراہیون
سے بھی کہدینا اب مین خزانے کی طرف جاتا ہون جو حاضر تھے سب اپنے سردار کے ساتھ اُسی
جنگل کو پھر گئے جب سب قزاق وہان جمع ہوے سردار نے اُس شخص کو کہ بات اُسکی لغو ہوئی تھی
سب کے روبرو سزا دی اور قید کیا اور سب سے کہا جو تم مین سے شہر مین جاکے میرے چور کے گھر کا ٹھیک
پتہ لگاکے مجھسے آکر کہیگا مین اُسکے ساتھ بہت سلوک کرونگا ایک شخص نے اس جماعت سے نکل کر سردار
سے کہا مین شہر کو جاتا ہون اور اُس شخص کی خبر لاتا ہون یہ کہکے مصطفےٰ کے پاس آیا اور اُس سے

اشرفیان دیکے راضی کیا اور اُسکو پہلی طرح علی بابا کے گھر تک لے گیا اور اُسکے دروازے پر سرخی سے نشان کیا اُسکے جانے کے بعد مرجینا نے ویسا ہی سرخ نشان اور دروازون پر بھی کر دیا اور چپکی ہو رہی اس ٹھگ نے اپنی جماعت مین جاکے بڑی دون کی لی اور اپنے سردار سے کہا مین نشان اُس دروازے پر کر آیا ہون اب وہ دروازہ صاف پہچانا جاتا ہے وہ سردار ہمراہ کتنے اور ٹھگون کے وہان آیا پھر اُسنے بدستور سب دروازون کے نشان برابر پائے نہایت کھسیا کے پھر اپنے مکان کو چلا گیا اور اُس دوسرے کو بھی قید کیا اور اپنے دل مین سوچا کہ دو آدمی خطا کرکے اپنی سزا کو پہونچے اب بہتر یہ ہے کہ مین آپ جاکر اپنے دشمن کا گھر دریافت کرون پھر وہ سردار تن تنہا شہر مین آکے رہبری سے اُسی درزی کی جسکو بہت کچھ دیا تھا علی بابا کے گھر تک پہونچا اور کچھ نشان ظاہری اُسپر نہ کیا بلکہ غور سے اُس دروازے کو دیکھ علامات اُسکے خوب ذہن نشین کیے پھر اُس جنگل مین جاکر اپنے سب گروہ سے کہا کہ مین اُس کو اچھی طرح دیکھ آیا ہون اسکا نقشہ میرے ذہن مین خوب جم گیا ہے اب دھوکا نہ پڑیگا مگر تم ایک کام کرو کہ انیس خچر مول لو اور ایک کپا روغن سیاہ کا اور سینتیس کپے خالی جمع کرو تاکہ ہر ایک کپے مین ایک ایک جوان تم مین سے مسلح ہوکر بیٹھے اور دو دو کپے ایک ایک خچر پر لادے جائین انمین سے ہر خچر پر ایک طرف ایک جوان اور دوسری طرف اُسکے کپا روغن کا رکھا جائے اور ہم بطور بھٹیارون کے شہر مین خچرون سمیت جائین اور رات کو اُسی دروازے پر پہونچکر صاحب خانہ سے اجازت رات کے رہنے کی لین پھر وہان رہ کے رات کو سب آدمی اُن کپون سے نکل کر کام اُسکا تمام کرین اور جس قدر خزانہ وہ یہان سے اُٹھا لے گیا ہے ان خچرون پر لاد کے لے آئین سبھون نے اس مصلحت کو پسند کیا اور کپے اور خچر مول لائے اور جسطرح اُسنے کہا تھا ایک ایک ٹھگ کپے مین بیٹھا اور اوپر کپون کے روغن مل دیا تاکہ سب کپے روغن کے دکھائی دین پھر اُس سردار نے اپنے تئین تیلیون کی وضع پر بنایا اور اُن اُنیس خچرون پر سینتیس کپے جن مین ایک ایک ٹھگ کو بٹھایا تھا اور کپا روغن کا اُسپر لادکے شہر مین ایسے وقت لایا کہ علی بابا کے گھر پر شام کو پہونچا اتفاقاً اُس وقت علی بابا کھانا کھا کے اپنے دروازے پر چہل قدمی کر رہا تھا اُس سردار نے اُس سے صاحب سلامت کرکے کہا کہ مین فلانے گانون کا رہنے والا ہون اور دہات سے تیل مول لیکر شہر مین اکثر بیچنے کے لیے آتا جاتا ہون آج شام ہو گئی اس لیے تردد ہے اگر آپ مہربانی سے ایک رات کے لیے مجھے خچرون سمیت جگہ دین تو مین

کپے اُن پر سے اُتارون اور اُنکا دانہ گھاس کرون علی بابا نے اُسکی درخواست منظور کر کے کہا بہت اچھا رہو پھر ایک مکان حویلی کے اندر خالی کر کے اُسکو بتا دیا کہ اسکے اندر تم اُتر دا و اپنے خچرون کو باندھو اور ایک غلام کو واسطے دلانے گھاس خچرون کے متعین کیا اور مرجینا سے کہا ایک مہمان آیا ہے اُسکے لیے جلد کھانا پکا اور پلنگ پر بچھونا بچھا رکھ جب سردار ٹھگون نے کپے اُتارنے سے فراغت پائی علی بابا نے اُسکی بڑی خاطر کی اور نہایت خوش اخلاقی سے پیش آیا اور اُسی کے روبرو مرجینا کو بلا کے حکم دیا کہ خبردار ہمارے مہمان سے غافل نرہنا اور صبح کو مین حمام کرونگا پانی گرم تیار رکھنا اور ایک جوڑا سفید کپڑے کا نکالکر عبداللہ غلام کو دے کہ بعد غسل مین اُسکو پہنونگا اور میرے بیٹے کے واسطے فجر کا شوربا رات ہی کو بنا کر رکھنا مرجینا نے کہا بہت خوب سب کام آپکے فرمائے ہوے مین وقت پر تیار کر رکھونگی علی بابا سو رہا اور سردار ٹھگونکا بعد کھانے پینے کے اصطبل مین گیا اور بعد دانہ گھاس کرنے خچرون کے ہر ایک کپے کے نزدیک گیا اور کہا آدھی رات کو جب مین تم کو پکارون تم فورًا کپون کے مُنھ چھری سے کاٹکر نکل آنا پھر وہ سردار خوابگاہ مین آیا مرجینا روشنی لیے اُسکے ہمراہ تھی اُسنے سردار سے پوچھا اگر کوئی چیز اور درکار ہو تو فرمائیے اُسنے کہا اب ہمین کچھ نہین چاہیے یہ کہکے اُسنے چراغ گل کیا اور پلنگ پر لیٹا اور اپنے دل مین کہا کہ ایک نیند سو کے اُٹھونگا اور اپنے یارون کو بھی اُسی وقت بلاؤنگا مرجینا نے بموجب حکم اپنے آقا کے ایک جوڑا سفید کپڑون کا نکال اور درست کر کے عبداللہ غلام کو دیا پھر اُسنے واسطے شوربا پکانے کے دیگچی چولھے پر رکھکر آنچ کر دی تھوڑی دیر کے بعد اُسکو شوربا دیکھنے کے لیے حاجت چراغ کی ہوئی اتفاقًا چراغ سب بجھ گئے تھے اور تیل گھر مین نتھا مرجینا چراغ جلانے کے لیے نہایت متردد تھی عبداللہ غلام نے پوچھا تو کس لیے متردد ہے اس مکان مین بہت سے کپے تیل کے رکھے ہین جا کر جتنا تیل درکار ہو لے آ مرجینا عبداللہ کی شکرگزار ہوئی پھر عبداللہ سو رہا اور مرجینا تنہا تیل کا لوٹا اُٹھا اُس مکان مین جہان تیل کے کپے رکھے تھے گئی اور ایک کپے کے پاس جب وہ پہونچی ٹھگ نے آہٹ پا کے مرجینا کو اپنا سردار سمجھ کے آہستہ سے پوچھا کہ کیا وقت ہمارے نکلنے کا آیا مرجینا اُسکی آواز سنکر ڈری اور اُنکے فریب سے آگاہ ہوگئی اور جواب اس طرح دیا کہ ابھی نہین پھر وہ دوسرے کپے کے نزدیک گئی اُس مین سے بھی یہی آواز آئی اور اُسنے وہی جواب دیا آخر نوبت جب سب کپون کی پہونچ گئی مرجینا نے دل مین کہا

سبحان اللہ میرے آقا نے سخت دھوکا کھایا یہ نہ سمجھا کہ یہ سب قزاق ہین اُسکے قتل کرنے اور لوٹنے کو آئے
ہین بہرکیف مرجینا نے اُس کپے سے جو سبکے آخر رکھا ہوا تھا تیل کلھڑ مین بھر لیا اور باورچیخانہ مین جاکر
چراغ روشن کیا اور بڑی ایک دیگ نکالکر اُس کپّے سے تیل لا لا کے بھرا اور اُسکو چولھے پر رکھا اور
بہت لکڑیان اُسکے نیچے جلا آنچ کو تیز کیا تاکہ جلد تیل جوش مین آئے غرض جبکہ تیل نے خوب
جوش کھایا تب مرجینا نے اُسمین سے دیگچی کو بھر اُن کپون مین ایک سرے سے ڈالنا شروع کیا
وہ سب ٹھگ اُنھین کپون مین جل بھن کے رہ گئے اور اِس لونڈی کی تدبیر سے بے شور وغل اُن سب
کا کام تمام ہوا پھر مرجینا شوربا پکانے لگی ایک گھڑی نہ گذری ہوگی کہ سردار ٹھگونکا جاگا اور جب دروازے
کو کھولکر دیکھا کہ چارون طرف اندھیرا ہی اُسنے دستک دی اور اشارہ اُنکے پکارنے اور بلانے کا کیا مگر وہان
سے مطلق آواز نہ آئی تھوڑی دیر کے بعد اُن سب کو پکارا تو بھی کچھ جواب نہ سُنا تیسری دفعہ پھر زور سے
آواز دی پھر بھی کچھ آواز نہ آئی تب بیقرار ہوکے اُس مکان مین گیا اور جب نزدیک ایک کپے کے گیا
اُسمین سے بدبو تیل اور مردے جلے ہوے کی اُسے آئی اور اُسکو گرم پایا اور اسیطرح سب کپون کے پاس گیا
اور یہی حال دیکھا تب جانا کہ کام سب کا تمام ہوا اور خود ڈر سے دیوار پر چڑھ باغ کی طرف کود پڑا اور
وہان سے بھاگا جب بہت دیر ہوئی اور وہ سردار اُدھر سے نہ پھرا مرجینا نے جانا کہ پچھواڑے سے کود کر
بھاگا اسواسطے کہ باہر کے دروازے مقفل تھے پھر مرجینا خاطر جمع ہوکر سو رہی دو گھڑی کے تڑکے علی بابا
بیدار ہوکے حمام کو گیا اور اُس حال سے جو رات کو گذرا اُسے خبر نہوئی جب علی بابا بعد طلوع آفتاب
حمام سے آیا اور اُن کپون کو اپنے گھر مین رکھا دیکھا نہایت متحیر ہوا کہ ابتک وہ سوداگر اپنے کپون
کو خچرون پر لادکر بازار نہین لے گیا اُسنے مرجینا سے پوچھا مرجینا نے کہا خدا آپکو صد وسی سال
باسلامت رکھے مین آپ سے سارا حال عرض کرونگی علی بابا اُسکے ساتھ کنارے گیا مرجینا باہر سے
دروازہ بند کرکے اُسکو ایک کپے کے پاس لے گئی اور کہا آپ اس مین ملاحظہ کیجیے کہ تیل ہی یا کیا ہی جب
علی بابا نے بغور دیکھا اُسکو آدمی نظر آیا وہ چلایا اور ڈر کے بھاگا مرجینا نے کہا تم ڈرو نہین وہ آدمی
مرا ہوا بیجان ہی علی بابا نے پوچھا کیونکر یہ مارا گیا مرجینا نے کہا اس حال کو مین آپ سے کہونگی علی بابا
نے سرے سے سب کپون کو دیکھا اور سب مین آدمی مرا ہوا پایا نہایت متحیر ہوکر مرجینا سے
پوچھا وہ سوداگر کیا ہوا اور کہان گیا مرجینا نے اول سے آخر تک سب حال اُسکا بیان کیا اور کہا

وہ سردار ٹھگون کا کسی طرف بھاگ گیا جب دیر ہوئی اور وہ نہ پھرا تب مین نے قیاس کیا کہ وہ باغ کی طرف سے پھاند کر بھاگ گیا پھر مین سو رہی مرجینا نے اُس قصہ کو بیان کر کے اپنے خاوند سے کہا حقیقت حال یہ تھی جسکو حضور مین عرض کیا اور دو تین دن سے آگے کچھ اسرار مجکو اس امر کے معلوم ہوے تھے مگر مین نے آپ سے ظاہر نہین کیا کہ چندان ضرور نہین پھر مرجینا نے اُن نشانون کا قصہ بھی ابتدا سے انتہا تک بیان کیا علی بابا یہ سب حال سنکر بہت خوش ہوا اور کہا مین تجھ سے نہایت راضی ہوا اب جو تو اپنے حق مین تجویز کرے اپنے حین حیات مین اُسکو کر دون مرجینا نے کہا اب سب سے مقدم یہ ہے کہ ان لاشون کو جلد اپنے باغ مین دفن کرو تا کوئی مطلع نہو علی بابا مع عبداللہ اپنے غلام کے باغ مین کہ نہایت وسیع تھا گیا اور درختون کے نیچے بڑا گڑھا کھودا اور اُن سینتیسون لاشون سے ہتھیار کھول لیے اور اُنکو باغ مین لے گئے اور اُس گڑھے مین ڈالکر دفن کیا اور اُس زمین کو ہموار کر دیا اور سب کپے اور ہتھیار چھپا کر ایک ایک دو دو پھر اپنے غلام کے ہاتھ بازار مین بھیجکر بکوا ڈالے اور علی بابا بڑی ہوشیاری سے اپنے تئین چھپائے رکھتا تھا تا کہ کوئی اُسکی توانگری سے آگاہ نہو وہ سردار چالیس ٹھگون کا وہان سے بھاگ کر اُسی جنگل مین نہایت پریشان گیا اور خیال کیا کہ اب کوئی ایسی تدبیر کیا چاہیے کہ علی بابا کو جان سے مارا چاہیے ورنہ وہ سب دولت اس خزانے سے نکالکر لیجائیگا اب تنہا جس طرح ہو علی بابا کو مارون یہ دل مین ٹھہرا کر رات کو سو رہا فجر کو لباس جو اس کام کے مناسب تھا پہنا اور شہر مین آکے ایک کاروانسرا مین اُترا اور اپنے دل مین سوچکر کہا کہ اتنے آدمیون کا خون کر کے یقیناً علی بابا اُسکے مواخذ مین گرفتار ہوا ہو گا اور اُسکے گھر کو بھی حاکم نے ضبط کر لیا ہو گا اور یہ خبر تمام شہر مین ہوئی ہوگی اپنے مہماندار سے پوچھا اس شہر کے باشندون کی کوئی خبر جو عجیب و غریب سنی ہو کہو اُسنے جو جو حوادث کہ دو تین دن کے عرصے مین اُس شہر مین واقع ہوے تھے اور اُسنے دیکھے سنے تھے سب کہے مگر اُس سردار نے کوئی بات اپنے مطلب کی نپائی سمجھا علی بابا نہایت ہوشیار ہے کہ باوجود لیجانے اسقدر دولت کے میرے خزانے سے اور قتل کرنے اتنے آدمیون کے اپنی ہوشیاری سے اب تک محفوظ ہی ایسا نہو کہ تو بھی اسکے ہاتھ سے مارا جائے باوجود اس خیال کے اُسنے واسطے فریب دینے علی بابا کے اچھا اچھا اسباب تجارت کا اُس خزانے سے لا لا کے جمع کیا اور چوک مین اُس شہر کے ایک دُکان کرایہ لیکر وہ اسباب اُس مین رکھا اور بیچنے کے بہانے اُس دکان مین بیٹھنے لگا اتفاقاً

یہ دکان سامنے دُکان قاسم کے تھی جسمین اب علی بابا کا بیٹا بادرجلو بیٹھا کرتا تھا اور اُس چورون کے سردار نے اپنا نام خواجہ حسن مشہور کیا اور دکانداران گرد و پیش سے راہ و رسم اور دوستی پیدا کی اور ہر ایک کے ساتھ باخلاق پیش آنے لگا خصوصًا علی بابا کے بیٹے سے جو جوان حسین اور خوش پوشاک تھا بڑی دوستی بہم پہونچائی اور اکثر اُسی کے پاس نشست و برخاست کیا کرتا تین چار دن کے بعد اُسنے علی بابا کو جو اکثر اپنے بیٹے کو دیکھنے اُسکی دکان پر جایا کرتا تھا دیکھکر پہچانا اور اُسکے بیٹے سے پوچھا یہ شخص کون ہی اُسنے کہا میرا باپ ہی پھر وہ اس بات کو سُنکر علی بابا کے بیٹے کو فریب دینے کیواسطے پیار کرنے لگا اور کچھ تحفے اُسے دیکر اکثر اپنے کھانے مین کہ بڑے تکلف سے پکاتا تھا شریک کیا کرتا علی بابا کے بیٹے نے بھی چاہا کہ ایک دن اُسکی دعوت کرے مگر مکان تنگ اور مختصر تھا اسواسطے اپنے باپ سے اُسکا ذکر کیا اُسکے باپ نے کہا بہت اچھا تم بھی اپنے دوست کی دعوت تکلف سے کرو کل جمعہ کا دن ہی تم خواجہ حسن کو بے اسکے کہ اُسکو اطلاع ہو ٹہلتے ہوے میرے گھر لے آؤ مین مرجینا کو حکم دیے رکھتا ہون وہ کھانا تیار کر رکھیگی غرض دوسرے دن جمعہ کو خواجہ حسن اور علی بابا کا بیٹا ٹہلنے کو نکلے وقت مراجعت علی بابا کا بیٹا اُسکو اُس کوچے مین سے جس مین علی بابا رہتا تھا لے نکلا جب گھر کے دروازے پر پہونچے اُسنے خواجہ حسن کو وہان ٹھہرا کر اُس دروازے کو کھلوایا اور خواجہ حسن سے کہا یہ گھر میرے باپ کا ہی جب سے اُسنے تمھاری محبت کا حال بنسبت میرے سُنا نہایت مشتاق تمھاری ملاقات کا ہی اگر اندر تشریف لے چلکے اُسنے ملاقات کیجیے تو موجب میری خوشی کا ہوگا گو خواجہ حسن کو بدل یہی منظور تھا کہ کسی طرح آمد و رفت میری علی بابا کے گھر مین ہو تا بر وقت دغا دیکے بے تامل اُسکا کام تمام کرون مگر اُس وقت اُسکو جانے مین تامل ہوا علی بابا کے بیٹے سے عذر کرکے چاہا کہ کوئی بہانہ کرکے چلا جاے مگر جب علی بابا کے غلام نے دروازہ کھولا علی بابا کا بیٹا خواجہ حسن کا ہاتھ پکڑکے منت و سماجت کرکے اُسکو اندر لے گیا جب خواجہ حسن اپنے دوست کے اصرار سے علی بابا کے گھر گیا ظاہر مین بکمال شگفتگی سے ملا تا کہ معلوم ہو کہ اپنی خوشی سے آیا ہی علی بابا نے اُس سے ملاقات کرکے بڑے تپاک سے خیر و عافیت پوچھی اُسنے کہا جو تم میرے بیٹے پر بہت مہربانی رکھتے ہو لہذا مین بہت ممنون تمھارا ہون اور مجھے خوب ثابت ہی کہ جتنا مین اُسے پیار کرتا ہون اُس سے زیادہ تم اُسے چاہتے ہو خواجہ حسن نے بہت سی باتین دل خوش کرنیکی کہکے بیان کیا تمھارے بیٹے سے مین بہت

راضی ہوں گو ابھی وہ کمسن ہی مگر خدا نے نہایت سعادتمندی اور دانائی اُسکو عطا کی ہی پھر گفتگو اختلاط کی کرنا شروع کی تھوڑی دیر کے بعد خواجہ حسن نے رخصت مانگی علی بابا نے کہا صاحب کہاں جاتے ہو
مین سنتے تمھاری دعوت کی ہی از راہ مہربانی کھانا کھاکے تشریف لیجائیے گا اگرچہ وہ کھانا آپ کے لائق نہین مگر میری خاطر سے تھوڑا سا تناول فرمائیے خواجہ حسن نے کہا مین آپکی عنایت سے سراپا ممنون ہوا مگر ایک امر ایسا ہی جس سے مین زیادہ ٹھہر نہین سکتا اور نہ کھانا کھا سکتا ہون علی بابا نے پوچھا وہ کیا ہی
خواجہ حسن نے کہا نمک پڑا ہوا کھانا مین بسبب عارضہ کے نہین کھاتا علی بابا نے کہا مین باورچی سے منع کیے دیتا ہون کہ کبھی کھانے مین نمک نہ ڈالے پھر علی بابا نے باورچیخانے مین جاکر مرجینا سے کہا کچھ کھانا بے نمک کا پکائیو مرجینا متعجب ہوئی اور علی بابا سے پوچھا کون کھانا بے نمک کا کھائیگا علی بابا نے کہا کوئی ہو تجھے کیا مرجینا نے کہا بہت اچھا مین بے نمک کا پکاؤنگی پھر مرجینا اپنے دلمین سوچکر کہنے لگی کہ وہ آدمی کیسا ہی جو نمک نہین کھاتا ذرا مین بھی چلکر دیکھون بعد کھانا پکانے کے عبداللہ غلام کے ساتھ ہوئی اور دیکھتے ہی خواجہ حسن کو پہچانا پھر مرجینا نے بغور دریافت کیا کہ یہ ایک خنجر اپنے کپڑون مین چھپائے ہوئے ہی اور سوچی کہ یہ حرامزادہ اسی لیے نمک میرے آقا کا نہین کھاتا تاکہ اُسے فریب سے قتل کرے یہ اُسکا بڑا دشمن ہی پھر مرجینا نے دل مین کہا مین فجر ہی کو تیرا کام تمام کرونگی غرض وہ میز پر دسترخوان سفید اور کھانا موقع سے لگاکے چلی گئی اور اپنی تدبیر مین مصروف ہوئی پھر جب علی بابا اور خواجہ حسن کھانے سے فراغت پاچکے تب عبداللہ نے مرجینا کو خبر دی کہ میوے لے چل مرجینا نے بعد بڑھانے دسترخوان کے میوونکی تشتریان لیجاکر رکھین اُسکے بعد ایک چھوٹی چوکی شراب کی نزدیک علی بابا کے بچھاکر تین گلاس اُسپر رکھے اور آپ عبداللہ سمیت کھانا کھانے کے بہانے سے دوسرے مکان مین گئی سردار ٹھگون کا میدان خالی پاکے نہایت خوش ہوا اور کہا یہی وقت ہی کہ اپنا بدلہ علی بابا سے لون اور پھر باغ کی راہ سے نکل جاؤن اُسکا بیٹا اگر ذرا بھی ہاتھ پاؤن ہلائیگا اُسے بھی ٹھکانے لگاؤنگا مگر یہ اسوقت کیا چاہیے کہ جسوقت علی بابا کا غلام اور اُسکا باورچی کھانا کھانے مین مصروف ہون مرجینا اُسکے تیور دیکھکے اس ارادے پر مطلع ہوئی اور یہ خیال کیا بہتر ہی کہ مین پہلے چلکے کسی بہانے سے اس کا کام تمام کرون پھر مرجینا نے جلد لباس نٹنی والیون کا پہنکر دستار سر پر رکھی اور ایک کمربند چاندی کے ملمع کا کمر سے باندھا اور اُسمین ایک خنجر رکھکے اپنے منہ چھپانے کے لیے ایک دوپٹہ بہت اچھا اوڑھا

جب وہ بھیس بدل چکی اُسنے عبداللہ سے کہا اپنا طبلہ اُٹھا لے تا ہم دونون ملکے اپنے آقا کے مہمان کو ناچ گا کر محظوظ کرین عبداللہ طبلہ بجاتا ہو لیا آگے مرجینا کے چلا پھر وہ دونون اُس مکان کے اندر جسمین علی بابا اور اُسکا مہمان تھا آئے اور آداب بجا لاکے اجازت ناچنے اور تماشا کرنیکی مانگی علی بابا نے اُسے اجازت دیکے فرمایا کہ ایسے تماشے اور نقلین کر کہ جنکو خواجہ حسن دیکھکر خوش ہو پھر عبداللہ نے نزدیک اُنکے کھڑے ہو کر طبلہ بجانا شروع کیا مرجینا آگے اُسکے ہو کر ناچنے لگی اور طرح طرح کے ناچ دکھا کر سب کو خوش کیا پھر مرجینا خنجر کمر سے نکال اور ہاتھ مین لے ناچنے لگی اور سب ناچون سے اس قسم کا ناچ بہت اچھا اُن سبکو معلوم ہوا اسی ناچ مین مرجینا کبھی خنجر کو اپنی بغل مین رکھتی اور کبھی اُسکو اپنے پیٹ پر بعد تھوڑی دیر کے اُسنے طبلہ عبداللہ سے لیکر اپنے بائین ہاتھ مین پکڑا اور خنجر کو دہنے ہاتھ مین لے اور طبلہ اُٹھا کے واسطے لینے انعام کے کہ معمول تماشا کرنے والون کا ہی آگے علی بابا کے گئی علی بابا نے اُسے ایک اشرفی دی پھر

تصویر مرجینا کی تلوار ہاتھ مین لیکر ناچنے گانے اور عبداللہ کے طبلہ بجانے کی

مرجینا طبلے کو آگے علی بابا کے بیٹے کے لے گئی اُسنے بھی ایک اشرفی دی خواجہ حسن نے دیکھا کہ وہ میرے پاس بھی لائیگی وہ آگے سے اشرفی نکالنے مین مشغول ہوا مرجینا نے قابو پاکے نہایت چستی اور مردانگی سے ایسا خنجر اُسکے جگر مین مارا کہ خواجہ حسن فوراً مر گیا علی بابا ڈرا اور مرجینا پہ غصے ہوکے کہنے لگا کہ ای بدبخت تو نے یہ کیا کام کیا مجھے مظلمے مین ڈالے گی مرجینا نے کہا یہ کام مین نے آپکی خرابی کا نہین کیا بلکہ سلامتی کیواسطے کیا اُسکی قبا کھولکر ذرا دیکھو پھر علی بابا نے جب اُسکی قبا کھولی تو اُسمین ایک پیش قبض چھپی ہوئی پائی پھر اُسنے علی بابا سے کہا یہ تمھارا دشمن جانی تھا اور اچھی طرح بغور دیکھو اور پہچانو کہ یہ وہی روغن فروش ہوکر سردار ٹھگونکا تھا اور جو تمھارے قتل کرنے پر اُسکی نظر تھی اسیلیے نہین چاہتا تھا کہ تمھارا نمک کھانے جسوقت تم نے حال اُسکے نمک نہ کھانیکا کہا اُسی وقت مین نے اُسے آکر دیکھا اور پہچانا اور مجھے قرینے سے معلوم ہوا تھا کہ وہ تمھارے مارنے کے درپے ہے الحمد للہ مین نے جو خیال کیا تھا وہ مطابق ہوا علی بابا نے از سر نو مرجینا کی شکر گزاری کی کہ تو نے دوبار اُسکے ہاتھ سے مجھے بچایا پھر اُسکو اپنے گلے سے لگائے آزاد کیا اور کہا عوض اسقدر نمک حلالی کے تیری شادی اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہون پھر علی بابا نے اپنے بیٹے سے کہا تم سعادتمند ہو مین چاہتا ہون کہ مرجینا کی شادی تمھارے ساتھ کرون کہ وہ نہایت خدمتگزار اور خیرخواہ ہے غرض خواجہ حسن کی تمھارے ساتھ دوستی کرنے کی یہی تھی کہ وہ فریب دیکر مجھے قتل کرے مگر مرجینا نے اپنی ہوشیاری سے اُسکو مار کے ہم سب کو بچایا اُسکا بیٹا راضی ہوا علی بابا اور اُسکے بیٹے نے احتیاط سے خواجہ حسن کو اُٹھا کے اُسی باغ مین دفن کیا برسون تک کسی کو یہ حال معلوم نہوا پھر علی بابا نے اپنے بیٹے کی شادی مرجینا کے ساتھ دھوم سے کی اور اپنے دوستون اور ہمسایون کو بڑے تکلف کے کھانے کھلائے اور اُنکو ناچ اور تماشے دکھلائے پھر علی بابا نے ٹھگون کے ڈر سے سوا اُس روز کے کہ اپنے بھائی قاسم کی لاش کو اُٹھا لایا تھا اُس خزانے کی طرف جانا موقوف کیا مگر ایکدن وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے بڑی ہوشیاری سے اُس خزانے کی طرف گیا جب نزدیک اُس خزانے کے پہونچا کھل ای سمسم کہا دروازہ کھل گیا اور خزانے کے اندر جاکے دیکھا کہ سب اسباب اُس مین بجنسہ رکھا ہے اُسے یقین ہوا کہ اب کوئی ٹھگ زندہ باقی نہین رہا دوسرا شخص اُس خزانے کے راز سے واقف نہ تھا پھر وہ موافق بوجھ اُٹھانے گھوڑے کے اشرفیان وہانسے بھر کے گھر لایا اور اپنے بیٹے کو بھی اُس خزانے کو دکھلا کر دروازے کے کھلنے

اور بند ہونے کے راز سے آگاہ کیا اور وہ دونون اپنی عمر بھر بدولت اس خزانے کے بڑے آرام و چین سے اُس شہر مین رہے ملکہ شہرزاد نے اس قصہ کو صبح ہوتے تمام کیا اور دوسری رات کو اور ایک قصہ اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ علی خواجہ اور سوداگر شہر بغداد کا

عہد سلطنت خلیفہ ہارون رشید مین ایک سوداگر علی خواجہ نام بغداد مین رہتا تھا اور تھوڑی پونجی سے سوداگری کیا کرتا اور اپنے وادے کے گھر مین رہتا اور جورو لڑکے نہ رکھتا تھا اُس سوداگر نے تین راتین برابر خواب مین دیکھا کہ کوئی بزرگ اُس سے کہتا ہی کہ تو حج کر کہ تجھپر فرض ہی کیون نہین جاتا علی خواجہ یہ خواب دیکھکر بہت ڈرا اور سب اپنا اسباب اور دُکان بیچکر عزم بیت اللہ کے جانے کا دلمین مصمم کیا اور اپنی حویلی مین ایک کرایہ دار رکھکر ہمراہ ایک قافلے کے کہ مکے کو جاتا تھا ہولیا اور قبل جانیکے اُسنے ایک ہزار اشرفی کو کہ بعد زاد راہ کے بچی تھین ایک ٹھلیا مین رکھا اور اوپر اُسکے روغن زیتون بھر کر مُنھ اُسکا اچھی طرح بند کیا اور ایک سوداگر کے گھر کہ اُسکا دوست قدیم تھا لے گیا اور کہا مین اندنون حج کرنے ہمراہ فلانے قافلے کے جاتا ہون ایک ٹھلیا مین روغن زیتون کی امانت رکھنے کو تمھارے پاس لایا ہون میرے لوٹنے تک اپنے پاس امانتاً رکھیے اُس سوداگر نے کنجی گدام کی علی خواجہ کو دیکر کہا تم آپ گدام کو کھولکر جس جگہ چاہو رکھدو مجھ سے اگر بجنسہ لے لینا علی خواجہ نے ٹھلیا کو ایک حجرے مین رکھا اور اُسکا مقفل کر کے کنجی اُسکی اُس سوداگر کو سونپ دی اور اپنے مال تجارت کو ایک اونٹ پر لادکر اور اُسپر سوار ہو قافلے کے ساتھ روانہ ہوا جب مکہ مین مع الخیر پہونچا اور ذی الحجہ کے مہینے مین مناسک طواف بخوبی ادا کیے اور بعد فراغت طواف اپنے اسباب تجارت کو بیچنے کے لیے نکالا اتفاقاً دو سوداگر سیر کرتے ہوے علی خواجہ کی دکان پر گئے اور اُسکے اسباب کو بہت پسند کر کے آپسمین کہنے لگے کہ اگر یہ سوداگر اس اسباب کو کیرو مین جو دارالسلطنت مصر کا ہی لیجائے تو بہت قیمت سے بکے علی خواجہ نے کہ آگے سے مصر کے دیکھنے کا مشتاق تھا بغداد جانیکا ارادہ موقوف کر کے مصر کا قصد کیا اور ایک قافلہ کے ہمراہ اُودھر کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا اُس ملک کی سیر کر کے نہایت خوش ہوا اور اپنا اسباب وہان بیچکر بہت فائدہ اُٹھایا اور دوسرا اسباب خرید کر ارادہ دمشق جانے کا کیا اور ایک مہینے تک کیرو مین رہ کے سیر اہرام کی کہ کنارے دریاے نیل کے کئی منزلون سے نظر آتے ہین اور بھی

بہت شہرون مشہور کو جو کنارے دریا کے آباد تھے دیکھکر دمشق کی طرف روانہ ہوا راہ مین رود سلیم اور اُسکی مسجد کی جو مسلمانون نے تعمیر کی تھی زیارت کی اور دمشق مین داخل ہوکر اُسکو نہایت آباد اور آراستہ پایا اور چشمے بکثرت دیکھے کہ زراعت اور باغات کو شگفتہ اور بارور رکھتے غرض وہان ہر طرح کی کیفیت دیکھکر علی خواجہ بغداد کو بھول گیا پھر وہان سے حلب و موصل و شیراز کو گیا اور وہان سے بآرام تمام بغداد آئین بعد سات برس کے پہونچا اب حال بے ایمانی سوداگر بغدادی کا سنیے کہ اس مدت مین اُسنے نہ تو کبھی علی خواجہ کو اور نہ اُسکی امانت کو یاد کیا اتفاقاً ایک دن شام کے وقت اپنی بی بی کے ساتھ کھانا کھاتا تھا کہ کچھ ذکر روغن زیت کا چلا اُسکی بی بی نے کہا میرا جی اُسکے کھانے کو بہت چاہتا ہی سوداگر نے کہا اسوقت مجھے علی خواجہ یاد آیا سات برس ہوے ہین کہ حج کرنے گیا ہی اور وقت جانے کے ایک ٹھلیا روغن زیت کی امانتاً میری فلانی کوٹھری مین چھوڑ گیا مگر معلوم نہین کہ اب علی خواجہ کہان ہی آگے ایک حاجی نے آکر بیان کیا تھا کہ علی خواجہ مصر کی طرف مکّے سے گیا ہی خدا جانے اب وہ جیتا ہی یا مرگیا اگر اُسکا روغن بگڑ نہ گیا ہو تو اُسمین سے تھوڑا سا نکالکر چکھین مجھے ایک رکابی اور روشنی دو تاکہ روغن زیت کو اُس ٹھلیا سے نکالکر چکھون اُسکی بی بی نے کہ نہایت باایمان اور بادیانت تھی کہا خدا کے لیے امانت مین خیانت نکر کہان سے یقین ہوا کہ وہ اب مصر سے زندہ نہ پھریگا اُسکے مرنے کی خبر اب تک تمنے کسی سے نہین سُنی کیا عجب ہی کہ علی خواجہ کل یا پرسون یہان آجائے اُسوقت اگر تم اُسکی امانت بجنسہ اُسکو نہ سونپوگے سبب ہماری ذلت اور رسوائی کا ہوگا مین روادار ایسے بُرے کام کی نہین اور نہ اُس روغن کو چکھون گی سات برس کے عرصہ مین خاک روغن اچھا رہا ہوگا تجھے قسم خدا کی کہ اس ارادے سے باز آ اُس نیک بی بی نے اپنے خاوند کو بہت سمجھایا یہانتک کہ وہ پشیمان ہوکر اُسوقت باز آیا مگر دوسرے وقت پھر وہ رکابی لے اپنی کوٹھری کو چلا اُسکی عورت نے کہا مین اس بد کام مین تیری شریک نہین ایسے بُرے کام سے مقرر کوئی آفت تجھے پہونچے گی اُسنے نہ سُنا اور کوٹھری مین جاکر ٹھلیا کو کھولا وہ روغن سڑکے نہایت متعفن ہوگیا تھا سوداگر نے تاہم ایک قاب اُس روغن سے بھری اتفاقاً ایک اشرفی نکل آئی سوداگر نے اشرفی کو دیکھتے ہی سب روغن زیت کسی برتن مین انڈیل کے دیکھا کہ اشرفیان بھری ہین اُسوقت روغن کو ٹھلیا مین ڈالدیا اور مُنھ اُسکا بند کر کوٹھری سے نکل آیا اور اپنی عورت سے کہا تو سچ کہتی تھی مین نے اُس روغن کو نہایت خراب پایا اُسی طرح اُس ٹھلیا کے

منھ کو باندھ کر چلا آیا مگر سوداگر رات بھر اسی خیال مین نہ سویا کہ کسی طرح وہ اشرفیان علی خواجہ کی اپنے تصرف مین لاؤن فجر کو اُسنے اشرفیان نکال اور روغن زیت تازہ بازار سے مول لاکر اور اُس مین بھر منھ اُسکا اُسی طرح بند کر کوٹھری مین رکھدیا قدرت خدا سے بعد ایک مہینے کے علی خواجہ بغداد مین آکر اپنے دوست بغدادی کی ملاقات کو گیا سوداگر اُس سے ملکر بظاہر نہایت خوش ہوا بعد استفسار خیر و عافیت اور ذوق و شوق کے علی خواجہ نے سوداگر سے اپنی امانت مانگی اور کہا اُس ٹھلیا کو عنایت کیجیے سوداگر نے کہا صاحب مجھے نہین معلوم کہ تم نے کس جگہ کوٹھری مین رکھی تھی کنجی لو اور اُسکو کھولکر اپنی امانت نکال لو علی خواجہ کوٹھری مین جا اپنی ٹھلیا کو نکال لایا اور سوداگر سے رخصت ہو کر اپنے گھر گیا اور جب اُسنے ٹھلیا مین اشرفیان نہ پائین نہایت متردد ہوا اور امانت گم ہونے سے نہایت رویا اور سوداگر سے جا کر کہا ای دوست مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین وقت جانے حج کے ایک ہزار اشرفی ٹھلیا مین رکھ گیا تھا اب اُنکو نہین پاتا اسکا کیا سبب ہی اگر تمنے ضرورتاً اُنکو صرف کیا ہو مضایقہ نہین جب چاہنا دینا سوداگر نے انکار کیا اور کہا صاحب مجکو کیا معلوم کہ اُسمین اشرفیان تھین یا روغن چنانچہ تم ٹھلیا کو پہلے رکھ گئے پھر بجنسہ اُٹھا لے گئے اب مجھپر اشرفیون کی تہمت کیون لگاتے ہو تم سے بعید ہی کہ ایسی بات کہو صاحب وقت رکھنے کے تمنے کچھ مجھ سے کہا سنا تھا کہ ہزار اشرفیان ٹھلیا مین رکھے جاتا ہون تمھنے صرف اظہار روغن کا کیا تھا وہ موجود ہی ہر چند علی خواجہ نے سوداگر سے کمال خوشامد کی اور بہت رو کر کہا کہ میری تمام عمر کی کمائی وہی ہزار اشرفیان تھین میرے حال پر رحم کر کے اُنکو عنایت کرو سوداگر نے جھڑک کر کہا تم بڑے ایماندار ہو مجھپر بہتان کرتے ہو بہانہ سنے چلے جاؤ میرے گھر پر پھر نہ آنا تمھارا حال معلوم ہوا کہ بڑے دغاباز اور مفتری ہو یہ گفتگو علی خواجہ اور سوداگر سے ہو رہی تھی کہ بہت لوگ محلے اور شہر کے جمع ہو گئے اور اُن کے اظہار اور بیان سے یہ حال سب بغداد مین مشہور ہو گیا آخر علی خواجہ تنگ ہو کر اُس سوداگر کو قاضی کے محکمے مین لیگیا اور دعوی ایکہزار اشرفی کا سوداگر پر کیا قاضی نے علی خواجہ سے پوچھا کہ تو گواہ اپنے دعوی پر رکھتا ہی اُسنے کہا مین نے بخوف افشاے راز کسی کو گواہ نہین کیا اور مین اس سوداگر کو اپنا دوست اور نہایت متدین سمجھتا تھا قاضی نے سوداگر سے قسم چاہی اُسنے قسم کھائی کہ مین علی خواجہ کی اشرفیون سے ہرگز واقف نہین قاضی نے سوداگر کو بے قصور سمجھکر چھوڑ دیا علی خواجہ قاضی کے انصاف سے مایوس ہوا

دوسرے دن عرضی اپنے دعوی کی لکھوا کر حضور مین خلیفہ ہارون رشید کے جسوقت وہ نماز جمعہ پڑھنے جامع مسجد کو جاتا تھا گذرانی خلیفہ نے عرضی کو پڑھکر فرمایا کل مدعی اور مدعا علیہ حاضر ہون مین اس مقدمے کو آپ فیصل کرونگا اور وقت شام کے حسب معمول واسطے دریافت کرنے حال شہر کے بھیس بدلکر نکلا راہ مین اُسنے ایک جگہ شور وغل لڑکون کے کھیلنے کا سنا اور دور سے دیکھا کہ دس بارہ لڑکے چاندنی مین باہم کھیلتے ہین خلیفہ کھڑا ہوا اور چاہا کہ کھیل اُن چھوکرون کا دیکھے چنانچہ ایک لڑکے نے کہ وہ نہایت خوبصورت اُن سب مین تھا دوسرے لڑکون سے کہا آؤ ہم تم سب ملکے قاضی کی نقل کرین مین قاضی بنتا ہون تم مین سے ایک لڑکا علی خواجہ اور دوسرا سوداگر بغدادی جسکے پاس ایک ہزار اشرفی امانت رکھکر حج کو گیا تھا بنے پھر دونون کو میری حضور مین حاضر کرو خلیفہ نام علی خواجہ اور اُس سوداگر کا سنکر متحیر ہوا کہ کل اسی مضمون کی عرضی راہ مین کسی شخص نے گذرانی ہی اور مین نے اُسکو پڑھا دیکھون تو یہ لڑکا اس مقدمے مین کیا تجویز کرتا ہی پھر خلیفہ بغور اُنکی نقل دیکھنے لگا اور اپنے دل مین سمجھا کہ یہ مقدمہ

تصویر لڑکون کے قاضی بنکر فیصلہ کرنے اور خلیفہ ہارون رشید کے خفیہ دیکھنے کی

اس قدر اس شہر مین مشہور ہوی کہ ہر کوئی یہانتک کہ لڑکے بھی جانتے اور اسکی نقل کرکے آپسمین کھیلتے ہین بہرکیف وہ لڑکے اپنے مین سے ایک کو علی خواجہ مدعی اور دوسرے کو سوداگر بغدادی مدعا علیہ قرار دیکر روبرو اُس لڑکے کے جو قاضی بنکے بڑے شکوہ سے مٹھا تھا لے گئے اس جعلی قاضی نے علی خواجہ فرضی سے پوچھا کہ تو کیا دعوی اس سوداگر پر رکھتا ہی اُسنے اپنے دعوی کو بہ تفصیل بیان کیا جعلی قاضی نے اُسکا دعوی سنکر سوداگر سے پوچھا کہ تو نے اُسکی اشرفیان کیون نہین دین فرضی سوداگر نے وہی جواب دیا جیسا اصلی سوداگر نے قاضی شہر کو دیا تھا اور قسم کھانے پر مستعد ہوا اُس فرضی قاضی نے کہا قبل اسکے کہ تو قسم کھا مین چاہتا ہون کہ اُس گھڑے کو دیکھون جسمین مدعی نے روغن زیت کو بھرکے تیرے گھر امانت رکھا تھا پھر علی خواجہ فرضی سے کہا جلد اُس ٹھلیا کو لا علی خواجہ فرضی نے اُسے لاکر حاضر کیا اُس فرضی قاضی نے تکرار فریقین مقدمہ سے پوچھا کہ یہ ٹھلیا وہی ہی جسکو مدعی گھر مین مدعا علیہ کے رکھکر گیا تھا ان دونون نے کہا یہی ہی پھر قاضی نے کہا اسے کھولکے ذرا سا روغن میرے نزدیک لاؤ تاکہ اُسکے ذائقے کو چکھون کہ کیسا ہی آخر ذرا سا روغن چکھکر کہا کہ اسکا مزہ بہت اچھا ہی مین جانتا تھا کہ سات برس کے بعد سڑ گیا ہوگا پھر اُس قاضی فرضی نے فرمایا کہ دو روغن فروشون کو بازار سے بلالا وہ لڑکے اپنے گروہ سے دو لڑکونکو روغن فروش قرار دیکر سامنے قاضی کے لے گئے اس قاضی نے اُنسے پوچھا کیا تم روغن فروش ہو اُنھون نے کہا ہان ہمارا قدیم سے یہی پیشہ اور روزگار ہی تب قاضی نے اُنسے پوچھا کہ روغن زیت کتنی مدت تک اچھا رہتا ہی اور بد ذائقہ نہین ہوتا اُنھون نے کہا صاحب اگر کوئی بڑی احتیاط سے روغن زیت کو رکھے تین برس کے بعد رنگ و بو مین اُسکی فرق ہو جاتا ہی بلکہ پھینک دیتے ہین پھر اُس لڑکے سے قاضی نے کہا اس روغن زیت کو جو اس ٹھلیا مین ہی دیکھکر تجویز کرو کہ کتنی مدت کا ہی اور اسکا مزہ کیسا ہی روغن فروشون فرضی نے ٹھلیا سے روغن زیت کو جھوٹ موٹ نکالکر دیکھا اور چکھکر کہا کہ یہ روغن بہت اچھا اور خوش مزا ہی اس قاضی جعلی نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو علی خواجہ سات برس ہوئے ہین کہ اس روغن کو اس ٹھلیا مین رکھکر حج کو گیا اُن فرضی روغن فروشون نے کہا آپ جو چاہیے سو فرمائیے مگر یہ روغن ایک برس سے زیادہ کا نہین اسی سال کا بنا ہی کوئی سوداگر بغداد مین نہین کہ جو اس امر کو نہ جانتا ہو چنانچہ اُس سوداگر نے بھی جو مدعا علیہ تھا اُس روغن زیت کو سونگھ اور چکھکر اقرار کیا تب فرضی قاضی نے سوداگر سے جو مدعا علیہ تھا کہا کہ تو چور ہی تو نے کام قابل

پھانسی پانے کے کیا ہی لڑکے یہ سنکے کودنے اور تالیاں بجانے لگے اور اُس لڑکے کو جسے سوداگر بغدادی کا اور مدعا علیہ قرار دیا تھا پکڑکے واسطے سزا دینے کے لے گئے خلیفہ ہارون رشید اس لڑکے کی دانائی کو کہ قاضی بنا تھا دیکھکر نہایت خوش ہوا اور قرار دیا کہ کل اسی طرح اس مقدمہ کو مین فیصل کرونگا وزیر سے جو حاضر تھا فرمایا کہ تو اس لڑکے کو جسنے اسوقت قاضی بنکر مقدمے کو فیصل کیا ہی پہچان رکھ کل اسکو میری حضور مین حاضر کرنا تاکہ اُس مقدمے کو اسی طرح میرے روبرو فیصل کرے اور قاضی شہر بھی حاضر ہوکر فیصل کرنا مقدمے کا اس بچے سے سیکھے اور علی خواجہ مدعی سے کہلا بھیج کہ کل اُس ٹھلیا کو اپنے ساتھ لیتا آئے اور دو روغن فروش شہر کے بھی اُسوقت حاضر ہون خلیفہ یہ سب حکم راہ مین وزیر کو دے کر اپنے محل مین داخل ہوا صبح کو وزیر اُس محلے مین جہان لڑکون نے قاضی کی نقل کی تھی گیا اور اُنکے اُستاد سے پوچھا اُسنے کہا وہ سب لڑکے اپنے اپنے گھر گئے ہین وزیر نے اُنکے مان باپ کو بلا کے فرمایا اپنے اپنے لڑکون کو جلد حاضر کرو چنانچہ اُنھون نے حاضر کیا وزیر نے اُنسے پوچھا کہ تم مین سے کل رات کو کس لڑکے نے قاضی بنکے علی خواجہ کے مقدمہ کو فیصل کیا تھا سب سے بڑے لڑکے نے کہا مین قاضی بنا تھا وزیر نے اُس سے کہا میرے ساتھ چل خلیفہ نے تجھے یاد فرمایا ہی مان اُس لڑکے کی ڈر گئی اور رونے لگی وزیر نے اُسکی تسلی کی کہ ایک گھڑی کے بعد تیرے لڑکے کو پہونچا دونگا اُسکی مان نے مطمئن ہو اُس لڑکے کو اچھے کپڑے پہنا وزیر کے ہمراہ کر دیا وزیر نے اُسکو خلیفہ کی حضور مین حاضر کیا خلیفہ نے وقت اجلاس کے اس بچے کو اپنے ساتھ بٹھالیا پھر جب فریقین مقدمہ حاضر ہوئے خلیفہ نے اُنسے فرمایا تم ہر ایک اپنے حال کو اس لڑکے سے کہو وہی تمھارے مقدمہ کو تجویز کریگا علی خواجہ اور اُس سوداگر نے اپنا اپنا حال اُس لڑکے سے ظاہر کیا اور وہ سوداگر بغدادی انکار کرنے کے مستعد قسم کھانے پر ہوا اُس لڑکے نے کہا ابھی قسم کھانا ضرور نہین پہلے اُس ٹھلیا کو حاضر کرو چنانچہ وہ ٹھلیا روغن زیت کی اُسکے آگے رکھی گئی خلیفہ نے اُسکا منہ کھلوا کے اُس روغن کو چکھا اور دو دوسرے روغن فروشون کو اُس روغن کو دکھلایا اور چکھایا اُن سب نے کہا مزہ اس روغن کا بگڑا نہین اسی برس کا ہی تب اُس لڑکے نے اُنسے کہا تم خلاف کہتے ہو علی خواجہ نے اسکو سات برس ہوے ہین کہ اس ٹھلیا مین بھر کر رکھا ہی اس برس کا روغن کہانسے اسمین آگیا روغن فروشون نے بعینہ وہی اپنا کہ جو کھلنے کیوقت اُن روغن فروشون نے کہا تھا آخر اُس سوداگر بغدادی نے قائل ہوکے اپنے

قصور کا اقرار کیا اُس لڑکے نے خلیفہ سے عرض کیا کہ خداوندہمنے کل آپسمین کھیل مین یہ نقل کی تھی ہم کو مقدور دینے سزا مجرم کا نہ تھا اب کہ یہ مقدمہ آپ کے حضور مین فیصل ہوا اُسکو سزا دیکر ہزار اشرفی اس سے علی خواجہ مدعی کو دلوا دیجیے کہ حق اُسکا ثابت ہوا خلیفہ نے حکم کیا کہ اُس سوداگر کو پھانسی دو اور اس سے پوچھو کہ ایک ہزار اشرفی علی خواجہ کی کہان ہین جہان بتائے وہانسے لاکر علی خواجہ کے حوالہ کرو اور اس لڑکے کو اپنے گلے سے لگا کر ایک ہزار اشرفی انعام دی اور اُسکے گھر پہونچا دیا ملکہ شہرزادنے اس قصے کو تمام کرکے شہریار سے عرض کیا کہ ابھی اور بہت قصے اس سے اچھے ہین کل کی رات مین شروع کرونگی

قصہ کل کے گھوڑے کا

آپکو خوب معلوم ہوگا کہ نوروز کو ہزارون برس سے پارس کے رہنے والے دن عید کا جانکر بہت خوشی کرتے تھے خصوصاً آتش پرست اُس دن ناچ اور تماشے دیکھتے اور اسباب نادر اور تحفے اچھے بادشاہ اور امیرون کے حضور مین بطریق نذر گذرانتے اور دور دور کے کاریگر اسباب نفیس اور اشیاے عجیب حضور مین بادشاہ عہد کے لاتے اور ہزارون روپئے انعام پاتے چنانچہ کسی زمانے مین نوروز کے دن کوئی بادشاہ پارس کا داد و دہش مین شہرہ آفاق تھا جشن کیواسطے باہر شہر کے گیا اور سب امیرون وزیرون نے حاضر ہوکے نذرین دین اور تحفے گذرانے اور کاریگرون نے اچھی اچھی چیزین بنا لاکر پیشکش کین منجملہ اُنکے ایک ہندی شخص بھی اس بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور بعد بجا لانے کورنش کے ایک گھوڑا کل کا نذر گذرانکر عرض کیا خداوند غلام اس گھوڑے کو بڑی حکمت اور کاریگری سے بہت دنون مین خاص حضور کے لیے بنا لایا ہی یقین کہ ایسا نادر تحفہ کسی نے آپکے حضور مین ابتک گذرانا ہوگا بادشاہ نے کہا یہ گھوڑا لکڑی کا بنا ہوا ہی اور اُسپر تونے چاندی سونے کا اسباب لگا کے بڑا تکلف کیا اس سے اچھا کاریگر اُس شہر کے بنا سکتے ہین بجز آرائش ظاہری کے اور کوئی چیز اس گھوڑے مین نہین ہندی نے عرض کیا خداوند مین نے اسمین وہ صنعت اور کاریگری رکھی ہی کہ بجز میرے دوسرا مقدور نہین رکھتا ہے بنا سکے یا اسکی کنہ کو پہونچے خداوند اس گھوڑے مین ایسی کل ہی کہ اگر مین یا کوئی دوسرا شخص جسے مین اس کل کو بتا دون سوار ہوکر اُسکو گھمائے فوراً وہ گھوڑا پرند کے مانند ہوا پر اُڑے اور ایک گھڑی کے عرصے مین تین سو کوس جائے اور پھر زمین پر پھر آئے اگر ارشاد ہو تو مین امتحاناً اُسپر سوار ہوکر حضور کو دکھلاؤن بادشاہ سنکر نہایت مشتاق ہوا کہ اُسکو دیکھے اور اُس کاریگر سے کچھ پوچھے

کو آزمائے پھر اُسکو اجازت سوار ہونے کی دی ہندی اُچک خانہ زین مین جا بیٹھا اور بادشاہ سے
عرض کیا کہ جب جانے کو حکم ہوتا ہی دار السلطنت شیراز سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر ایک بہت بلند
پہاڑ تھا کہ اُس جگہ سے دکھائی دیتا بادشاہ نے فرمایا کہ وہ پہاڑ اگرچہ بہت دور نہیں مگر تیرے امتحان
کو کافی ہی وہان تک جا اور ایک پتہ کھجور کے درخت کا جو نیچے اُس پہاڑ کے لگا ہی توڑ لا ہنوز بادشاہ نے
اس بات کو تمام نہین کیا تھا کہ ہندی نے پیچ کو جو گھوڑے کی گردن کے پاس لگا ہوا تھا مروڑا گھوڑا
زمین سے ہوا پر اُڑا اور مانند برق کے اُس پہاڑ کیطرف گیا بادشاہ اور اُسکے ارکان دولت اس امر
عجیب کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اور ایک آواز واہ واہ کی ہونے لگی پاؤ گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ گھوڑا پھر
اُن سبکو نظر پڑا اور دیکھا کہ شاخ کھجور کی اُس ہندی کے ہاتھ مین ہی وہ طرفۃ العین مین گھوڑے کو زمین
لاکر اُتر پڑا اور اُس شاخ کھجور کو گذرانا بادشاہ نہایت مشتاق ہوا کہ گھوڑے کو مول لے قیمت پوچھی
ہندی نے کہا خداوند مین اسکو بیچتا نہین مگر ایک شرط سے اسکو نذر گذرانتا ہون کہ جو مین آپسے مانگون مجکو
دیجیے بادشاہ نے کہا مانگ ہندی نے کہا گستاخی معاف اس گھوڑے کو اس شرط پر نذر حضور کی کرتا ہون
کہ حضور عقد شہزادی کا میرے ساتھ کردین بادشاہ نے ہنوز کچھ جواب نہین دیا تھا کہ سب ارکان دولت
ہندی پر نہایت آشفتہ اور برہم ہوے مگر بپاس ادب بادشاہ کے اُسکو کچھ نہ کہا اور دم بخود ہو رہے یہانتک
کہ بڑا بیٹا بادشاہ کا فیروز شاہ نام کہ ولیعہد اُسکا تھا اس بات کو سنکر نہایت ناخوش ہوا اور دلمین
سوچا کہ یہ ہندی نالائق کیا رتبہ رکھتا ہی کہ شہزادی کے ساتھ کتخدا ہو بادشاہ سے عرض کیا کہ تمام ملکو نمین
بڑی بیعزتی اس خاندان کی ہوگی اگر حضرت اس ہندی کی درخواست کو قبول فرماوینگے بادشاہ نے
کہا اگرچہ یہ امر موجب ننگ کا مقرر ہی مگر بغیر اسکے ایسا گھوڑا کہ روے زمین پر پیدا نہین ہاتھ لگ نہین سکتا
جب فیروز شاہ نے دریافت کیا کہ بادشاہ اس امر پر راضی ہی کہ عوض گھوڑے کے شہزادی کو دے اور
اُس ہندی کو داماد کرے اُس ہندی سے کہا بھلا مین تو اُسپر سوار ہو کر امتحان کرون اگر میرے امتحان
مین ٹھہرا بادشاہ کو اختیار لینے نہ لینے کا ہی ہندی نے کہا بہت خوب آپ بھی آزمالین فیروز شاہ اُس
گھوڑے پر سوار ہوا اور دونون پاؤن اُسکی رکابون پر جما کیبارگی اُسکے پیچ گردن کے گھمائے گھوڑا
مانند تیر کے آسمان کیطرف بلند ہوا اور تھوڑے عرصہ مین فیروز شاہ بادشاہ اور اُسکے ارکان دولت کی
نظرون سے غائب ہوگیا تب ہندی نے نہایت متردد ہو کر بادشاہ سے عرض کیا خداوند شہزادے ۴۰

نے جلدی کی اور اتنی فرصت نہ دی کہ مین سب حال کلون اور پیچون کا اسکو بتاؤن کہ کس پیچ کے گھمانے سے وہ چلتا ہی اور کس پیچ کے گھمانے سے وہ نہین چلتا اور کس سے نیچے کو آتا ہی فقط ایک کل کے گھمانے کو دیکھکر سمجھا کہ فقط اسی ایک کل سے وہ گھوڑا سب کام کرتا ہی اور حال اُس پیچ کا جسکے مروڑنے سے وہ گھوڑا پھر وہین پر جہانسے کہ اُڑتا ہی آتا ہی مجھسے دریافت نہین کیا خدانخواستہ اگر کوئی صدمہ شہزادے کو پہونچیگا غلام معذور ہی بادشاہ نہایت متردد ہوا اور سوچا کہ مقرر کچھ صدمہ شہزادے کو پہونچیگا بادشاہ نے ہندی سے کہا پھر تو نے کس واسطے پھیرنے کی کل سے شہزادے کو آگاہ نہین کیا اُسنے جواب دیا آپ دیکھتے تھے کہ میرے گھوڑا لاتے ہی شہزادے نے بے تامل اُسپر بیٹھکر دفعتہً کل روانگی کی مروڑدی جس سے گھوڑا یکبارگی آسمان پر ہوا کے مانند چڑھ گیا ایک بات کرنے کی بھی فرصت مین نے نپائی کیونکر شہزادے کو آگاہ کرتا مگر ایک امید پڑتی ہی کہ شاید جب بہت دور ہوجائے اُسوقت شہزادے کو

تصویر فیروزشاہ کے کل کے گھوڑے پر چڑھنے اور اُسکے آسمان کیطرف اُڑنیکی

اتفاقاً دوسرا پیچ ہاتھ لگ جائے اور اُسکو پھیرے تو البتہ وہ گھوڑا زمین پر اُتر سکتا ہی بادشاہ نے کہا بالفرض اگر شہزادے کو وہ پیچ ہاتھ لگے جیسا تو کہتا ہی اور اُسکو وہ گھمائے خدا جانے وہ گھوڑا

اُسے لیکر پہاڑ پر اُترے یا دریا مین گرے ہندی نے کہا اس سے آپ خاطر جمع رکھین اگر وہ دریا مین
اُتریگا تو کتنا ہی اسکا پاٹ چوڑا ہوگا وہ پیر کے اپنے سوار سمیت خشکی مین نکل آئیگا اور جدھر اُسکا
سوار چاہیگا اُدھر اُسکو لیجائیگا اور یہ ممکن نہین کہ شہزادہ اس پیچ کو پاکے پہاڑ یا جنگل مین اُترے
سوائے آبادی کے اور کہین قصد اُترنے کا نہ کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ مجھے تیری باتون پر یقین نہین آتا
مین ایک مہینے کی تجھے مہلت دیتا ہون اگر اس عرصہ مین میرا بیٹا صحیح و سالم آیا یا مین نے اُسکی
خیر و عافیت کی سنی تو بہتر ورنہ تجھے جان سے مار ڈالونگا یہ کہکے بادشاہ نے حکم کیا کہ اس ہندی کو
لیجاکر قید کرو پھر اپنے محل مین نہایت غمگین گیا اور وہ خوشی جشن نوروز کی غم و الم سے بدل گئی اب حال
فیروز شاہ کا سنو کہ وہ بدستور ہوا مین آسمان کیطرف بلند ہوتا جاتا تھا چنانچہ ایک گھڑی مین وہ اسقدر
بلند ہوا کہ مطلقاً زمین اُسے نظر نہ آتی تھی اور پہاڑ اُسکو مانند ایک ڈھیلے مٹی کے وہانسے نظر پڑتا تھا تب
اُسنے چاہا کہ جہان سے مین چڑھا ہون وہان پر اُترون پھر اُسنے اُسی پیچ کو جسے پہلے گھمایا تھا اُلٹی طرف
مروڑا تاکہ گھوڑا تلے کو اُترے مگر کچھ مفید نہ پڑا بلکہ اُس پیچ کو سب طرف گھما کر دیکھا کسی صورت مین گھوڑا نیچے
نہ اُترا اور پہی کو چڑھتا گیا فیروز شاہ بہت گھبرایا اور اپنی جلدی کرنے اور نہ پوچھنے حال پیچون کے نادم
ہوا اور کہا افسوس ہے کہ میری جان مفت گئی پھر مایوس ہوکر اُسنے اُس گھوڑے کے سر اور
گردن کو بغور ٹٹولا کہ شاید کوئی پیچ اُسکے ہاتھ لگے کہ جسکے مروڑنے سے گھوڑا نیچے اُترے آخر بعد جستجو
بہت کے اُسنے دہنے کان کے تلے اُس گھوڑے کے ایک پیچ پایا کہ جسکے مروڑنے سے گھوڑا
نیچے کو اُترنے لگا اُسی تیزی سے جیسا کہ وہ چڑھا تھا ڈیڑھ گھڑی رات گذری تھی کہ فیروز شاہ نے
اُس پیچ کو گھمایا تھا جسکے سبب سے وہ تلے کو اُترنے لگا وہ اُسکے اُترنے سے خوش ہوا اور جانا کہ اب
جانبر ہونگا اور چاہا کہ کسی شہر یا آبادی مین اُترون اسلیے باگ گھوڑے کی اُسکے ہاتھ سے چھٹتی تھی اور
یہ بھی ڈرتا تھا کہ مبادا اب مجھے یہ گھوڑا کہین جنگل یا دریا مین لیکر نہ اُترے آخر گھوڑا آدھی رات کو زمین پر اُترا
فیروز شاہ کہ نہایت ماندہ اور بھوکا ہو رہا تھا اُس گھوڑے سے جلد زمین پر اُترا اسواسطے کہ اُسنے تمام
روز بسبب دیکھنے تماشون نوروز کے کچھ کھایا نہ تھا بہرکیف اُترتے ہی پہلے اُسنے چاہا کہ اس جگہ کا حال
دریافت کرون کہ کیسی ہے پھر اُسکو معلوم ہوا کہ وہ زمین چھت ایک بڑے محل کی ہے کہ جسکے چارون طرف
مونڈیری چھاتی تک بلند سنگ مرمر کی تھی پھر شہزادہ گرد اُس چھت کے گھوم کر راہ ڈھونڈھنے لگا جستے

ایکطرف کو اُسنے زینہ اندر کیطرف کو پایا کہ جسکے دروازے کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا اور ایک بند فیروز شاہ نیچے جانے مین سوچا کہ خدا جانے تاریکی مین مقابلہ کسی دشمن سے ہو یا کسی دوست سے پھر اپنے دل مین کہا بالفرض اگر کوئی مجھے نہتا دیکھیگا آدمیت سے دور ہی کہ قبل دریافت کرنے حال کے ارادہ میرے مار ڈالنے کا کرے پھر جب وہ آہستہ دروازہ کھولکر دبے پائون نیچے اُترا تو وہ بڑے ایک دالان مین پہونچا مگر پہلے وہ اُسکے دروازہ پر کھڑا ہوکے کان رکھکر سننے لگا تا کہ حال وہان کے رہنے والونکا دریافت کرے مگر وہان اُسنے سوائے آواز سونے اور خراٹون کے کسی کو بات چیت کرتے نہ سُنا پھر وہ کئی قدم آگے بڑھا اُسنے شمع کی روشنی سے کہ وہان جلتی تھی دیکھا کہ خواجہ سرا حبشی کمرون مین ولائتیان لگائے سو رہے ہین اُنکو دیکھکے سمجھا کہ شاید یہ سب خواجہ سرا واسطے نگہبانی محل کے کسی ملکہ یا شہزادی کے ہین اور درحقیقت وہان ایک شہزادی رہتی تھی اور مکان اُسکے استراحت کا قریب اُس دالان کے تھا کہ جہان پر خواجہ سرا پڑے سوتے تھے اور وہان روشنی مین دیکھا کہ اُس خوابگاہ کے دروازے مین ایک باریک ریشم کا پردہ لٹکا ہی شہزادہ آگے بڑھکے اُس پردے کے پاس ایسا دبے پائون گیا کہ خواجہ سراؤن کو اُسکے پائون کی آہٹ معلوم نہوئی اور بدستور سویا کیے پھر اُسیے پردہ کو اُٹھا کے اندر گیا اُسنے بہت سجا ہوا ایک دالان دیکھا جسمین بہت عورتین مصاحب اور خادم خاص اُس شہزادی کی اپنے اپنے بچھونون پر پڑی سو رہی ہین پھر جب آگے بڑھا تو کیا دیکھا کہ ایک جڑاؤ چھپرکھٹ پر شہزادی غافل سوتی ہی اُسکے حسن و جمال کو دیکھکر فیروز شاہ ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ معشوقہ میرے حال پر متوجہ ہو تو زہے خوش نصیبی اور اسکے پاس سے کہین اور نہ جاؤن اگر اسکی محبت مین میری جان بھی جائے تو مجھے دریغ نہین پھر وہ اُسکے پاس گیا اور آستین جو اُس شہزادی کے مُنھ پر پڑی تھی آہستہ سے اُٹھا کے دیکھنے لگا اتنے مین شہزادی کی آنکھ کھل گئی اور ایک اجنبی شخص کو اپنے پلنگ کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا کہ نہایت حسین اور پوشاک شاہانہ پہنے ہوئے ہی شہزادی ڈر گئی اور نہایت متحیر ہوکے دم بخود ہو گئی فیروز شاہ نے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ آپ نہ ڈرین مین شہزادہ ملک ایران کا ہون فجر کو مین اپنے باپ کے پاس جشن نوروزی مین بیٹھا ہوا عجیب و غریب تماشے دیکھتا تھا اسوقت مین اپنے تئین ایک اجنبی شہر مین پاتا ہون کہ جسمین خوف ہلاکت کا ہی اگر تمھاری عنایت میرے شامل حال نہو یقین ہی کہ مین جان سے مارا جاؤن امیدوار ہون کہ مسافر نوازی کی راہ سے عنایت میرے حال پر فرما کے سب آفتونسے مجھے

بچاؤ وہ بی بی جس سے فیروز شاہ نے اپنا حال کہا شہزادی ملک بنگالے کی تھی اور کئی بہنین اور اُسکی اُس سے چھوٹی تھین اور اس محل عالیشان مین کہ اُسکے باپ نے خاص اُسی کے واسطے بنوایا تھا رہا کرتی غرض اُسنے فیروز شاہ کا حال سنکر فرمایا ای شہزادے تم اپنی خاطر جمع رکھو تمکو یہان کسی طرح رنج نہ پہونچیگا جسطرح تم اپنے ملک مین رہتے تھے اُسی شوکت اور حشمت کے ساتھ یہان بھی رہوگے مین تمھاری کیا دستگیری کرونگی تمکو خود اتنا مقدور حاصل ہوگا کہ اورون کی مدد کروگے اور تمھین اختیار فقط میرے ہی محل مین نہین حاصل ہوگا بلکہ تمام ملک بنگالے مین تم اس بات کو یاد رکھو شہزادے فیروز نے شہزادی کی بہت تعریف کی اور واسطے بجالانے اُسکے شکر عنایت کے چاہتا تھا کہ سر زمین پر رکھے شہزادی نے باز رکھا اور کہا اب تم مجھ سے بیان کرو کہ کیونکر تمھارا آنا یہان پر ہوا اور کتنی مدت تمھین چھوڑے ہوے اپنے دارالسلطنت کو ہوے اور کس حیلے سے تم میری خوابگاہ تک پہونچے اور کیونکر میرے پہرے اور چوکی کے لوگون سے بچکر کے یہانتک تم آسکے معلوم ہوتا ہی کہ تم بھوکے ہو اب رات کا وقت ہی اور سب خادمان محل غافل سو رہے ہین انشاء اللہ فجر ہوتے ہی مین خواصون کو حکم دونگی کہ تمھین علٰحدہ کمرے مین لیجا کر رکھین اور وہان سب ضرورت کا سامان تمھارے لیے حاضر کرین تاکہ تم کچھ کھانا تناول کرکے آرام فرماؤ پھر مین اور وقت تمھارے آنے کا حال سونگی شہزادی بنگالہ نے اس بات کو تمام نہین کیا تھا کہ سب خواصین یہ باتین سنکر جاگ اُٹھین فیروز شاہ کو شہزادی کے حضور مین کھڑا دیکھ نہایت متعجب ہوئین اور اپنے دل مین کہنے لگین کہ یہ جوان کیونکر ہم کو اور پہرے کے حبشی خواجہ سراؤن کو پھاند کر یہانتک پہونچا کہ کسی کو خبر نہوئی اور فیروز شاہ کو ایک مکان مین لے گئین اور جلد پلنگ بچھا کر سب سامان لاکر رکھا اور باورچیخانہ مین جاکے بہت جلد کھانا اُسکے لیے تیار کرکے حاضر کیا ہنوز فیروز شاہ نے اپنے منھ ہاتھ دھونے سے فراغت نہین کی تھی کہ کھانا تیار چنا ہوا پایا اور طرح طرح کے ظروف کھانے کے اُسکے آگے رکھے گئے فیروز شاہ کو جو کھانا مرغوب تھا کھایا پھر انھون نے دسترخوان کو بڑھایا اور اُسکو پلنگ پر لٹاکے عرض کیا یہان سب چیز موجود ہی شہزادی بنگالے کی بھی شہزادہ فیروز کے حسن کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ سب خواصین فیروز شاہ کے پاس سے جاکے حضور مین شہزادی کی حاضر ہوئین اور سب حال کھانا کھلانے اور سلانے فیروز شاہ کا اُسکی خدمت مین عرض کیا اور اُن مین سے معتبر خواصون نے کہ بہت منھ لگی شہزادی کی تھین

فیروزشاہ کے حسن وجمال کی نہایت تعریف کرکے کہا اگر ایسے جوان حسین کی شادی تم ایسی شہزادی کے ساتھ ہو توکیا خوب ہی شہزادی یہ بات سُنکر دل مین بہت خوش ہوئی بظاہر کہنے لگی کہ خاموش رہو بیہودہ نہ بکو جاکے سو رہو اور مجھے بھی سونے دو غرض یہ کہکر اُسنے آرام کیا صبح کو اُٹھتے ہی دیر تک آئینہ کو اپنے آگے رکھ بناؤ سنگار مین مشغول رہی اور خواصین بھی اُسکی زیب وزینت مین مصروف تھین اُسکے بالون مین موتی پروکے ایک بھاری مالا ہیرے اور موتیون کا گلے مین ڈالا اور بازوبند قیمتی بازوون مین پہنے اور کمربند جواہر کا باندھکر ایک بہت بھاری جوڑا ریشمی کہ ہند مین وہ مخصوص بادشاہون وشہزادون اور بادشاہزادیون کے لیے بنایا جاتا ہے پہنا اس لباس رنگین اور زیور سے حُسن اُس کا ایک سے ہزار چند معلوم ہونے لگا جب وہ اپنا بناؤ سنگار کرچکی زبانی ایک خواص کے شہزادہ فیروز کو کہلا بھیجا کہ اے شہزادے تم قصد آنے کا میرے پاس نہ کرنا مین خود تمھارے پاس آتی ہون اور ادھر شہزادہ فیروزشاہ نے بھی فجر کو اُٹھتے ہی پوشاک پہن کے خواصون سے پوچھا کہ تمھاری بی بی خواب سے جاگین یا نہین مجھے بتاؤ کہ مین اُنکے حضور مین حاضر ہوا چاہتا ہون خواصون نے کہا آپ تکلیف نہ کیجیے وہ آپ تشریف لاتی ہین پھر شہزادی بنگالہ نے اپنے محل سے خود فیروزشاہ کے مکان مین آکے اپنے مہمان عزیز کی خیروعافیت پوچھی اور وہ دونون ایک دوسرے کو دیکھکر کمال خوش ہوے فیروزشاہ نے شہزادی کی خدمت مین عذر چاہا کہ مین نے رات کو تمھین بیخواب کیا امیدوار ہون کہ اس قصور کو میرے معاف فرماؤ شہزادی نے کہا مجھے اُسکا ذرا ملال نہین بلکہ تمکو دیکھکر کمال خوش ہوئی اب فرماؤ کہ تم کیونکر یہان آئے اور رات کو کسطرح میری خوابگاہ تک آئے کسی کا مقدور نہین کہ بدون میری اجازت مجھ تک آسکے مین نہایت مشتاق ہون کہ اس حال کو تمسے سنون فیروزشاہ نے بموجب اصرار شہزادی کے بہ تفصیل اپنی سرگذشت کو اس طرح سے کہنا شروع کیا کہ کل جشن نوروزی تھا سب کاریگر اور اہل حرفہ طرح طرح کی چیزین اور عجائب وغرائب عالم کے میرے باپ کے حضور مین کہ بادشاہ ملک فارس کا ہے گذرانکر بعنایت خلعت اور انعامات کے بہرہ یاب اور سرفراز ہوے تھے چنانچہ ایک کاریگر ہندوستان کا رہنے والا ایک کل کا گھوڑا بنا کر لایا اور میرے باپ کے حضور مین عرض کیا خداوند یہ گھوڑا صرف کل سے اُڑتا ہے چنانچہ بادشاہ اُسکی روانگی اور چلنا پھرنا کل کے زور سے دیکھکر خواہان ہوا کہ جس قیمت کو ہو اُس گھوڑے کو مول لے اور اس امر کو اپنے دلمین مصمم کرکے اُس

ہندی سے پوچھا کہ اس گھوڑے کی قیمت کیا ہی ہندی نے کہا ایک شرط پر دیتا ہون کہ حضور اپنی شہزادی کی شادی میرے ساتھ کردین ارکان دولت اُسکی گستاخی پر ہنسے اور مجھے بھی اُس کی اِس درخواست سے نہایت ملال ہوا بادشاہ کے شوق کو بہ نسبت اُس گھوڑے کے مین نے بہت پاکر تصور کیا کہ شاید وہ اُسکی درخواست کو منظور کرنے مین نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اس گھوڑے کے کل پرزے سے سوائے ہندی کے کوئی واقف نہین اور جب تک اور آدمی واقف نہون یہ گھوڑا کچھ انوکھا نہین ہندی نے کہا ایسا نہین ہی بلکہ جو شخص چاہے اُسپر سوار ہوکے آزمائے پھر یہ ٹھہری کہ سوا اس ہندی کے دوسرا شخص اُسپر چڑھے اور امتحان کرے اُسوقت بادشاہ نے مجھی کو فرمایا کہ تو ہی چڑھ کے اُسکو آزما مین نے دفعتہ اُسپر سوار ہوکے فقط اُس پیچ کو جسکے گھمانے سے گھوڑا آسمان کیطرف اُڑتا ہی اور اُس کاریگر کو آگے گھماتے ہوے دیکھا تھا مروڑا وہ گھوڑا سیدھا مانند تیر کے ہوا پر اُڑا اور اتنا بلند ہوا کہ زمین مجھے اصلا دکھائی نہ دینے لگی اور گنبد آسمان سے جا ملا اُسوقت مین نہایت ڈرا اور چاہا کہ گھوڑا اب کسی طرح تلے اُترے پھر اُسی کیل کو اُلٹا پھیرنے لگا کہ شاید نیچے کو اُترے مگر مطلق وہ نیچے کو متوجہ نہوا اوپر ہی کو چلا جاتا تھا آخر ایک دوسری کیل کو مروڑنے سے گھوڑے نے نیچے کو اُترنا شروع کیا اتنے مین رات ہوگئی پھر تو مین اپنی زندگی سے مایوس ہوا اور اپنے تئین خدا پر چھوڑ دیا پھر وہ گھوڑا مجھے لیکر تمھارے محل کی چھت پر اُترا یہان ایک زینہ نظر پڑا مین اُس زینے سے آہستہ نیچے کو آیا وہان جھلملاتی روشنی دیکھی اور خواجہ سراؤن کو سوتے پایا آئندہ آپکو حال سب معلوم ہی اور جو عنایت میرے حال پر ایسے وقت مین تم نے فرمائی اُسکا شکر ہزار زبان سے بیان نہین کرسکتا اب مین بجان و دل تمھارا بندہ ہون او بجز نذر کرنے دل کے اور کوئی چیز پاس نہین رکھتا مگر وہ بھی میرے اختیار مین نہین اُسے بھی تم اپنی محبت مین لے چکی ہو اب جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤن شہزادی یہ باتین سنکر نہایت خوش ہوئی اور بولی کہ صاحب تم نے اپنی عجیب و غریب سرگذشت بیان کرکے مجھے ممنون اور مسرور کیا اب یہ فرماؤ کہ اس طرح کا سفر تمھین دفعتہ ہوا ہی یا بارہا تم اس گھوڑے پر جا بجا سیر کرتے پھرتے ہو مین جانتی ہون ایران مین تمھارا وطن ہی پھر جانیکا کمال اشتیاق رکھتے ہوگے فیروزشاہ نے شہزادی کی ہر ایک بات کا جواب شافی دیکے اپنی طرف سے اُسکی کمال تسلی کی اتنے مین ایک خواص نے آکر کہا کہ کھانا تیار ہی شہزادی نے فیروزشاہ کا ہاتھ پکڑ دسترخوان پر بٹھایا اور آپ بھی اُسکے ساتھ بیٹھی خواصون نے

دسترخوان پرتکلف پر ہر قسم کے کھانے چنے پھر جب اُنھون نے خاصہ کھانا شروع کیا دفعۃ خواصون نے
کہ نہایت طرحدار تھین طرح طرح کے ساز بجا کر گانا اور ناچنا شروع کیا شہزادی نہایت پیار سے
فیروزشاہ کو کھانا کھلاتی جاتی تھی اور بار بار ناز و نیاز دونون طرف سے گرم تھا بعد فراغت طعام شہزادی
فیروزشاہ کا ہاتھ پکڑ کے ایک دو مکانین کہ نہایت عالیشان تھا اور ہر ایک سامان اور اسباب طلائی اور مرصع کار
سے مزین اور سجا ہوا تھا لے گئی اور ایک دالان مین جا کر بیٹھی کہ جسکے آگے ایک باغ تھا جسمین عجیب و
غریب چمن رنگارنگ پھولون کے تھے اور جا بجا میوون کے درخت پھلے ہوے جنپر طیور خوش الحان
بول رہے تھے فیروزشاہ اس مکان اور باغ اور اُسکے ساز و سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کہنے لگا اب تک مین جانتا تھا کہ جو محل اور باغات ہمارے ملک پارس مین ہین ویسے روے زمین
پر نہونگے مگر اب ثابت ہوا کہ اس مکان اور باغ کے سامنے سب ہیچ ہین شہزادی نے کہا یہ مکان قابل
تعریف نہین اگر بادشاہی مکانات جن مین میرا باپ رہتا ہو دیکھوگے تو البتہ بہت محظوظ ہوگے اور
ضرور ہے کہ تم میرے باپ کی ملاقات کرو وہ تمھاری بڑی قدر کریگا فیروزشاہ مشتاق دیکھنے
مکانات اور ملاقات بادشاہ کا ہوا اور شہزادی نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جسوقت میرا باپ ایسے شہزادے
جوان حسین کو دیکھیگا تو کمال خوش ہوکے اُسکی شادی میرے ساتھ کردیگا اور جو فیروزشاہ چند روز
شہزادی کی خدمت مین رہا اسکا دل ایسا وہان لگا کہ اور جگہ جانیکا ارادہ نہین کرتا تھا شہزادی
نے ایکدن پھر رغبت بادشاہ کے پاس جانیکی اُسکو دی مگر فیروزشاہ نے کہا ای شہزادی بدون
تجمل ظاہری کے ایسے بڑے بادشاہ جلیل القدر کے حضور مین جانا مناسب نہین اُسکی نظر مین حقیر
ہونگا شہزادی نے کہا تم اسباب اور سامان جسقدر منظور ہو مول لو اور ایک محل مین علحدہ رہ کے
سب سامان کہ شہزادون جلیل القدر کو چاہیے مہیا کرو فیروزشاہ نے کہا مین تمھاری مہربانیون کا شکر
ادا نہین کرسکتا مجھے اپنے باپ کا حال معلوم نہین کہ میری جدائی مین کیا ہوا ہوگا ڈرتا ہون کہ مبادا
میری جدائی کے رنج سے نوبت ہلاکت کی پہونچی ہو اسلیے آپ اگر بخوشی مجھے اجازت دین تو جلد جاکر اپنے
باپ سے ملاقات کر آؤن اور سب طرح اُنکی تسلی کرکے تمھارا احوال مہربانی کہ ایسی مصیبت مین مجھپر فرمائی
ہے درمیان مین لاؤن اور شادی کا تذکرہ بھی اپنے باپ سے کرکے اجازت لے آؤن شہزادی بنگالہ نے یہ بات
بہت پسند کی مگر ساتھ ہی اسکے دلمین یہ گذرا کہ اگر یہ شہزادہ پھر اپنے ملک سے یہان نہ آئے تو میرا اسپنے

مان باپ اور وطن کی محبت سے وہین رہجائے اور مجھے اپنی جدائی مین یہان تڑپتا چھوڑے نہین اُسکا کیا کر سکونگی اس سے بہتر ہی کہ چند روز اور یہان رہے شاید کہ کثرت ملاقات سے پھر قصد آنیکا اس ملک مین کرے اور مجھے تنہا نہ چھوڑے غرض اس امر کو شہزادی نے فیروز شاہ سے کہا اُسنے بخوشی منظور کیا پھر ایک مدت فیروز شاہ بنگالے مین شہزادی کے ساتھ رہکر راگ و ناچ اور تماشون مین مشغول رہتا اور ہر روز رمنے مین جہان طرح طرح کے جانور شکاری تھے جاکر شکار کھیلا کرتا اور شہزادی ہر طرح کے تماشے اُسکے دل لگنے کے لیے دکھاتی اور جب دونون شکار سے فراغت پاتے تو اُس مکان پر تکلف مین جو وہان بنا ہوا اور اسباب عیش سے ہر طرح سجا ہوا تھا جاکر آرام اور آپسمین ہر طرح کی باتین کیا کرتے شہزادہ فیروز اکثر شوکت ملک پارس کی اور کثرت فوج و خزانے اور آبادی ملکون وغیرہ کی شہزادی سے بیان کیا کرتا اور ایسا اُسکا جی شہزادی سے لگا کہ ایکدم اُس سے جدائی نہ چاہتا تھا بعد مدت کے اُسنے پھر باپ کو یاد کرکے شہزادی سے اجازت طلب کی اور کہا کہ اگر تمھین میرے قول پر اعتبار نہین تو تم بھی میرے ساتھ چلو شہزادی اس بات پر راضی ہوئی اور دوسرے دن بہت سویرے کہ سب خواجہ سرا اور خواصین شہزادی کی غافل سوتی تھین فیروز شاہ شہزادی کو اُس محل کی چھت پر لیگیا اور اُس گھوڑے کا مُنھ طرف ملک پارس کے کرکے اُسکو ایسی جگہ پر رکھا کہ جہان سے شہزادی بنگالہ کی آرام سے اُسپر سوار ہو سکے سب سے پہلے آپ اُس گھوڑے پر سوار ہوا پھر شہزادی کو آگے اپنے سوار کرکے روانگی کے پیچ کو گھمایا وہ گھوڑا اُڑا اور بہ تیزی سے روانہ ہوا کہ اڑھائی ساعت مین شیراز کو پہونچا فیروز شاہ وہان نہ تو اپنے محل مین اور نہ اپنے باپ کے مکان مین گیا بلکہ ایک گانون مین کہ شیراز کے نزدیک تھا گھوڑے سے نیچے آیا اور شہزادی کو ایک مکان بادشاہی مین کہ وہان بنا ہوا تھا رہنے کو کہا اور بیان کیا کہ مین نے واسطے تمھارے اعزاز کے یہان تمھین رہنے کو کہا ہی اب مین جاکر اپنے باپ سے تمھارے آنیکی خبر کرکے فوراً تمھارے پاس آتا ہون پھر اس مکان کے خانساماں کو حکم کیا کہ جو چیز شہزادی کو درکار ہو تیار رکھ کہ وقت پر تکلیف نہو اور ایک گھوڑا میرے لیے تیار کرکے جلد لا اور بھی اسباب حاضری کا بڑے تکلف کے ساتھ دسترخوان پر لگاکر شہزادی کو خاصہ کھلا مین ابھی شہر از سے پھر آتا ہون یہ حکم خانساماں کو دیکر آپ گھوڑے پر سوار ہوا اُس راستے سے جو محل بادشاہ کیطرف تھا روانہ ہوا تا کہ خلق اُسے دیکھکر خوش ہوا اسلیے کہ وہانکے سب لوگ اُسکے واسطے دعائین مانگتے تھے کہ خدا اُسکو بخیر و خوبی یہان پہونچاوے جب فیروز شاہ اپنے باپ کے حضور مین حاضر ہوا بادشاہ نے

اُسے دیکھکر نہایت خوشی سے اپنے گلے سے لگایا اور خوشی کا رونا روکے متحیر ہوا اور حال پوچھا اُسنے سارا حال اپنی مصیبت کا بیان کیا پھر شہزادی بنگالے کا حال بیان کر کے کہا مین اقرار شادی کا اُسکے ساتھ کر چکا ہون چنانچہ وہ شہزادی میرے ساتھ آئی ہی اور اُس بادشاہی محل مین جو فلانے گانون مین ہی اُسکو چھوڑ کر پہلے آپکے حضور مین حاضر ہوا تا اجازت لیکر آپ سے اُسے استقبال کر کے لاؤن یہ کہکے فیروز شاہ اپنے باپ کے قدمون پر گرا اور اجازت اُسکے لانے اور اُسکے ساتھ شادی کرنیکی چاہی بادشاہ نے اُسکو پھر اپنے سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند مجھے منظور ہی کہ خود اُسکا استقبال کر کے پہلے اُسکا شکر بجا لاؤن پھر اُسکو بڑے تجمل سے لاکر اپنے محل مین داخل کرون اور سب رسوم تمھاری شادی کے آج ہی محل مین لاؤن پھر اُس بادشاہ نے حکم کیا کہ میری سواری تیار ہو اور سب لوگ خوشی کرین نوبتین اور شادیانے شادی کے بجین پھر فرمایا اُس ہندی کو جو قید ہی حاضر کرو چنانچہ اُسکو بادشاہ کے حضور مین لے گئے جب وہ ہندی حاضر ہوا بادشاہ نے اُس سے کہا اگرچہ تو قابل گردن مارنے کے تھا مگر شکر کر کہ میرا بیٹا صحیح و سالم مجھسے آکر ملا اسلیے تجھے مین نے چھوڑ دیا اسی وقت اپنا گھوڑا لیکر یہانسے چلا جا پھر کبھی میرے سامنے نہ آنا ہندی نے قیدخانے سے نکلتے ہی سنا تھا کہ فیروز شاہ اُس گھوڑے پر ایک شہزادی نہایت حسین کو اپنے ساتھ لایا اور اُسے ایک محل بادشاہی مین جو فلان گانون مین واقع ہی چھوڑ کر آپ تنہا یہان آیا ہی اب بادشاہ نے وہان جانیکے واسطے تیاری فرمائی ہی کہ اس گانون مین جا کے شہزادی کو لے آئے پس اُس ہندی نے اس گانون کی راہ لی اور اُس محل کے خانسامان سے جاکر کہا بادشاہ اور فیروز شاہ نے مجھے شہزادی بنگالے کے لیجانیکے واسطے بھیجا ہی خانسامان اُس ہندی کا رہا ہونا سن چکا تھا اُسکی باتکو سچ جانا اور اُسے شہزادی کے پاس لیجاکر کہا کہ بادشاہ نے تمھارے لیجانیکے واسطے اس شخص کو بھیجا ہی شہزادی خوش ہو کے تیار ہوئی ہندی پہلے آپ اُس کل کے گھوڑے پر سوار ہوا پھر شہزادی کو سوار کرا کر آگے اپنے بٹھلا کل کو پھیرا وہ گھوڑا آسمان کیطرف اُڑا اور مانند ہوا کے بلند ہوا اور اُسی ساعت بادشاہ بھی اپنے خدم و حشم کے ساتھ اس گانون کیطرف چلا اور فیروز شاہ نے چاہا کہ قبل پہونچنے بادشاہ کے شہزادی کے پاس جاؤن اور اُسے بادشاہ کے آنے کی خبر دیکے آمادہ روانگی کا کرون جب وہان پہونچا زبانی خانسامان کے حال روانگی شہزادی بنگالے کا کل کے گھوڑے پر اُس ہندی کے ساتھ مین سنکر فرط غم سے عجیب اُسکی حالت ہوئی جسکا بیان نہین ہو سکتا بادشاہ اور اُسکے

اہلکار اس خبر کو سنکر راہ ہی سے غمگین ہوکے اپنے مکان کو پھر گئے مگر فیروزشاہ دیر تک بیہوش اُس جگہ پڑا رہا جب ہوش مین آیا اُسی خانساماں نے آکر فیروزشاہ کے قدمون پر سر رکھا اور کہا خداوند غلام سے یہ قصور نادانستہ ہوا اب مین حاضر ہون جو سزا منظور ہو دیجیے مجھے انکار نہین فیروزشاہ نے اُس سے کہا تیرا قصور میری غفلت اور نادانی سے ہوا اب تو جلد میرے واسطے فقیرانہ لباس حاضر کر اُس مکان کے قریب ایک درویش اور اُسکے مرید رہتے تھے خانساماں نے اُس درویش سے جا کر کہا بادشاہ ایک امیر سے نہایت ناخوش ہوا اور چاہتا ہے کہ اُسکو گرفتار کرکے قتل کرے وہ امیر ایسی حالت مین مجھ سے ملتجی ہوا کہ اگر لباس فقیر کا مجھے ملے تو مین بھیس بدلکر اس شہر سے کسیطرف کو نکل جاؤن اُس درویش نے ایک جوڑا اپنا دیا خانساماں نے وہ لباس فیروزشاہ کو لا کر دیا فیروزشاہ نے اُس لباس کو پہن اور اپنی وضع کو بدل ایک صندوقچہ جواہرات کا ساتھ لے رات کے اندھیرے مین اُس مکانون سے جنگل کی راہ لی اور یہ دل مین ٹھانا کہ جب تک شہزادی بنگالے کی مجھے نہ ملیگی ہرگز نہ لوٹونگا اب یہان سے حال اُس ہندی کا سنیئے کہ اُس کل کے گھوڑے نے اُن دونون کو اُسی دن دو تین گھڑی کے عرصہ مین متصل دارالریاست کشمیر کے ایک جنگل کیطرف پہونچایا اُسوقت ہندی کو بھوک لگی اور اُسنے قیاس کیا کہ شہزادی بھی بھوکی ہوگی پھر وہ درختون سایہ دار کے نیچے جہان شیرین پانی کا چشمہ بہتا تھا اُس کل کے گھوڑے سے اُترا اور جستجو مین کھانے کی ایک سمت کو گیا اُسکے جانے کے بعد شہزادی اپنے تئین ایسے نامعقول زشت رو کے قابو مین پاکے نہایت پریشان ہوئی اور چاہا کہ کسی طرح اسکے ہاتھ سے اپنے تئین جلد چھڑائے اور کہین جا کے اپنے تئین اُس سے چھپائے مگر بسبب ضعف کے طاقت اپنے مین نہ پائی دعا مانگتی تھی کہ خدا مجھے موت دے تا اس ناپاک کے ہاتھ سے میری عصمت محفوظ رہے غرض وہ اسی خیال مین تھی کہ ہندی نے آکر کچھ کھانا اُسے کھلایا پھر اُسمین طاقت آئی اور بعد کھانا کھلانے کے ہندی نے شہزادی سے اپنے مطلب کی درخواست کی شہزادی نے انکار کیا وہ دھمکانے لگا اور قصد مار نیکا کیا شہزادی مجبور ہو چلا کر رونے لگی اُسکے رونے سے ایک ہنگامہ اُس جنگل مین برپا ہوا اُس غل کے سنتے ہی ایک گروہ نے سوارون کے وہان آکر اُن دونون کو گھیر لیا اور وہ سوار بادشاہ کشمیر کے ہمراہی تھے کہ شکار کرکے پھرتے وقت شہزادی کی خوش نصیبی سے اُدھر ہو نکلے اور آواز رونیکی سنکر وہان دوڑے آئے آخر بادشاہ کشمیر نے ہندی سے پوچھا تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے اور یہ بی بی

تیری کون ہی اور یہ روتی کیون ہی ہندی نے کڑے ہوکے کہا یہ میری جورو ہی شہزادی نے بادشاہ کشمیر سے
کہا کہ خدا محض میری ہی حمایت اور حفاظت کے لیے تمکو اس جنگل مین لایا یہ جھوٹا ہی خدا نے مجھے اسکی جورو
ہونے سے بچایئے یہ جادوگر مجکو شہزادہ پارس کے گھر سے چُرا کر جادو کے گھوڑے پر بٹھا لے بھاگا
ہی بادشاہ کو شہزادی کی بیکسی پر رحم آیا اور اُسکے جاہ و جلال اور حسن و جمال کو دیکھکے متحیر ہوا اور سوارون کو
حکم کیا کہ اس ہندی کو پاداش مین ایسی بدکرداری کے قتل کرو سوارون نے اُس ہندی کا سر کاٹ ڈالا
شہزادی ایک کے ہاتھ سے چھوٹکر دوسرے کے بس مین پڑی پھر بادشاہ کشمیر اُسکو اور ایک گھوڑے پر سوار

تصویر بادشاہ کشمیر کی مع لشکر جنگل مین آنے اور ہندی کو قتل کرکے شہزادیکو لیجانیکی

کرکے اپنے شہر مین لایا اور ایک بڑا عالیشان محل اُسکے رہنے کے لیے مقرر کیا اور بہت خواصین اور
خواجہ سرا اُسکی خدمت کے لیے معین کیے اور بہت تسلی کرکے کہا شہزادی تم نہایت تھکی ماندی معلوم ہوتی
ہو آج تم آرام کرو یہ کہکے بادشاہ چلا گیا شہزادی سو رہی پھر جب جاگی اپنے دلمین خیال کرنے لگی کہ بادشاہ کشمیر نے
میرے حال پر نہایت مہربانی فرمائی دو تین دن کے بعد بادشاہ نے ارادہ شادی شہزادی کیساتھ کرکے حکم تیار کا دیا

پھر تو چارون طرف نوبتین بجنے لگین اور بیچ تمام قلمرو اُس بادشاہ کے یہ خبر پھیل گئی اور ہر شخص اپنی حیثیت کے لائق خوشی کرنے لگا جب بادشاہ نے قصد کیا کہ اب بنگالے کی شہزادی کو اس امر سے مطلع کرے تاکہ وہ اپنے تئین آراستہ کرے اتنے مین شور و غل سے باجون کے اُسکی آنکھ کھل گئی اُسنے خواصون سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ تمھاری شادی ہمارے بادشاہ کے ساتھ ہوگی یہ سب دھوم اُسکی ہے یہ سنتے ہی شہزادی بیہوش ہوکے گر پڑی خواصون نے بادشاہ کشمیر سے خبر کی بادشاہ اُسکے علاج مین مصروف ہوا اور باوجود بہت تدبیرون کے شہزادی اُسی حالت مین پڑی رہی جب وہ افاقے مین آئی اُسنے اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھایا اور قصد مرجانیکا کیا اسلیے کہ سولے شہزادے پارس کے اور کسی کے ساتھ اُسکو شادی کرنا منظور نہ تھا پھر اُسنے اپنے تئین دیوانہ سودائی بنا کر بادشاہ کو ہزارون گالیان دیوانون کیطرح دینا شروع کین اور اسپر حملہ کرنے لگی بادشاہ نہایت مغموم ہوا اور باہر آیا اور اُسکی خواصون کو حکم فرمایا کہ گھڑی گھڑی حال سے اسکے مجھے آکر اطلاع کرو اور بدل و جان اسکے معالجے مین مصروف ہوا اور فرمایا کہ طبیب سیانے اور بہت کنے جھاڑ پھونک والے حاضر ہون اور اس شہزادی کا علاج اور حاضرات کرین اول شہر کے طبیبون اور حکیمون نے علاج اُسکا کیا پھر سب سیانون نے تعویذ اور پلیتے لکھکر پلائے اور آگ کی دھونی دی مگر اُسکو ذرا آرام نہوا بلکہ اُسکی حالت اور بدتر ہوئی پھر تو بادشاہ نے اشتہار دیا کہ جو کوئی شہزادی کو اچھا کریگا بہت انعام و اکرام دیکر سرفراز کرونگا پھر سب حکیمون نے جو نہیں بھی نوکر بادشاہی تھے اپسمین صلاح کر کے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر یہ بیماری شہزادی کو تازہ ہوئی ہوگی تو البتہ علاج پذیر ہے اور اگر کہنہ ہے تو علاج مشکل ہے یہ امر بے دیکھے مریض کے معلوم نہین ہو سکتا ہے بادشاہ نے خواجہ سراؤن سے کہا کہ ایک دو حکیم کو لیجا کر شہزادی کی نبض دکھلاؤ خواجہ سراؤن نے جب حکیمون کے لے جانے کی تدبیر کی شہزادی اس حال سے مطلع ہوکے دل مین کہنے لگی کہ اگر حکیم میری نبض کو دیکھینگے تو اُن کو صاف معلوم ہوگا کہ کچھ بیماری نہین اسنے مکر سے اپنے تئین بیمار اور دیوانہ بنایا ہے اُسوقت میرا حال بناوٹ کا کھل جائیگا اب ایسا حال بنایا چاہیے کہ کوئی میرے نزدیک نہ آسکے پھر تو جب کوئی اُسکے نزدیک جاتا اُسکو کاٹنے اور مارنے کا قصد کرتی اس خوف سے کوئی اُسکے پاس نہ جا سکتا پھر ان سب حکیمون نے اسکا یہ حال دیکھکر بے دیکھے نبض کے کچھ دوائین اور شربت کہ مفید جنون اور سودا کے ہون تجویز کیے شہزادی اُن دواؤن کو چپکے سے کھا لیتی پھر وہ جب چاہتی اپنے تئین دیوانہ بنا لیتی

اور تنہائی مین اچھی ہو جاتی غرض ملکون ملکون کے حکیم اُسکے معالجے کو بلوائے مگر کسی سے وہ اچھی نہوئی فیروزشاہ
کہ لباس فقیرانہ پہنے اور اپنی ہیئت اور وضع بدلے ہوئے شہر بشہر اور ملک در ملک بنگالہ کی شہزادی کو
ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور سب اعضا اُسکے سفر مین گھس گئے تھے ایک شہر مین پہونچا اور اُسنے وہان کے
رہنے والون کی زبانی سنا کہ کشمیر مین ایک شہزادی بنگالے کی جسکے ساتھ وہان کا بادشاہ ارادہ شادی
کا رکھتا ہی ایسی مبتلا مرض جنون مین ہوئی ہی کہ کسیطرح اچھی نہین ہوتی یہ خبر سنتے ہی فیروزشاہ سمجھ گیا کہ
یہ شہزادی وہی ہی جسکی تلاش مین مین اس حال کو پہونچا پھر اُسنے کشمیر کی راہ لی اور بعد طی مسافت بعید
کشمیر مین پہونچکر ایک سرائے مین اُترا اور تمام دن اُسی بنگالے کی شہزادی کا حال سنا اور مشتاق ہوا کہ
کسی طرح انجام کار اُس ہندی مردود کا جو شہزادی کو فریب سے لے بھاگا تھا سنون کہ کیا ہوا مگر اُسکے
حال کو کسی نے نہ سنا پھر فیروزشاہ سمجھ گیا کہ شہزادی نے اپنے بچانے کے لیے بظاہر اپنے تئین دیوانہ
بنایا تا بادشاہ کشمیر اُسکے ساتھ شادی نہ کرسکے غرض فیروزشاہ نے فقیرانہ لباس اُتار لباس حکیمون کا
مثل رواج کشمیر پہنا اور حکیمون کی طرح گلی کوچون مین پھرنا شروع کیا آخر ایک دن وہ دولتخانہ شاہی پر
جاکے داروغہ دیوانخانہ سے عرض کیا کہ مین واسطے معالجہ کرنے شہزادی کے بہت دور سے آیا ہون
اُسنے کہا اپنی صورت شکل دیکھ تو کیا علاج کریگا سیکڑون طبیبون حاذق سے تو کچھ نہ بن آیا تجھسے کیا ہوگا مجھسے
کہا مین تو کچھ بادشاہ سے مانگتا نہین صرف واسطے قسمت آزمائی کے یہان آیا ہون داروغہ کو اُسکی غریبی پر
رحم آیا اُسکو اپنے مکان مین ٹھہرا کر بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے حکم کیا کہ اُسکو میرے روبرو لاؤ وہ
بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا بادشاہ نے بنگالے کی شہزادی کا حال بالکل بیان کیا اور کہا کہ نزدیک
اپنے وہ کسی کو آنے نہین دیتی تم دور سے کچھ دوا ایسی اُسکو دو کہ جس مین وہ اچھی ہو یہ کہکے اُسے ایک
مکان مین کہ اُس شہزادی کے محل سے لگا ہوا تھا لے گیا فیروزشاہ نے اُس مکان مین جاکے شہزادی کو
دیکھا کہ غافل بیٹھی گیت اپنی بدقسمتی کے گاکر رو رہی ہی جسے سُنکر انسان کا دل ٹکڑے ہوتا ہی فیروزشاہ
نے اُسکو پہچان کر بغور دیکھا کہ وہ جنون اسکا ساختہ ہی حقیقت مین اُسکو کوئی عارضہ نہین پھر اُسنے آگے بادشاہ
سے کہا کہ مین نے خوب غور سے دیکھا اور دریافت کیا شہزادی کی بیماری دوا پذیر ہی اگر ارشاد ہو تو مین اُس سے
کچھ پوچھون کہ بعد دریافت حال اُسکی زبان سے دوا اُسکی سہل ہو جایگی شہزادہ فیروز خوب
جانتا تھا کہ وہ سُنتے ہی میری آواز کے اپنی دیوانگی کو چھوڑ دیگی اور جو مین کہون گا وہی کریگی بادشاہ نے

فرمایا کہ دروازہ شہزادی کے کمرے کا کھولدو اور اس حکیم کو اُسکے پاس جانے دو جب وہ شہزادہ اُس مکان مین گیا شہزادی اُسے حکیمون کی وضع مین دیکھکر غصہ کرنے اور گالیان دینے لگی مگر شہزادہ اُسکے نزدیک گیا اور بملائمت شہزادی سے کہا کہ مین حکیم نہین ہون شہزادہ پارس فیروزشاہ ہون تیرے لیے مین نے یہ اپنا حال بنایا شہزادی نے اُسکو اُسکی آواز اور شکل سے پہچانا اور اپنے ہوش مین آئی اور اُسکا منھ دیکھنے لگی پھر شہزادہ فیروز نے اُس سے سب حال پوچھا اور اپنا حال بھی جو اُسپر گذرا تھا مختصر بیان کیا اور کہا کہ بعد پھرنے شہر شہر اور ملک بملک کے تیرا پتا مین نے ٹھکانا لگایا خاطر جمع رکھ اب مین تجھ کو یہان سے نکال لے جاؤنگا شہزادی نے کہا کہ اپنے بچانے کے لیے بادشاہ کشمیر سے مین نے اپنے تئین دیوانہ بنایا تھا فیروزشاہ نے اُسکا سب حال سنکر اُس سے پوچھا تم کو معلوم ہے کہ اُس کل کے گھوڑے کو بادشاہ نے بعد قتل کرنے اُس ہندی کے کیا کیا اور کہان رکھا ہے شہزادی نے کہا مجھے معلوم نہین شہزادہ فیروزشاہ سوچا کہ البتہ بادشاہ نے اُس گھوڑے کو حفاظت سے رکھا ہوگا پھر شہزادی کی تسلی کرکے کہا اب صلاح یہ ہے کہ تو ابھی بنجا تا بادشاہ جانے کہ میری تدبیر سے تجھے شفا ہوئی اس صورت مین جو مین اُس سے کہونگا وہ مانیگا شہزادی نے کہا کہ اچھا دوسرے دن شہزادی پوشاک تبدیل کر اپنے ہوش وحواس مین آئی اور ہر ایک سے بات چیت بھی کرنے لگی بادشاہ اُسکو تندرست پاکر کمال خوش ہوا اور اس حکیم کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ تمنے اس علاج مین مسیحائی کی اُسکے جواب مین اُسنے جو مناسب تھا کہکر پوچھا کہ یہ شہزادی بنگالہ سے یہان پر کیونکر آئی غرض اُس کی اس پوچھنے سے یہ تھی کہ اس ضمن مین کل کے گھوڑے کا ذکر آئے مگر بادشاہ کچھ نہ سمجھا اور شہزادی کے آنے کا حال جیسا کہ اُسکی زبانی سنا تھا کہا بعد اُسکے یہ بھی کہا کہ ایک گھوڑا چوبی کہ اُن دونون کے پاس رکھا ہوا تھا مین نے اُسے اپنے خزانے مین رکھوا دیا اور وہ بادشاہ اصلا اُس گھوڑے کے خواص سے آگاہ نتھا شہزادہ فیروز نے کہا اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہزادی اُس جادو کے گھوڑے پر چڑھکے جو آئی تھی وقت اُترنے کے اُسکو کچھ دھونی اور خوشبو نہین دی اسی سبب سے وہ آسیب زدہ ہوگئی ہے اگرچہ مین جادوؤن کے زور سے اُسے ہوش مین لایا ہون مگر اُس کو ابھی صحت کامل حاصل نہین ہوئی اگر تمھین منظور ہے کہ شہزادی کو صحت کلی حاصل ہو تو آپ سب اپنے شہر کے آدمی ایک بڑے میدان مین جمع کیجیے اور اُس جادو کے گھوڑے کو منگوا لیجیے تو پھر مین اُس شہزادی کو اُسپر سوار کرون اور اُس گھوڑے کو خوشبو دون تا پھر کبھی بیمار نہو مگر چاہیے کہ وہ شہزادی لباس فاخرہ پہن کے اُس گھوڑے پے

پر سوار ہو بادشاہ نے اپنے اہلکارون سے فرمایا کہ جس امر کو یہ حکیم کہے تم اُسکو بجا لاؤ غرض دوسرے دن اُس
کل کے گھوڑے کو خزانے سے اُٹھا لا کے ایک بڑے میدان مین رکھا اور اشتہار دیا کہ شہر کے سب لوگ
میدان مین آ جمع ہون اور فوج بھی گرد اُس میدان کے حلقہ باندھ کے کھڑی ہو جب سب لوگ
شہر کے جمع ہوے اور فوج شاہی بھی حاضر ہوئی حکیم نے حکم کیا کہ کسی کو اُس گھوڑے کے پاس جانے نہ دیا
اور بادشاہ آپ بھی آکر خیمے مین جو اُسکے لیے استادہ کیا گیا تھا اجلاس فرمائے اور گرد اسکے ارکان دولت
اور اہل دربار بھی اپنے اپنے رتبے سے کھڑے ہون اور شہزادی بنگالے کی بھی اپنی خواصون سمیت آ کے
اُس گھوڑے پر سوار ہو چنانچہ بموجب کہنے حکیم کے جب سب ہو چکا اور شہزادی کو خواصین کل کے گھوڑے پر
سوار کر باگ گھوڑے کی پکڑ کے کھڑی ہوئین اُس حکیم جعلی نے گرد اُس گھوڑے کے بہت سی انگیٹھیان آگ
کی رکھوائین اور اُنمین سفوف اور تیل خوشبودار مٹھی بھر بھر ڈال کر تین بار گرد اُس گھوڑے کے طواف کیا
اور کچھ دکھوکا دینے کے واسطے پڑھنے لگا جبکہ انگیٹھیون سے اسقدر دھوان اُٹھا کہ شہزادی اور وہ
گھوڑا دونون چارون طرف سے دھوئین مین چھپ گئے اسوقت شہزادہ فیروزشاہ قابو پا کر اُس گھوڑے پر
مع اُس شہزادی کے سوار ہوا اور اُس روانگی کے پیچ کو گھمایا اُسکے گھماتے ہی وہ گھوڑا آسمان کی طرف
اُٹھنے لگا پھر فیروزشاہ نے ہوا پر جاکے باواز بلند کہا کہ ای بادشاہ کشمیر تو نے چاہا تھا کہ اس شہزادی کے
ساتھ اپنی شادی کرے اب تو جان کہ یہ شہزادی بنگالہ کی منگیتر شہزادہ پارس کی ہی جسکو وہ اب
اپنے ساتھ لے چلا اس بات کو بادشاہ کشمیر اور سب اُسکے اہل شہر سُنکر نہایت متعجب ہوے پھر اُسی دن
کئی گھڑی کے بعد شہزادہ فیروزشاہ بنگالے کی شہزادی کو لیکر ملک پارس مین پہونچا اور اپنے باپ کے
محل مین اُترا بادشاہ پارس اپنے بیٹے فیروزشاہ اور اُس شہزادی کو دیکھکر کمال خوش ہوا اور کئی دن
کے بعد اُن دونون کی شادی بڑی دھوم سے کی اور بعد فراغت پانے اُس شادی کے
بادشاہ بنگالے کو اس امر سے مطلع کیا کہ تمھاری بیٹی کے ساتھ مین نے اپنے بیٹے ولیعہد فیروزشاہ کی
شادی کردی اور تمھاری شہزادی یہان بہت خوش و خرم ہی بادشاہ بنگالے کا یہ خبر سنکر نہایت خوش
ہوا اور در جواب اُسکے نامہ بادشاہ پارس کے نام لکھا اور بہت تحفے بادشاہ کو اور لاکھون روپیہ کا
جہیز شہزادی اور فیروزشاہ کو بھیجا ملکہ شہرزاد نے یہ قصہ تمام کیا اور دوسری رات کو قصہ شہزادہ احمد اور
پری بانو کا کہنا شروع کیا

قصہ شہزادہ احمد اور پری بانو کا

اگلے زمانے مین ایک بادشاہ ہندوستان کے تین بیٹے تھے بڑے کا نام حسین اور منجھلے کا علی اور چھوٹے کا احمد اور ایک شہزادی نور النہار نامے بیٹی اُسکے بھائی کی تھی اور بادشاہ نے بعد مرنے بھائی کے اپنی بھتیجی کو اپنے محل مین لاکر رکھا تھا اور اُسکی تعلیم اور تربیت مین بدل مصروف رہتا اور وہ شہزادی اور شہزادیون کی بہ نسبت حسن وجمال اور عقل و دانش مین ممتاز تھی اور بچپن سے اُن تینون شہزادون کے ساتھ ایک جگہ رہتی اور کھیلا کرتی بادشاہ نے تجویز کیا تھا کہ بعد بالغ ہونے نور النہار کے اُسکی شادی کسی شہزادے کے ساتھ کردونگا مگر جب اُسکو معلوم ہوا کہ تینون شہزادے میرے اس شہزادی پر عاشق زار ہین اور ہر ایک کو کمال آرزو ہی کہ شادی اسکی میرے ساتھ ہو تب وہ نہایت متردد ہوا اور دل مین سوچا کہ اس شاہزادی کی شادی ان تینون مین سے جسکے ساتھ کردونگا دوسرے دو شہزادے ناراض ہونگے اور ناراضامندی کسی کی مجھے گوارا نہین اور اگر کسی اجنبی شہزادے کے ساتھ اُسکو بیاہونگا تو یہ تینون شہزادے ناخوش اور رنجیدہ ہونگے خدا جانے اپنے تئین ہلاک کرین یا نکل جائین بہر صورت یہ امر خالی فتور سے نہین ایسی کوئی تدبیر کیجیے کہ شادی اسکی جس ایک کے ساتھ ہو دو بھائی دوسرے اُسکے اُس سے ناراض نہون چنانچہ بادشاہ اس امر مین مدت تک سوچا کیا آخر کو ایک بات نکالی یعنی تینون شہزادون کو بلاکر کہا کہ میرے نزدیک تم تینون برابر ہو ایک کی شادی نور النہار کے ساتھ نہین کرسکتا اور یہ بھی غیر ممکن ہی کہ اُسکو تم تینون کے ساتھ کتخدا کرون مگر ایک امر ہی کہ بسبب اُسکے جسکے ساتھ شادی نور النہار کی ہوگی کوئی تم مین سے ناراض نہوگا اور تم تینون کے درمیان مین محبت بدستور رہیگی اور کوئی حسد اور بغض باہم نکریگا وہ یہ کہ تم تینون بھائی سفر کرو اور ہر ایک ایک دوسرے سے جدا جدا دور ملکون مین جا کے ایک ایک چیز تحفہ نہایت عجیب و غریب میرے لیے لاؤ جسکا تحفہ تم تینون مین سے عجیب تر ہوگا اُسکے ساتھ شادی نور النہار کی کردونگا اور جو کچھ تمکو اس سفر مین درکار ہو میرے خزانے سے لو غرض تینون شہزادون نے اس امر کو بدل منظور کیا اور ہر ایک اپنے دلمین خوش ہوا کہ سب بھائیون سے مین ہی اچھا اور عجیب تحفہ لاکے نور النہار کو اپنے عقد مین لاؤنگا پھر بادشاہ نے تینون بھائیون کو علیحدہ علیحدہ حسب خواہش ہر ایک کے خزانے دیکے فرمایا کہ اب تم جلد سفر کی تیاری کرکے یہان سے روانہ ہو چنانچہ وہ شہزادے بعد تیاری سفر دوسرے دن سوداگرونکا بھیس بدل اور بقدر ضرورت اسباب سفر اور خدمتگارون کو ساتھ لیکے اپنے باپ کے دار الملک سے روانہ ہوے کئی منزل تک کہ ایک ہی راہ تھی

باہم گئے پھر جب وہ تینون بھائی ایسی جگہ پہونچے کہ جہان سے راہ اور ملکون کے جانے کی جدا جدا تھی ایک سرا مین اُترکے کھانا رات کا باہم ملکے کھایا اور آپسمین یہ قرار دیا کہ ابتک ہم تینون بھائیون کی راہ ایک ہی تھی کل سے ہم تینون جدا جدا ہوکر جائینگے پس چاہیے کہ ہم تینون بھائی ایک برس سے زیادہ سفر نکرین اتنی مدت مین ہم سب سفر کرکے اسی سرا مین جہان سے جدا ہوتے ہین آئین اور یہان سے ہم تینون ملکے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہون اگر ہمسے ایک بھائی پہلے پہونچے تو وہ اُس جگہ ٹھہرکے منتظر پہونچنے اپنے دونون بھائیون کا رہے اور اگر دو پہلے پہونچین تو وہ دونون تیسرے کے آنے کا انتظار کرین غرض دوسرے دن سویرے تینون بھائی ایک دوسرے کے گلے سے لگے اور گھوڑون پر سوار ہو جدا جدا ملک کی طرف روانہ ہوئے شہزادہ حسین کہ سب سے بڑا تھا اور ہمیشہ تعریف شہر بشن گڑھ کی سنا کرتا اور کمال شوق اُسکے دیکھنے کا رکھتا تھا اُس طرف ہمراہ قافلے کے روانہ ہوا اور تین مہینے تک سفر دریا کا کیا بعد ازان راہ خشکی طی کرکے بہت شہرون مین سیر کرتا ہوا بشن گڑھ مین کہ بسبب وسعت کے کئی حاکم اُسمین رہتے تھے پہونچا اور ایک سرا مین جو مخصوص تاجرون کے لیے تھی اُترا وہان کے باشندون سے معلوم ہوا کہ اس شہر مین ایک بڑا بازار ہے جس مین عجائب اسباب اور ہر ایک ملک کی چیزین ملتی ہین دوسرے دن شہزادہ حسین اُس بازار مین گیا اسکے طول وعرض کو دیکھ حیران ہوا اور اُس بازار مین ہزارون دکانین نہایت لطافت اور خوبی کے ساتھ بنی ہوئی تھین اور آگے ہر ایک دُکان کے سائبان واسطے بچاؤ دھوپ اور گرمی کے نہایت خوش اسلوبی سے لگا ہوا تھا کہ اُسکے سبب سے دُکانون مین اندھیرا نہوتا ہر جنس کی دکانین علیحدہ علیحدہ تھین اور طرح طرح کے پارچے سادے اور بوٹہ دار ترتیب سے رکھے ہوے تھے تصویرین درخت اور پھولون کی اس خوبی سے اُن کپڑون پر کڑھی ہوئی تھین کہ معلوم ہوتا تھا سچ مچ کے درخت اور پھول ہین اور ریشمی کپڑے اور کمخاب وچکن ساٹن وغیرہ ساخت ایران وچین کے وہان بیشمار تھے کہین شیشہ آلات اور ظروف چینی کے بھرے ہوے اور کہین ہزارون قسم کے قالین وغیرہ فروش بکتے تھے جنکے دیکھنے اور سیر کرنے سے حیران ہوا پھر اُن دکانون کی طرف آیا جن مین چاندی سونے کے ظروف اور جواہرات ہیرے موتی وغیرہ جنسے دُکانین روشن ہو رہی تھین بکتے تھے شہزادہ حسین نے صرف ایک بازار مین اس قدر ظروف اور جواہرات دیکھکر تصور کیا کہ خدا جانے سارے شہر مین کسقدر مال واسباب ہوگا اور وہان کے برہمنون کو دیکھ زیادہ متحیر ہوا کہ عوام الناس اُسکے زیور

اور جواہرات پہنے پھرتے تھے لونڈی غلام اُنکے بھی سونے کے بھاری کڑے اور طوق گلے اور ہاتھون
مین پہنے پھرتے تھے اور ہر ایک بازار مین ہر قسم کے پھولون کے انبار رکھے ہوے اور وہان کے وضیع
اور شریف پھولون کے ہار بعضے ہاتھ مین اور بعضے بطور سہرے کے لپیٹے اور بعضے بدھیان گلے مین پہنے
شہر مین گلگشت کیا کرتے اور سب دکاندار گلدستے پھولون کے قرینے سے چنکر رکھتے تمام بازار خوشبو
سے معطر ہو رہا تھا شہزادہ حسین نے چاہا کہ کسی دُکان مین بیٹھکر دم لون ایک تاجر نے اُسکے بشرے سے
سب حال دریافت کر کے کمال محبت سے اُسکو اپنی دکان مین بٹھایا شہزادہ حسین سلام کر کے بیٹھ گیا
بعد ایک گھڑی کے ایک دلال کو دیکھا کہ ایک غالیچہ چار گز کے مربع مین لیے ہوے کہتا پھرتا تھا کہ یہ غالیچہ
چالیس ہزار اشرفی کو بکتا ہی جو چاہے مول لے شہزادے نے بہت تعجب کیا اور اُس دلال کو بلا کر کہا
کہ ایسا غالیچہ ایک روپیہ کو بکتا ہی اسمین کیا ایسی خوبی ہی کہ جسکی تو نے چالیس ہزار اشرفی کہین دلال نے
کہا صاحب اس غالیچہ کے مالک نے مجھسے کہا ہی کہ مین چالیس ہزار اشرفی سے کم نہ بیچونگا شہزادے نے کہا
کیا اسمین کوئی وصف عجیب ہی دلال نے کہا صاحب بڑا وصف یہ ہی جسوقت تم اسپر بیٹھکر کسی جگہ جانے کی
دور ہو یا نزدیک خواہش کرو فورًا تم اُسی جگہ پہونچ جاؤگے گو وہ جگہ کتنی ہی دور ہو شہزادے نے تصور کیا
کہ اس سے عجیب تر کوئی تحفہ نہین جو قابل لیجانے حضور مین بادشاہ کے ہو الحمد للہ کہ مقصد دلی حاصل ہوا
یقینًا بادشاہ اس تحفہ کو دیکھ نہایت خوش ہوگا پھر شہزادے نے دلال سے کہا اگر اسمین یہ وصف ہی تو اسکی
قیمت کو گران نہین مین مول لیتا ہون دلال نے کہا اگر آپ کو کچھ شک ہو تو امتحان کر لیجیے یہ کہکر دلال نے
پچھواڑے دکان کے اُس غالیچے کو بچھا اور شہزادے کو اُسپر بٹھا آپ بھی اُسپر بیٹھ سرا کے جانے کا قصد
کیا فورًا وہ دونون اُس سرا مین پہونچ گئے شہزادے نے وہان پہونچکر چالیس ہزار اشرفیان قیمت
غالیچے کی اور بیس اشرفی انعام دلال کو دین شہزادہ ایسے تحفے عجیب و غریب کے پانے سے بجرد پہونچنے
شہر بشن گڑھ کے نہایت خوش ہوا اور یقین جانا کہ بسبب لیجانے اس غالیچے کے بادشاہ کے حضور مین
مقرر نور النہار مجھے ملیگی اور ایسی چیز نادر ہرگز میرے بھائیونکو میسر نہوگی اُسنے چاہا کہ اُسیوقت اُس غالیچے پر
بیٹھکر روانہ اپنے ملک کی طرف ہو اور اُسی سرا مین جہان سبکے ملنے کا وعدہ ہی جا کر ٹھہرے مگر سوچا کہ اتنی جلد
اگر گیا تو بیکار انتظار کرنا پڑیگا اس سے بہتر ہی کہ یہان کے باشندون اور بادشاہ کو دیکھون اور اس شہر کی خوب
سیر کرون آخر کئی مہینے وہان ٹھہرا وہان کے بادشاہ کا معمول تھا کہ ہر ہفتے مین ایکدن واسطے انصاف

اور سننے مقدمات تاجرون بیرونی کے اجلاس کرتا شہزادہ حسین اُسکو بخوبی دیکھتا تھا مگر نہین چاہتا تھا کہ اپنے حال کو کسی پر ظاہر کرے اور شہزادہ حسین نہایت حسین اور خوش اخلاق و صاحب تمیز و خوش بیان و لطیفہ گو و نکتہ فہم تھا اس سبب سے نزدیک بادشاہ بشن گڑھ کے اور تاجرون سے زیادہ اُس کی قدر تھی بادشاہ اکثر توجہ شہزادے کیطرف کرتا اور اُس سے حال سلطنت بادشاہ ہندوستان اور اُسکی شوکت و حشمت کا پوچھتا پھر شہزادہ بتخانون کی سیر کو گیا ایک بتخانہ نہایت خوش اسلوب بالکل پیتل سے بنا ہوا دیکھا کہ اندر سے دس گز کا مربع تھا اور بیچ مین اُسکے ایک بت برابر قد آدم کے اسطرح رکھا ہوا کہ چارون طرف کے دیکھنے والے اسکو اپنی ہی طرف متوجہ پاتے اور بجاے آنکھون کے دو بڑے بڑے لعل گران قیمت لگے پھر بتخانہ دوسرا ایک گانون مین دیکھا کہ وہ بھی عجیب و غریب تھا وہان ایک میدان بقدر نصف بیگھے کے چوڑا تھا جسمین درخت گلاب وغیرہ پھولون خوشبودار کے خوبصورتی سے لگے تھے اور گرد اُس باغ کے چارون طرف سے دیوار بقدر تین گز کے بلند اُٹھی ہوئی اور درمیان اُس میدان کے ایک چبوترہ بقدر قد آدم بلند پتھر سے بنا ہوا اور اُن پتھرون کو آپس مین اس کاریگری سے ملایا تھا کہ وہ چبوترہ ایک ہی پتھر کا معلوم ہوتا تھا اور اُس چبوترے کے وسط مین ایک بتخانہ پچاس گز کا بلند کہ کئی کوسون سے چارطرف نظر آتا طول مین تیس گز کا اور عرض مین بیس گز اور سنگ مرمر سرخ سے بالکل بنا تھا پتھر اُسکا ایسا صاف اور چکنا کہ آئینہ کیطرح اُس مین شکل نظر آتی اور گنبد اُسکا نہایت خوشنما تھا اندر اُس بتخانے کے ہزارون بت قرینے سے رکھے تھے صبح و شام وہان پر ہزارون برہمن اور زن و مرد پوجا کرنے ہر روز آتے اور طرح طرح کے کھیل اور تماشے کرتے بعضے ناچتے گاتے اور باجے بجاتے اور جابجا اکٹھا ہو کر جشن و سرور کرتے اور دور دور ملکون سے واسطے ادا کرنے اپنی نذرون کے لاکھون آدمی جمع ہوتے اور روبرو اہلکارون بادشاہ کے روپیہ اشرفی اور طرح طرح کے نادر تحفے اُس بتخانے مین چڑھاتے شہزادہ حسین نے تماشا میلے کا جو بشن گڑھ مین ہر سال ہوا کرتا تھا بخوبی دیکھا میلے کے دن سب شہرون کے حاکم اور سب وضیع و شریف مجتمع ہو طواف بتخانون کا کرتے خصوصًا ایک معبد مین کہ بہت وسیع تھا بڑے پنڈت شاستری چار پانچ مہینون کی راہ سے وہان جمع ہوتے غرض تمام ہند کے ہندو بیشمار واسطے پرستش کے اسقدر جمع ہوے کہ جنکو دیکھکر شہزادہ متحیر ہوا اور بسبب کثرت خلائق کے بنظر واحد اُن سب کا دیکھنا محال تھا اور ایک طرف اس میدان کے کہ نہایت لمبا چوڑا تھا ایک عمارت نو درجے کی بڑی وسیع چالیس

تصویر بشن گڑھ کے بتخانے اور وہاں کے عجائبات کی

پیلپایون پر نہایت زیبایش کے ساتھ کھڑی تھی اُسمین بادشاہ اور اُسکے وزیر و مشیر واسطے عدل و انصاف خلائق بیرونی کے ہر ہفتہ مین ایک دن آکر بیٹھا کرتے اور وہ مکان اندر سے نہایت آراستہ اور سامان قیمتی سے سجا ہوا تھا اور باہر سے نقشے ملکون اور ولایتون کے خصوصًا تصویرین اقسام جانورون چرند و پرند کی نہایت عمدہ اور خوبصورتی سے اُسکی دیوارون پر کھنچی ہوئی تھین اور وہ تصویرین اور نقشے اس صنعت سے بنے ہوے تھے کہ اصلی اور زندہ نظر آتے دیہاتی گنوار دور سے صورت جانورون مہیب درندہ کی مثل شیر وغیرہ کے دیکھکر ڈر جاتے اور تین طرف سے اُس میدان کے عمارات چوبی اندر باہر سے سجی ہوئی اور تصویرین اس صنعت سے بنی ہوئی تھین کہ جدھر کو چاہتے اُدھر کو آدمیون سمیت گھمانے سے پھرتین اور حرکت کرتین چنانچہ لوگ سیر و تماشے کے لیے چار طرف ان عمارتون چوبی کلدار کو گھماتے اور لیے پھرتے اور ہر ایک جگہ پر قریب ایکہزار ہاتھیون کے جو جھولون زردوزی اور ہودون نقرئی سے آراستہ تھے نظر پڑے اور اُن فیلون پر بیٹھے ہوے قوال گاتے اور نقال نقلین کرتے اور ہاتھیون کی سونڈین اور پٹھے بہت رنگون سے رنگے ہوے اور منقش تھے شہزادہ تماشا ہاتھیون کا دیکھکر زیادہ تر متعجب ہوا یعنی ایک ہاتھی کنجل بہت بڑا اپنے چارون پانوؤن سے چار تپائیون پر جنکے تلے پہیے اور چرخ لگے ہوے تھے کھڑا ہو کر سونڈ سے بانسلی کو اس خوبی کے بجاتا کہ جسکے سننے سے خلق واہ واہ کرتی اور اس ہاتھی کو جدھر چاہتے تپائیون کو کھینچکر لیجاتے اور ایک دوسرا ہاتھی پہلے سے کچھ چھوٹا سرے پر ایک بہت بڑے شہتیر چوبی کے کھڑا تھا اور وہ شہتیر وسط سے ایک بلند تپائی پر جو آٹھ گز بلند تھی رکھا اور جڑا ہوا تھا اور دوسرے سرے پر شہتیر کے ایک وزن لوہے کا بہت بھاری چڑھا تھا پس وہ ہاتھی کبھی بسبب زور کرنے کے تلے کو آکر زمین سے لگ جاتا اور کبھی اوپر کو اُٹھ جاتا غرض وہ شہتیر مثل ڈھینکلی کے تھا کہ دونون سرے اُسکے تلے اوپر ہوا کرتے وہ ہاتھی عین اس حالت مین اپنے بدن کو جنبش دیکر حالت رقص کی دکھلاتا اور سونڈ سے تان کے ساتھ گاتا اور ہاتھی بھی گانے مین اُسکا ساتھ دیتے اور ہاتھی کو شہتیر سمیت ادھر اُدھر لیے پھرتے یہ تماشا ہاتھیون کا خاص بادشاہ کے حضور مین ہوتا شہزادہ حسین واسطے دیکھنے ایسے تماشون اور میلون کے قریب ایک برس کے بشن گڑھ مین رہا پھر جب اُسکی معاودت مین تھوڑے دن باقی رہے ایکدن اُس سرا کے پچھواڑے جسمین وہ رہتا تھا جا کر اُس قالین کو بچھایا اور اُسپر اپنے خدمتگار سمیت بیٹھا اور دل مین خواہش پہونچنے کی اُس سرا مین کی جس مین اُسکے بھائیون نے وعدہ آنے کا کیا تھا

یہ خیال کرتے ہی فوراً وہان پہونچگیا اور بوضع تاجرون کے اُس کاروانسرا مین ٹھہر کر انتظار اپنے بھایئون کا کرنے لگا اور شہزادہ علی جو شہزادہ حسین سے چھوٹا تھا ہمراہ ایک قافلے کے تیسرے دن اپنے بھایئون کے جدا ہونے سے روانہ ایران کو ہوا بعد چار مہینے کے شیراز مین پہونچا اور جن تاجرون سے راہ مین محبت ہوگئی تھی اُنکے ساتھ ایک سرا مین اُترا اور اپنے تئین جوہری قرار دیکر اُنکے ساتھ رہنے لگا دوسرے دن جب سوداگرون نے اپنے اسبابون کے خرید و فروخت کا ارادہ کیا شہزادہ علی چونکہ سواے اسباب ضرورت کے کچھ اپنے ساتھ نہین لیگیا تھا لباس سفر کا تبدیل کر ہمراہ کسی تاجر کے بازار کلان مین اُس شہر کے جو مشہور بازار بزازہ تھا گیا وہ بازار پختہ اور دکانین اُسکی محراب دار گول پہلیایون پر بنی ہوئی تھین شہزادہ علی اُسکی سیر کرکے حیران ہوا کہ ہر گاہ لاکھون کرورون روپے کا اسباب ایک بازار مین ہی تمام شہر کی دولت کا کیا حساب کیا جائے دلال نمونے ہر ایک چیز کے دکھلاتے پھرتے تھے ازانجملہ ایک دلال کو دیکھا کہ ایک سو ہاتھی دانت کی دوربین کہ نصف گز کی لمبی اور پون گز کا دور ہاتھ مین لیے ہوے کہتا پھرتا ہی قیمت اس دوربین کی تیس ہزار اشرفی ہی شہزادہ علی نے خیال کیا کہ شاید یہ دلال دیوانہ ہی پھر اُسنے ایک دکاندار جان پہچان والے سے پوچھا کہ کیا یہ دلال سودائی ہی کہ تیس ہزار اشرفی قیمت ایک چونگے فیل دندان کی کہتا پھرتا ہی بھلا کوئی دیوانہ ہوگا جو اُسے اس قیمت کو مول لیگا اُس دوکاندار نے کہا صاحب یہ دلال بڑا ہوشیار اور صاحب اعتبار ہی ہمارے ہزارون روپے کے اسباب کا اسکی معرفت بیوپار ہی کل تک بھلا چنگا تھا آج کا حال کہہ نہین سکتا شاید دیوانہ ہوگیا ہو اگر وہ اس دوربین کی تیس ہزار اشرفی کہتا ہی وہ مقرر اسی قیمت کی ہوگی بلکہ زیادہ کی بہرکیف اُسکا حال ابھی معلوم ہوا جاتا ہی ذرا اسکو یہانتک آنے دو جبتک آپ میری دوکان پر ٹھہریے شہزادہ اُسکی دوکان پر بیٹھ گیا اتنے مین وہ دلال اُس طرف آیا سوداگر نے بلاکر کہا وصف اس دوربین کا بیان کر دلال نے دوربین شہزادہ علی کو دکھا کر کہا اس دوربین کے دونون سرون پر دو ٹکڑے شیشون کے لگے ہین جسوقت تم اپنی نظر کو مقابل دونون شیشون کے کرکے جس چیز کو نزدیک ہو یا دور دیکھوگے وہ اس طرح تم کو دکھائی دیگی جیسے تمھارے پاس رکھی ہی گو ہزار کوس پر کیون نہو شہزادہ علی نے کہا مجھے یقین نہین آتا جب تک امتحان نہ کرون دلال نے دوربین شہزادے کے ہاتھ مین دی اور قاعدہ بتا کے کہا جسکو دیکھنا چاہتے ہو اپنے دل مین اُسکے دیکھنے کا خیال کرکے دیکھو شہزادہ علی نے اپنے باپ کے دیکھنے

کا ارادہ کرکے اُس دوربین کو اپنی نظر کے مقابل کیا فوراً اُسنے اپنے باپ کو تندرست تخت پر بیٹھا ہوا دیکھا کہ عدل و انصاف مین خلق اللہ کے مشغول ہی پھر مشتاق دیکھنے شہزادی نورالنہار کا جو اُنکی معشوقہ تھی ہوا اُسکو بھی دیکھا کہ اپنے مکان مین پلنگ پر اچھی اور تندرست بیٹھی ہی اور خواصین گرد و پیش اُسکے دست بستہ کھڑی ہین شہزادہ علی اس عجیب و غریب دوربین کو دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ اگر دس برس تک ملک بملک سیر کرون اور ڈھونڈھتا پھرون تو مانند اس دوربین کے اور کوئی چیز عجیب میسر نہ ہوگی پھر اُس دلال سے کہا تیس ہزار اشرفی مجھسے لو دلال نے کہا مین چالیس ہزار سے کم نہ لونگا شہزادہ علی نے دلال کو سرا مین لیجا کر چالیس ہزار اشرفیان گن دین اور اُس دوربین کو کہ حقیقت مین جہان بین تھی خرید لیا اور بہت خوش ہوکر تصور کرتا تھا کہ بسبب اس دوربین کے نورالنہار مجھی کو ملیگی پھر مطمئن ہوکر شیراز اور پارس کی سیر کرنے لگا قریب ایک برس کے وہان رہ کر ہمراہ قافلہ کے روانہ ہندوستان کو ہوا اور بخیر و خوبی اُس کاروانسرا مین جہان شہزادہ حسین آگے سے جاکر منتظر تھا اُترا اور باتفاق شہزادہ حسین کے وہان توقف کیا تیسرا شہزادہ جسکا نام احمد تھا اپنے بھائیون سے جدا ہوکے سمرقند کی طرف روانہ ہوا اور سمرقند مین جاکر مانند اپنے بھائیون کے ایک کاروانسرا مین اُترا دوسرے دن شہر کے چوک مین جو بزازہ تھا گیا جاتے ہی وہان ایک دلال کو دیکھا کہ ایک سیب مصنوعی اپنے ہاتھ مین لیے ہوے کہتا پھرتا ہی کہ یہ سیب پینتیس ہزار اشرفی کو بکتا ہی احمد نے دلال سے کہا اُسکے اوصاف بیان کر دلال نے کہا بجرد سونگھنے اس سیب کے انسان کسی طرح کی بیماری سخت مین قریب بمرگ ہو ایسا تندرست ہو جاتا ہی کہ گویا بیمار ہی نہ تھا اُسی فوراً طاقت اُسکے جسم مین آجاتی ہی اور پھر کبھی بیمار نہین ہوتا شہزادہ احمد نے کہا اگر یہ بات سچ ہی تو مین اِسکو اِسی قیمت کو مول لیتا ہون دلال نے کہا صاحب یہان کے سب تاجر جانتے ہین کہ ایک بڑے حکیم حاذق نے ہزارون دوا قسم بوٹی اور معدنی سے باہم ملاکے بہت برسون کی محنت مین اِس سیب کو بنایا تھا اور بہت دولت اپنی اُسکے بنانے مین صرف کی اور بعد بنانے کے سیکڑون بیمارون کو اس شہر کے فقط اسکے سونگھانے سے اچھا کیا مگر افسوس ہی کہ وہ دفعتہً ایسی جگہ مین مرگیا کہ اس سیب کو سونگھنے نہ پایا اب بی بی بیوہ اُسکی بہنے ناچار ہوکے اس سیب کو بیچنے کے لیے نکالا ہی دلال کی باتین سنکر بہت لوگ وہان پر جمع ہوگئے

اتفاقاً اُس مجمع مین ایک شخص نے جو دلال کا آشنا تھا کہا کہ ایک میرا دوست بہت دنون سے سخت بیمار
اور زندگی سے مایوس ہی تم ذرا یہ سیب اُسے چلکے سونگھا دو شہزادۂ احمد نے دلال سے کہا کہ اگر یہ بیمار
اچھا ہو جائے تو ابھی چالیس ہزار اشرفی دیتا ہون آلغرض وہ سونگھتے ہی اُس سیب کے اچھا ہو گیا
شہزادۂ احمد نے چالیس ہزار اشرفیان دلال کو دیکے سیب مول لیا اور ارادہ کیا کہ جب کوئی قافلہ
ہندوستان کو چلے تو اُسکے ساتھ مین اپنے وطن کو جاؤن جبتک سمرقند اور اُسکے گرد و پیش کی سیر
کرون خصوصاً موضع سداکی کہ چار دن طرف زمین اُسکی مانند فردوس کے ہمیشہ شاداب رہتی ہی اور وہ
بستی داخل ملک عرب کے تھی پھر بعد مدت شہزادۂ احمد ہمراہ ایک قافلے کے جو ہندوستان کو جاتا تھا
روانہ ہوا اور مع الخیر اُسی کاروانسرا مین جہان دونون بھائی اُسکے حسین اور علی منتظر تھے آیا پھر وہ تینون
بھائی باہم بغلگیر ہو کر نہایت خوش ہوے اور شکر خدا کا بجالائے کہ خدا نے بخیریت ہمکو پھر ایکدوسرے
سے ملایا شہزادۂ حسین نے جو سب سے بڑا تھا کہا اب ہم سب اپنے سیر و سفر کا حال اور جو تحفہ کہ خریدکیا
ہو اُسکا وصف بیان کرین پہلے سب کے مین اپنا حال کہتا ہون مین بشن گڑھ سے ایک غالیچہ کہ جسپر
بیٹھا ہون مع ل لایا ہون صفت اسکا یہ ہی کہ جب کوئی شخص اسپر بیٹھ کر کسی ملک دور و نزدیک کے جانے
کی خواہش کرے بمجرد ارادے کے فوراً اُس جگہ پہونچ جائے چنانچہ مین اُسے چالیس ہزار اشرفی کو
مول لے اور اُس شہر کے عجائب و غرائب امرونکو دیکھ اس قالین پر بیٹھا اور ارادہ یہان آنے کا اپنے
دل مین کیا ارادے کے ساتھ ہی اس کاروانسرا مین ہونچگیا پانچ مہینے گذرے ہین کہ مین یہان تمھارے
آنے کا انتظار کر رہا تھا اب یہ غالیچہ حاضر ہی جسکا جی چاہے امتحان کرے جب شہزادہ حسین اپنا حال
اور وصف غالیچے کا بیان کر چکا شہزادۂ علی نے کہا کہ بھائی واقعی تمھارا غالیچہ عجیب و غریب ہی ایسی
چیز کبھی کسی نے دیکھی نہ سنی ہوگی پھر اُسنے اپنی ہاتھی دانت کی دوربین کو نکالکر دکھایا اور کہا کہ مین نے
اسکو بھی اتنی ہی قیمت کو لیا اور اسکا خواص یہ ہی کہ اس سے سیکڑون کوس کی چیز اسطرح دکھائی دیتی ہی کہ
جیسے روبرو رکھی ہو اگرچہ مین نے امتحان کیا ہی تم بھی امتحان کرو شہزادۂ حسین نے اُس دوربین کو
علی سے لیکر جسطرح شہزادۂ علی نے اُسے بتایا تھا ایک سرا اُسکا اپنی آنکھ کے مقابل رکھکر ارادہ دیکھنے
شہزادی نور النہار کا کیا دوسرے دو بھائی اُسکی طرف دیکھ رہے تھے دفعتاً اُنھون نے شہزادۂ
حسین کا رنگ متغیر پایا وہ متحیر ہو گئے شہزادہ حسین نے کہا افسوس ہم سب نے جو محنت اختیار کی

صرف شہزادی نور النہار کی امید پر کہ وہ ہمین ملے اب جو مین نے اُسکو دیکھا نہایت بیمار اور قریب بمرگ پایا گرد اُسکے خواصین اور خواجہ سرا کھڑے رو رہے ہین اور وہ عالم نزع مین ہی تم بھی اگر چاہو تو دیدار آخری اس دوربین سے دیکھ لو شہزادہ علی نے اُس دوربین کو اپنے ہاتھ مین لیکے

تصویر نور النہار کی جو قریب مرگ پلنگ پر پڑی ہی اور خواصین گرد و پیش مین اور شہزادون

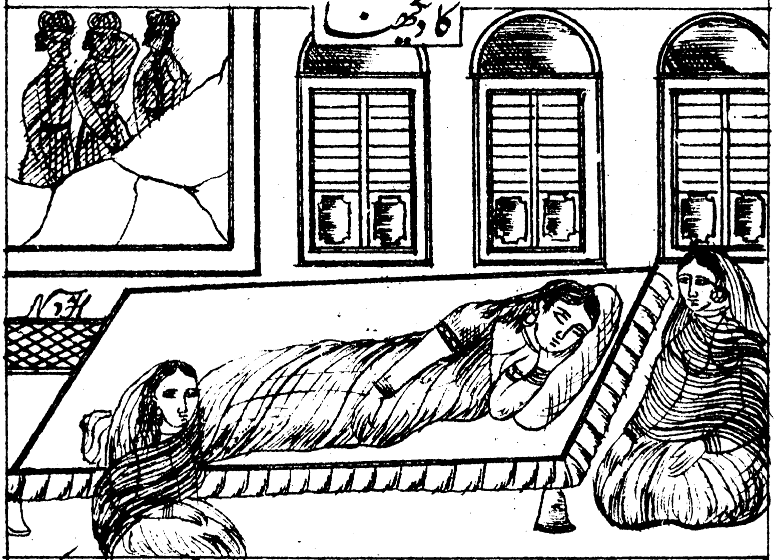

دیکھا اُسے بعینہ وہی حال نظر آیا جو شہزادہ حسین نے دیکھا تھا پھر اُس دوربین کو احمد کو دیا اُسنے بھی دیکھا فی الحقیقۃ نور النہار گھڑی ساعت ہو رہی ہی تب اپنے بھایئون سے کہا اگرچہ نور النہار مطلوب ہم تینون بھائیون کی ہی مگر مین اسکو ابھی اچھا کرتا ہون یہ کہکے اُسنے اس سیب مصنوعی کو اپنی جیب سے نکالکر دونون شہزادون کو دکھلایا اور کہا یہ بھی قیمت مین کم غالیچے اور دوربین سے نہین مین نے اسے سمرقند مین چالیس ہزار اشرفیون کو مول لیا اب یہی وقت اُسکی آزمایش کا ہی اب تم اسکی تاثیر نور النہار کے سونگھانے سے دیکھو حسین نے احمد سے کہا یہ بات کچھ مشکل نہین ہم غالیچے کے سبب سے ابھی نور النہار کے حجرے مین پہنچ سکتے ہین میرے ساتھ تم دونون بھی بیٹھ لو خدمتگارون کو یہین چھوڑو

تجھسے پہونچ رہینگے غرض وہ تینون شہزادے اُس غالیچے پر بیٹھے اور ہرایک نے ارادہ نورالنہار کے پاس پہونچنے کا کیا چنانچہ دفعۃً وہ تینون بھائی نورالنہار کے کمرے مین پہونچ گئے خواص اور خواجہ سرا ڈر گئے اور دل مین کہنے لگے کہ یہ تین شخص کیونکر شہزادی کے حجرے مین گھس آئے خواجہ سراؤن نے چاہا کہ اُنسے متعرض ہون پھر بعد پہچاننے تینون شہزادون کے متعجب ہوے جب تینون شہزادے نورالنہار کے کمرے مین اُس غالیچے سے اُٹھے سبکے پہلے شہزادۂ احمد نے آگے بڑھ کے وہ سیب مصنوعی نورالنہار کی ناک مین سونگھایا تھوڑے عرصے مین شہزادی نے آنکھین کھولین اور مُنھ اپنا ادھر اُدھر پھیر اُن شہزادونکو دیکھا پھر اپنے پلنگ سے اُٹھ کے پوشاک مانگی اور اپنے تئین سمجھی کہ مین سو کر جاگی ہون پھر خواصون نے اُس سے کہا یہ تینون بھائی عم زاد تمھارے ابھی آئے ہین اور شہزادۂ احمد نے تمھین کچھ سونگھا کے اچھا کیا پھر وہ اپنے بھائیون کو دیکھ کے نہایت خوش ہوئی اور ہرایک کی خصوصًا شہزادۂ احمد کی نہایت شکرگزاری کی اور تینون شہزادے بھی نورالنہار کے اچھے ہونے سے کمال خوش ہوے پھر نورالنہار سے رخصت ہوکے حضور مین بادشاہ کے حاضر ہوے اور آداب بجا لائے اور خواجہ سرا اُنکا کل حال بادشاہ کے حضور مین جاکر مفصل عرض کر چکے تھے بادشاہ نے بڑے پیار سے ہرایک کو اپنے گلے سے لگایا اور نہایت خوشی ظاہر کی اور شہزادی کے اچھا ہونے سے متعجب ہوا پھر شہزادون نے اپنے اپنے تحفے کو اُسکے حضور مین گذرانا حسین نے غالیچے کو پیشکش کیا اور علی نے ہاتھی دانت کی دوربین اور احمد نے سیب مصنوعی اور ہرایک نے خواص تینون تحفون کے ظاہر کرکے عرض کیا کہ ان تینون چیزون کو آپ ملاحظہ فرمائین جو سب سے عجیب وغریب ہو بموجب اپنے وعدے کے اُسکے لانے والے کی نورالنہار سے شادی کر دیجیے بادشاہ ان تینون کے خواص اور کام آنا ہرایک چیز کا نورالنہار کی صحت پانے مین سنکے متامل ہوا اور کہا کہ اگر مین نورالنہار کو احمد کے کہ اُسکے سیب سے اچھی ہوئی حوالے کرون تو اُسکے بھائیون پر ظلم ہوگا اسواسطے کہ اگر دوربین علی کی نہ ہوتی تو تم کیونکر اُسکی بیماری کے حال کو دریافت کرتے اور اگر غالیچہ حسین کا نہوتا تو کسطرح جلد نورالنہار تک پہونچتے میرے نزدیک انصاف کے روسے ان تینون چیزون مین سے اگر ایک چیز بھی نہ ہوتی اُسکا اچھا ہونا محال تھا اسواسطے تم مین سے کسی کو ترجیح دوسرے پر نہین دے سکتا اور اسیواسطے مین نے تجویز کیا تھا کہ جو کوئی عجیب وغریب تحفہ میرے واسطے لائیگا اُسی کو نورالنہار ملیگی مگر عجیب اتفاق ہو کہ پھر وہی مشکل

باقی رہی اور یہ مقدمہ حل نہ ہوا اگر اب چاہتا ہون کہ آج ہی شام تک اس امر کو طے کر کے سب بے جانب داری کسی کے
ویسا ایک امر تجویز کرون کہ جسکے سبب سے ایک کو لائق اور سزاوار اُسکا پا کے اُسکے ساتھ عقد
کر دون تاکہ مین اس وغدغے سے نجات پاؤن پس تم تینون بھائی گھوڑون پر سوار ہو اور تیر و کمان
ہمراہ لے کے فلان میدان مین کہ مخصوص گھوڑ دوڑ کے واسطے ہی جاؤ اور مین بھی اپنے عملے کے ساتھ
وہان آتا ہون تم تینون بھائی باری باری سے میرے سامنے ایک ایک تیر اُس میدان کی طرف
پھینکو جسکا تیر سب سے دور جائیگا وہی مستحق پانے نور النہار کا ہوگا شہزادے تیر و کمان لیے ہوے
اُس میدان مین گئے اور بادشاہ بھی تینون تختون کو اپنے خزانے مین بھجوا کے وہان گیا پہلے شہزادہ

تصویر حسین و علی و احمد کے تیر و کمان لیکر میدان مین جانے اور تیر لگانے اور بادشاہ کے آنے کی

حسین نے کمان کو ہاتھ مین لے ایک تیر چلایا پھر شہزادہ علی نے چنانچہ تیر اُسکا تھوڑی دور آگے تیر شہزادہ
حسین سے جا کر گرا اسکے بعد شہزادہ احمد نے تیر چلایا مگر اُسکا تیر کسیکو نظر نہ پڑا اور نہ معلوم ہوا کہ نزدیک گرا
یا دور آخر سبھون نے قیاس کیا کہ وہ تیر یا تو اتنا بہت دور گیا کہ کسی کو دکھائی نہین دیتا یا شاید احمد کے ہاتھ ہی مین

رہ گیا کمان سے جدا نہین ہوا آخر بادشاہ نے بلا تردد شادی نورالنہار کی ساتھ شہزادہ علی کے جسکا تیر حسین شہزادے کے تیر سے آگے گیا تھا ٹھہرائی چنانچہ تھوڑے دنون کے بعد بڑی دھوم سے وہ شادی ہوئی مگر شہزادہ حسین رشک سے شریک محفل شادی نہ ہوا اسلیے کہ وہ بہ نسبت اور بھائیون کے نورالنہار کو بہت پیار کرتا تھا اُسنے لباس فقیرون کا پہنا اور گوشہ نشین ہوا شہزادہ احمد کو حسین کیطرح بڑا رشک آیا اور غیرت سے شریک شادی کا نہ ہوا اور ہمیشہ جویا اپنے تیر کا رہتا کہ کہان جاکے پڑا آخر ایکدن احمد اکیلا اُس تیر کو ڈھونڈھنے گیا یہانتک کہ کئی ٹیلے اور پہاڑون پر چڑھ کے تلاش کیا چنانچہ ایک بڑے ٹیلے پر اُسکو پایا متعجب ہوکر دلمین خیال کیا کہ اتنی دور تیر کا آنا محال ہے اور وہ زیادہ تر متعجب اسوجہ سے ہوا کہ وہ تیر پتھر مین چسپیدہ تھا آخر سوچا کہ تیر کا اتنی دور آنا خالی اسرار سے نہین پھر آگے بڑھ کے ایک غار مین جو اُس ٹیلے پر تھا گیا اور تھوڑی دور آگے جاکر ایک دروازہ آہنی نظر پڑا اُسکے اندر جاکر تھوڑا سا نشیب پایا جسمین وہ تیر لیکر چلا اور سمجھا کہ وہان اندھیرا ہوگا مگر جب وہان پہونچا اُسنے چارو طرف اُس غار کے روشنی پائی

تصویر شہزادہ احمد اور پری بانو کی بارہ دری مین بیٹھنے کی

اور وہان سے پچاس ساٹھ قدم کے فاصلے پر ایک بڑا عالیشان مکان دیکھا جسمین نہایت خوبصورت ایک محل اور اُسمین سے ایک بی بی پری پیکر لباس شاہانہ زیور اور جواہرات گران بہا پہنے ہوے حلقے مین اپنی خواصون کے کمال ناز سے خرامان خرامان دہلیز کیطرف چلی آتی ہی احمد نے چاہا کہ اُسکو جھککر تسلیمات بجالائے مگر اُس بی بی نے خود ہی کمال اُلفت اور شیرین زبانی سے کہا ای شہزادے احمد مرحبا خوش آمدی آؤ آؤ تم اچھی طرح ہو شہزادہ متعجب ہوا کہ یہ بی بی اجنبی کیونکر میرے نام سے مطلع ہوئی پھر اُسنے قدمبوس ہوکر کہا بی بی مین تمھارا نہایت ممنون ہوں تمنے ایسی جگہ کہ مین بسبب تنہائی کے ہراسان تھا میری خیر و عافیت پوچھکر مجکو مطمئن فرمایا مگر حیران ہون کہ تم میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوئین اُس بی بی نے فرمایا کہ اب ہم تم چلکے بارہ دری مین آرام سے بیٹھین تمھاری بات کا جواب وہین دینگے وہ بی بی یہ کہکر بارہ دری کیطرف شہزادے کو ہمراہ لیے ہوے متوجہ ہوئی شاہزادہ وہان پہونچکر اُس مکان کو کہ گنبد جسکا طلائی اور نقش و نگار لاجوردی سے آراستہ تھا دیکھ نہایت متعجب ہوا اور کہا اس خوبی کا کوئی مکان روے زمین پر نہ ہوگا بی بی نے اُس شہزادے سے کہا یہ مکان بہ نسبت اور میرے مکانون کے کچھ حقیقت نہین رکھتا جب اُنکو دیکھوگے تو نہایت درجہ خوش ہوگے پھر شہزادہ احمد کو دالان مین اُس مکان کے نزدیک اپنے بٹھا کر کہنے لگی گو کہ تم مجھے نہین جانتے مگر مین تمکو خوب جانتی ہون جب تمھارا حال مفصل بیان کرونگی تم زیادہ متعجب ہوگے کیونکہ مین پہلے اپنے حال سے تمھین آگاہ کرتی ہون تمنے اپنے مذہب کی کتابون مین پڑھا ہوگا کہ زمین پر عالم جنات مانند بنی آدم کے رہتے ہین مین بیٹی ایک بڑے جن کی ہون جو اپنی قوم مین ممتاز ہی اور پری بانو مجھے کہتے ہین اب تم اپنا حال یعنی اپنے باپ کا جو بادشاہ ہی اور نور النہار کا جو تمھارے چچا کی بیٹی ہی مجھسے مفصل سنو اور مین یہ بھی جانتی ہون کہ تم تین بھائی ہو اور ہر ایک تمسے چاہتا تھا کہ نور النہار مجھے ملے پھر تم تینون نے بموجب تجویز بادشاہ کے سفر دور و دراز کیا اور تمنے سمرقند مین جا کر مصنوعی حکمت کا سیب جسکا باعث مین ہوئی تھی چالیس ہزار اشرفیونکو مول لیا اور اسیطرح شہزادہ حسین نے بشن گڑھ مین جاکے قالین اُسی قیمت کو خرید کیا اور شہزادہ علی نے ہاتھی دانت کی دوربین کو خرید لیا اتنے اسقدر بیان کافی ہی مین تمھارے حال سے کما حقہ آگاہ ہون اب تم یہ بتاؤ کہ مین اچھی ہون یا نور النہار میرے ساتھ شادی کرنے کو تمھارا دل چاہتا ہی یا نور النہار کے ساتھ اور اسی مطلب کے لیے جب تمنے تیراندازی اس میدان مین کی تھی مجھے خیال تھا کہ تمھارا تیر شہزادہ حسین کے تیر سے آگے نکل جائیگا مین نے

اُسوقت اُس تیر کو ہوا سے پکڑا اور نظروں سے غائب کر اس ٹیکرے پر ڈالدیا اسیدن کے لیے کہ تم آخر اُسے ڈھونڈھنے آوگے اور اس بہانے سے تمھاری ملاقات ہوگی جب پری بانو نے یہ حال کہکے شہزادے کی طرف بنظر خواہش دیکھا اور شرما کے پھر آنکھ نیچی کر لی شہزادۂ احمد یہ باتیں سُنکر نہایت خوش ہوا اور سمجھا کہ شہزادی نور النہار اب کسیطرح ہاتھ نہیں لگ سکتی اور پری بانو کو حسن وجمال اور شوکت وحشمت کی راہ سے نور النہار پر ترجیح ہے اور وہ دیکھتے ہی ایسا فریفتہ ہوا تھا کہ محبت نور النہار کی بھولگیا غرض اُس معشوقہ کو اپنے حال پر متوجہ پاکر کہا بی بی اب مجھے کمال آرزو ہے کہ تمام عمر اپنی تمھاری غلامی میں رہوں مگر یہی لحاظ ہے کہ میں آدم زاد اور تم جنّات تمھارے اقربا اور بزرگ کیونکر اس وصلت کو روا رکھینگے پری بانو نے کہا میں اپنے ماں باپ کیطرف سے شادی میں مختار رہوں جسکے ساتھ چاہوں کروں مگر تم جو کہتے ہو کہ میں تمھارا غلام ہوں اور غلامی میں ہونگا یہ امر خلاف ہے تم مالک میرے جان و مال اور ان سب مکانات کے ہو مجھے اپنی خادمہ سمجھو اور میرے ساتھ شادی کرنے میں راضی ہو اور مجھے تمھاری عقل سے یقین ہے کہ اس امر سے تم انکار نہ کروگے اور میں تو کہہ چکی کہ مجھے اپنی ذات پر اختیار ہے اور سوا اسکے ہم پریزادوں میں دستور ہے کہ بعد بالغ ہونے اور سن شعور کے ہر پری و پریزاد جسکے ساتھ چاہے اپنی شادی کرے اس صورت میں تمام عمر درمیان زن وشوہر کے اتحاد رہتا ہے اور برخلاف بسند ماں باپ کے کہ اُنھوں نے بلحاظ اپنی قرابت کے کتخدائی اپنی لڑکی کی کسی بدصورت کے ساتھ کردی اور لڑکی اُس سے راضی نہ ہوئی تمام عمر دونوں میں ناموافقت رہتی ہے اور ہزار طرح کے مفسدے دین اور دنیا کے ایسی شادی سے متصور ہوتے ہیں جب پری بانو نے یہ سب مراتب کہکر سمجھائے شہزادۂ احمد اُسکے جواب میں نہایت شکر گزار ہوکے اُسکی قبا کے دامن کو جھک کر بوسہ دینے لگا مگر پری بانو نے اُسے باز رکھکے دامن کے عوض اپنا ہاتھ دیا جسے شہزادے نے نہایت شوق سے چوما اور اپنے سینے اور آنکھوں پر رکھا پری بانو نے مسکرا کے کہا اب اس ہاتھ کی شرم کیجیے مجھسے بیوفائی نہ کرنا اور میں بھی تمسے بیوفائی نہ کرونگی احمد نے کہا تم میری ملکہ اور بیگم ہو میں نے اپنے تئیں تمکو دیا اب تمکو اختیار ہے جسطرح چاہو رکھو پری بانو نے کہا تم میرے شوہر اور میں بالکل تمھاری ہوں یہی ایجاب قبول جو ہمارے تمھارے درمیان میں ہوا اصل نکاح ہے اور رسوم فضول اور زائد ہیں اب ہم شام کو اور مکانیں آرام کرینگے جسکو تم دیکھکے نہایت خوش ہوگے پھر شہزادۂ احمد اور پری بانو نے بیٹھکر خاصہ نوش کیا پھر مشغلہ شراب کا رہا پھر پری بانو شہزادے کو اپنے خاص محل میں لے گئی وہاں شہزادہ ہر طرف انبار جواہر کے

رکھے ہوے دیکھکر حیران ہوا اور پری بانو سے کہا کہ نہ تو ایسا مکان خوبصورت اور نہ ایسا اسباب پردۂ زمین پر ہوگا پری بانو نے کہا تم میرے مکان اور اسباب کو دیکھکر اتنی تعریف کرتے ہو اگر مکانات اور اسباب بادشاہ جنات کے دیکھو گے تو کیا کہو گے اور میرے باغ کو بھی دیکھکے تم نہایت خوش ہوگے مگر اب رات ہو گئی پھر وہ شہزادۂ احمد کو اور مکان مین جہان خاصہ رات کے کھانے کا چنا ہوا تھا لے گئی اُس مکان کی عظمت اور شان اسباب اور سامان وغیرہ مین کم اور مکانون سے نہ تھی اور اُس مکان مین سیکڑون شمعین عنبر خالص کی شمعدان جواہر نگار اور بلور آبدار مین قرینے سے ہر چہار طرف روشن تھین اور بہت خوبصورت سونے کے گلدان اور بہت ظروف صنعت کاری کے قیمتی رکھے ہوے تھے اور کئی گروہ عورتون کے نہایت حسین اور پوشاک عمدہ پہنے ہوے حاضر ہو کر گانے بجانے لگے پھر دونون دولھا دلھن نے بڑے ناز و نیاز سے بیٹھکر کھانا شروع کیا پری بانو اچھے اچھے کھانے اپنے ہاتھ سے شہزادۂ احمد کے آگے رکھتی تھی اور نام ہر ایک چیزون کے بتا کر اُسے چکھاتی اور جو چیزین شہزادۂ احمد نے نہین کھائین اور نہ دیکھی تھین انکی ترکیب کو بیان کرتی پھر بعد تناول طعام دونون نے شراب نفیس نوش فرمائی اُسکے بعد میوے اور شیرینی کھائی پھر دونون ایک دالان وسیع مین جہان مسند تکیہ زرنگار بڑے تکلف کا بچھا ہوا تھا جا کر بیٹھے اُنکے جلوس فرماتے ہی بہت پریان ہمراہ جنون کے اس مکان مین حاضر ہوئین اور عجیب و غریب وضع سے ناچنے گانے لگین چنانچہ پری بانو اور شہزادۂ احمد اُنکے ناچ اور نقلونکو دیکھکر نہایت محظوظ ہوے اور اُس مکان سے اُٹھکر اور مکان مین جہان چھپر کھٹ سونے اور جواہر نگار کا بچھا ہوا تھا گئے اور سب خواصین اور پریاں وصف باندھ اور دونون کو سلام رخصت کا کر الگ ہو گئے تا کہ وہ دولھا دلھن آرام کرین پھر کئی دن اسی طرح جشن اس شادی کا ہوا کیا اور ہر روز نئی طرح کے کھانے تیار ہوتے اور نئی نئی وضع کی آرایش تماشے اور ناچ گانا ہوا کرتا چنانچہ شہزادۂ احمد آدم زادون مین اگر ہزار دن برس رہتا تو بھی ایسا تماشا اور لطف و خوبی ہر ایک امر مین نہ دیکھتا غرض چھ مہینے تک شہزادۂ احمد اُس پرستان مین پری بانو کے ساتھ رہا محبت پری بانو کی اسکے دل مین ایسی ہوئی کہ اُسے بے دیکھے چین نہ آتا اور پری بانو بھی اُسکی عاشق زار تھی ہر ساعت اُسکی خاطرداری اور دلجوئی مین مصروف رہتی چنانچہ شہزادۂ احمد پری بانو کی محبت مین سب اقربا اور اعزا کو بھول گیا مگر کبھی کبھی باپ کے دیکھنے کا اُسے اشتیاق ہوتا اور چاہتا کہ کسی طرح اسکی خیر خبر و عافیت دریافت کرے اور یہ امر ممکن نہ تھا

بغیر اسکے کہ خود جاتا اور اپنے باپ کو دیکھتا آخر ایکدن اُسنے پری بانو سے اجازت چاہی پری بانو اس خیال سے کہ شاید شہزادہ یہ بہانہ کرکے یہان سے جایا چاہتا ہی بڑا رنج ہوا اور کہا تمنے پہلے مجھسے کیا اقرار کیا تھا اور اب تم برخلاف چاہتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ تمھین میرے ساتھ اب کچھ محبت نہین رہی حالانکہ مین تمپر اُسیطرح فدا ہون شہزادے نے جواب دیا ای میری ملکہ درحقیقت تمھاری محبت میرے ساتھ اُسیطرح ہی جیسا کہ فرماتی ہو لیکن اس درخواست سے میرا مطلب یہ نہین کہ بیوفائی کرکے مین یہان سے چلا جاؤن اور پھر نہ آؤن جو میرے باپ ضعیف کو میری جُدائی سے کمال رنج ہوا ہوگا اگر تمھاری مرضی ہو مین اپنے تئین اُسکو دکھا کر جلد لوٹ آؤن خدانخواستہ کوئی امر خلاف مرضی تمھاری کے نہین ہونے کا بلکہ تا زندگی تمھارے حضور مین حاضر رہونگا غرض اسطرح کی گفتگو سے پری کی دلجمعی ہوئی اور قرینے سے اُسے معلوم ہوا کہ شہزادہ بھی واقع مین مجھے بہت چاہتا ہی اور وہ اپنے بیان مین سچا ہی پھر اُسکو اجازت دی کہ جاکے اپنے باپ کو دیکھ آؤ مگر بہت نہ ٹھہرنا اب یہان سے حال بادشاہ ہندوستان کا واسطے ربط قصے کے بیان کیا جاتا ہی کہ جب بادشاہ نے شہزادہ علی کی شادی نور النہار کے ساتھ کردی وہ اُس روز سے شہزادہ حسین اور شہزادہ احمد کو نہ دیکھکر نہایت غمگین رہا کرتا تھا چنانچہ ایکدن اُسنے ان دونون کا حال استفسار کیا حضار دولت نے عرض کیا کہ شہزادہ حسین اپنے بھائی علی کی شادی کے بعد گوشہ نشین ہوا اور شہزادہ احمد کسیطرف کو چلا گیا بادشاہ نے یہ حال سنکر واسطے تلاش شہزادہ احمد کے اپنے نائبون اور عاملون کو فرمان لکھے کہ جہان کہین اُسکو پاؤ باعزاز و اکرام میرے پاس بھجوادو باوجود تلاش شہزادہ احمد کو کہین نہ پایا آخر مایوس ہوکر وزیر اعظم کو فرمایا کہ تو شہزادہ احمد کی تلاش کر وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے قبل فرمانے کے بہت تلاش کی مگر کہین ابتک سراغ نہ لگا اور غلام کو اُس سے کمال محبت ہی آخر الامر جب وزیر اور اُمرا نے بادشاہ کو شہزادہ احمد کے گم ہونے سے بہت بیقرار پایا سب نے نہایت تردد اور فکر کی وزیر کو یاد آیا کہ مین نے آگے سُنا تھا کہ اس شہر مین ایک بہت ہوشیار جادوگرنی ہی پھر بادشاہ سے اُسکی تعریف کی اور عرض کیا کہ حضرت اُسکو بلوا کے شہزادہ احمد کا حال پوچھین جب وہ جادوگرنی حاضر ہوئی بادشاہ نے اُس سے فرمایا جب سے مین نے شادی شہزادہ علی کی شہزادی نور النہار کے ساتھ کردی ہی تب سے شہزادہ احمد کا کچھ پتا نہین معلوم ہوتا تو اپنے جادو کے زور سے اُسکا حال دریافت کرکے مجھسے ظاہر کر کہ زندہ ہی یا نہین اگر ہی تو کہان اور کس حالت مین ہی

پھر مجکو اُسکا دیکھنا نصیب ہوگا یا نہین جادوگرنی بولی آج مجکو فرصت دیجیے کل مجھسے جواب شافی لیجیے بادشاہ نے اُسے مہلت دیکر کہا اگر تو میرے سوال کا جواب شافی دیگی اور میری تسلی کریگی مین تجھے بہت کچھ دونگا اور نہایت خوش کرونگا دوسرے دن صبح کو وہ ساحرہ وزیر کے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مین نے اپنے علم اور جادو کے زور سے خوب دریافت کیا شہزادہٗ احمد زندہ ہی آپ طرح طرح خاطر جمع رکھیے اسوقت سوا اس ایک امر کے اور کچھ مین اُسکا حال بتا نہین سکتی کہ وہ کہان ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اُسکے ملنے کی اُسے امید پڑی اب ہم رجوع کرتے ہین طرف قصہٗ شہزادہٗ احمد کے جب اُسنے پری بانو سے مکرر اجازت واسطے دیکھنے بادشاہ کے طلب کی اور پری بانو نے اُسے اپنے عشق مین خوب ثابت قدم پایا شہزادہ احمد سے کہا اگرچہ میرا جی نہین چاہتا کہ ایک ساعت کیلیے بھی تمھین اپنی نظرون سے جدا کرون مگر بسبب تمھارے اصرار کے مین بخوشی تمھین اجازت جانے کی دیتی ہون لیکن ایک شرط سے کہ مجھسے اقرار وہانسے جلد پھر آنے کا کرو شہزادہ شکر بجا لایا اور کہا تم خاطر جمع رکھو مین بہت جلد اپنے باپ کو دیکھکر پھر آؤنگا مجھے بغیر تمھارے وہان کب آرام ہوگا پری بانو یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور جو شک اُسکی طرف سے اپنے دل مین رکھتی تھی بالکل زائل ہوا پھر شہزادہ سے کہا اب جس روز تمھارا جی چاہے اپنے باپ کو دیکھنے جاؤ مگر میری نصیحت کو کبھی نہ بھولنا وہ یہ ہی کہ اپنی شادی کا حال اور سوا اسکے جو کچھ قسم عجائب و غرائب سے تمنے دیکھا ہی اپنے باپ سے اور وہان کے باشندون سے ہرگز ظاہر نہ کرنا اسیقدر کہنا کہ مین بہت خوش و خرم رہتا ہون فقط تمھارے دیکھنے کو آیا ہون یہ کہکے پری بانو نے اُسکے سفر کی تیاری کا اپنے کارندون سے حکم کیا جب سب اسباب سفر کا تیار ہو چکا بیس سوار کہ ساز و یراق سے خوب تیار تھے اُسکے ہمراہ کیے اور ایک گھوڑا الکمال خوبصورت برق رفتار مرصع کار شہزادے کی سواری کے واسطے دیا اور اُسکو گلے سے لگا رخصت کیا شہزادہٗ احمد بھی پری بانو سے از سر نو عہد و پیمان کو جدا کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور مع اُن بیس سوارون کے جو قوم جنات تھے وہانسے طمطراق سے شہر کی راہ لی چونکہ دولتخانہ بادشاہ کا وہان سے بہت نزدیک تھا ایک ساعت مین پہونچگیا سب عملہ بادشاہی اور شہر کے لوگ شہزادہٗ احمد کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور اپنا کاروبار چھوڑا اُسکو جھک جھک کر سلام کرنے اور دعائین دینے لگے اور ایک بھیڑ دو طرفہ اُسکے جلو مین ہوکر محل سلطانی تک گئی اور شہزادہٗ احمد دروازہٗ دربار عام پر اُترا اور بادشاہ کے حضور مین جاکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے اُسے اپنے سینے سے لگایا

اور بہت پیار کیا اور کہا کہ بابا تم شہزادی نور النہار سے مایوس ہوکے ایکبارگی ایسے غائب ہوگئے کہ باوجود
بہت جستجو کے کہین تمھارا پتا نہ لگا اور مین تمھارے فراق مین روتے روتے اُس حال کو جو تم دیکھتے ہو پہونچا
اتنی مدت کہان تھے اور کسطرح اوقات بسر ہوئی شہزادۂ احمد نے عرض کیا فی الحقیقت جب شہزادہ علی
نور النہار سے کامیاب ہوا مجھے نہایت ملال ہوا اور آپ کو خوب یاد ہوگا کہ جسدن ہم تینون بھائیون نے
بموجب ارشاد حضور کے فلانے میدان مین جاکر تیر لگائے تھے اور میرا تیر نظر سے غائب ہوگیا اور تلاش
کرنے سے کسی کو نہ ملا آخر بعد چند روز کے مین خود اپنا تیر ڈھونڈھنے اُس میدان مین گیا اور جہان سے کہ تیر شہزادہ
علی اور حسین کا پڑا تھا وہان سے کے وہنے بائین آگے پیچھے اُسے پایا ین خیال ڈھونڈھنا شروع کیا کہ شاید میرا
تیر بھی وہین کہین پڑا ہوگا لیکن تیر نظر نہ پڑا پھر مین اُسکو تلاش کرتا ہوا دور نکلگیا آخر مین نے اپنے تیر کو
ایک ٹیکرے بلند پر کہ یہانسے چار کوس کے فاصلے پر ہے پایا سوچا کہ اتنی دور آنا تیر کا خالی اسرار سے نہین ہے
یہ تصور کرکے مین وہانسے ایسی جگہ پہونچا جہان مین ابتک نہایت خوشی و آرام سے رہا اور رہتا ہون سوا اسکے
اور کچھ بیان نہین کرسکتا صرف آپ کی تسلی خاطر کے واسطے حاضر ہوا اب مجھے اجازت ہو کہ مین پھر وہان
جاؤن کبھی کبھی آپ کے مجرے کے واسطے حاضر ہوا کرونگا بادشاہ نے کہا مین نے تمھین بخوشی اجازت دی
اور میری دلجمعی ہوئی کہ تم اچھی طرح نزدیک میرے شہر کے رہتے ہو لیکن اگر تمھارے آنے مین کبھی کچھ دیر ہو
تو ہم کسطرح تمھاری خبر خیر و عافیت پایا کرین شہزادے نے کہا حضور مین کچھ حال کہ نہین سکتا آپ
خاطر جمع رکھین مین خود آپ کے حضور مین اسقدر حاضر ہوا کرونگا کہ حضور میری حاضر باشی سے تنگ آئینگے
بادشاہ نے کہا بابا میری غرض یہی تھی کہ تمھارا حال خیریت دریافت ہوا کرے اور اسکے سوا مجھے دریافت
کرنا تمھارے اسرار کا ہرگز منظور نہین اب مین نے تمھین رخصت کیا اس شرط سے کہ اب مجھے اپنے
آنے سے بہت منتظر نہ رکھنا شہزادۂ احمد تین دن تک وہان رہا چوتھے دن صبح کو وہان سے سوار ہوکے
پری بانو کے مکان مین پہونچا پری بانو اُسکے جلد پھر آنے سے بہت خوش ہوئی اور شہزادہ احمد نے اُس تین
روز کی غیر حاضری کے سبب سے بہت معذرت پری بانو سے کی پھر وہ دونون عاشق و معشوق نہایت
دلجوئی مین ایک دوسرے کی رہنے لگے جب ایک مہینا گذر گیا اور شہزادہ احمد نے اپنے باپ کے دیکھنے کا
قصد نہ کیا ایکدن پری بانو نے کہا تم نے آگے کہا تھا کہ شروع مہینے مین اپنے باپ کے دیکھنے کو جایا کرونگا پھر
اب تم کیون نہین جاتے باپ تمھارا منتظر ہوگا شہزادے نے کہا بغیر اجازت تمھاری کے کیونکر جاؤن

پری

پری بانو نے کہا صاحب اب تم میری اجازت پر اپنا جانا آنا موقوف نہ رکھو ہر مہینے کے شروع بغیر میری
اجازت کے جایا اور چوتھے دن وہان سے پھر آیا کرو شہزادہ احمد دوسرے دن علے الصباح بڑے تجمل سے
سوار ہو کے اپنے باپ کے محل مین گیا اور باپ کے حضور مین آداب بجا لایا پھر تو اُسنے معمول کیا کہ
ہر مہینے کے اوائل مین آتا اور تین روز وہان رہ کے چوتھے روز چلا جاتا اور ہر دفعہ تجمل سواری کا اُسکے
ساتھ زیادہ ہوتا آخر کو ایک وزیر دوسرا جو مصاحب اور منہ لگا بادشاہ کا تھا یہ شان و شوکت اُسکی دیکھکر
متعجب ہوا اور دل مین کہا کہ اس شہزادے کا حال کچھ نہین معلوم ہوتا کہ کہان رہتا ہے اور کہان سے
یہ رتبہ اسکو بہم پہونچا پھر اُس وزیر نے حسد سے بادشاہ کو بہکایا اور ڈرایا کہ تم شاہزادہ احمد کے حال سے
غافل ہو دیکھتے نہین کہ روز بروز جمعیت اور شوکت اُسکی بڑھتی جاتی ہے مبادا آپکو قید کر لے اور وہ خود بادشاہ
ہو جائے اور جانتے نہین ہو کہ بسبب اسکے کہ تمنے شہزادی نورالنہار کی شادی شہزادہ علی سے کر دی
ہے شہزادہ حسین اور شاہزادہ احمد نہایت تمسے ناراض ہین یہانتک کہ ایک فقیر ہو گیا اور شہزادہ احمد
جو ساتھ بڑی قوت اور شوکت کے نظر آتا ہے عجب نہین کہ انتقام اپنا لے اور قابو پا کے غدر کرے بادشاہ
کہ عقل سے خالی اور سادہ لوح تھا وزیر مفسد کی باتون نے اسکے دلمین اثر کیا اور متوہم ہو کے درپے دریافت
کرنے حال مکان اور بود و باش شہزادہ احمد کے ہوا اور ایکدن بے اطلاع وزیر اعظم کے کہ دوست اور خیرخواہ
شہزادہ احمد کا تھا مخفی اُس جادوگرنی کو چور دروازے سے اپنے حجرۂ خاص مین لیگیا اور اُس سے کہا کہ جیسے
تو نے مجھے آگے اپنے جادو کے سبب سے خبر دی تھی کہ شہزادہ احمد زندہ ہے اور مین تیرا نہایت ممنون و معتقد ہوں
ایسا ہی اب تو کچھ اُسکا اور بھی حال بیان کر کے میری تشفی کر اگرچہ شہزادہ اب ہر مہینے میری ملاقات کے
واسطے آتا ہے مگر ابتک معلوم نہین کہ وہ کہان سے آتا ہے اور کس جگہ رہتا ہے اب تو خفیہ میرے نوکرون
اور متعلقون سے اُسکے رہنے کا مکان دریافت کر کے مجھ سے ظاہر کر اور اب وہ شہزادہ میری ملاقات کو
موافق معمول آیا ہوا ہے اور اب بے رخصت و اطلاع میری اور سب ارکان دولت کے یہان سے
تھوڑی دور جا کے غائب ہو جائیگا آج تو راہ مین اُسکی ایسی جگہ چھپکر بیٹھ تا حال اُسکے جانے کا کہ وہ کدھر
جاتا ہے معلوم ہو اور پھر آکر مجھ سے کہہ جادوگرنی بادشاہ سے رخصت ہو کے وہان گئی جہان شہزادہ احمد
نے اپنا تیر پایا تھا اور اپنے تئین اُن ٹیکرون مین کسی غار کے اندر چھپا کر منتظر شہزادہ احمد کے آنے کی بیٹھی شہزادہ
احمد دوسرے دن صبح کو بے رخصت بادشاہ اور اہل دربار کے شہر سے روانہ ہوا جب اُن

ٹیکرون کے نزدیک پہونچا جادوگرنی نے اُسے اور اُسکی سواری کے آدمیون کو دیکھا کہ ٹیلون اور ٹیکرون پر چڑھکے دوسری طرف کو جاتے ہین اور وہ جگہ ایسی وحشت ناک اور پست و بلند ہی کہ کوئی سوار اور پیادہ وہان نہین جا سکتا آخر وہ ساحرہ اپنے دل مین بعد غور سوچی کہ ٹیکرون کے اسطرف یا تو کوئی بڑا غار ہی یا کوئی بڑا تہخانہ جسمین جنات اور پریزاد رہتے ہین وہ ساحرہ اسی خیال مین تھی کہ دفعتہً شہزادہ سواری کے لوگون سمیت نظر سے غائب ہوگیا تب وہ ساحرہ غار سے باہر نکلی دور دور چارونطرف بقدر طاقت گھومی اور چارونطرف دیکھا نہ تو اُسکو وہ تہخانہ ملا اور نہ وہ آہنی دروازہ جسے شہزادہٗ احمد نے دیکھا تھا نظر پڑا وہ دروازہ اور محل سوائے اُس آدم زاد کے کہ جسے پری با نو چاہے دوسرے کو دکھائی نہین دیتا تھا ساحرہ نے دل مین کہا بیفائدہ مین نے یہ تکلیف اُٹھائی جس کام کے لیے آئی تھی اُسے دریافت نہ کر سکی پھر وہ وہانسے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئی اور سب حال اُس سے ظاہر کیا اور کہا ہرچند مین نے چاہا کہ حال اس مکان کا جسمین شہزادہ رہا کرتا ہی مجھپر ظاہر ہو مگر کسی طرح دریافت نہ کر سکی اگر مجھے مہلت ملے پھر جا کے اُسے دریافت کرون بادشاہ نے کہا تجھے اختیار ہی جسطرح چاہے اُسے تلاش کر مین منتظر تیرے آنے کا رہونگا یہ کہکر بادشاہ نے ایک ٹکڑہ ہیرے کا بہت قیمتی ساحرہ کو دیکر کہا یہ عوض تیری محنت کا ہی اور جسدن تو اُس امر کو دریافت کرکے مجھ سے کہیگی مین بہت کچھ تجکو دیکر خوش کرونگا ساحرہ اپنے گھر منتظر آنے شہزادے کی بیٹھی جب وہ مہینا قریب گذرنے کے ہوا اور شہزادے کے ایک یا دو دن باقی آنے کے رہے وہ جادوگرنی انھین ٹیکرون پر قریب زینے کے جا بیٹھی دوسرے دن جب شہزادہٗ احمد ساتھ انھین سوار اور پیدل کے کہ ہمیشہ اُسکے ہمراہ ہوتے تھے اُس آہنی دروازے سے نکل کے اُس ساحرہ کے نزدیک سے نکلا ساحرہ کو کہ گدڑی اوڑھے ہوے ایک گڑھے مین پڑی ہوئی تھی پہلے دیکھکر سمجھا کہ شاید کسی ٹیکرے سے ٹکڑا پتھر کا ٹوٹ پڑا ہی پھر جب وہ شہزادے کو نزدیک اپنے دیکھکر رونے چلانے لگی جیسے کہ کوئی شخص دکھیا کسی سے مدد چاہے شہزادے کو اُسکے رونے پر نہایت ترس آیا اور کھڑے ہوکر اشارے سے پوچھا کہ کیا کہتی ہی اور کیا دُکھ ہی ساحرہ کہ نہایت مکارہ اور چالاک تھی وہ اور زیادہ رونے چلانے لگی شہزادے کو اُسکے رونے اور ضعیفی پر زیادہ رحم آیا جب اُسنے کمال توجہ شہزادے کی اپنی طرف پائی تب ٹھنڈھی سانس بھرکر آواز دردناک اپنا حال اسطرح زبان پر لائی کہ مین اپنے گھر سے کہ شہر مین کسی کام کے ارادے سے فلانی جگہ جاتی تھی جب اُس جگہ پر پہونچی دفعتہً ایسے

سخت تپ ولرزے نے مجھے دبایا کہ بالکل میری طاقت جاتی رہی اور بے اختیار ہوکر اسجگہ گر پڑی
شہزادے نے کہا افسوس کوئی ایسی جگہ نزدیک نہین کہ تجھکو وہان بھجوادون کہ تیری خبرگیری ہو مگر ایک
مکان نزدیک ہی اگر تو کہے تو تجکو وہان پر بھیجدون اُسجگہ جلد شفا پائیگی تو اُٹھ کر مجھ تک آ اُس مکارہ نے
ٹھنڈی سانس ایک اور بھرکے کہا مین تو کمزور ایسی ہوگئی ہون کہ اُٹھ نہین سکتی تب شہزادے نے اپنے
ایک سوار سے کہا کہ اس ضعیفہ بیمار کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرلے اُسنے فوراً اُس مکارہ کو اپنے
گھوڑے پر بٹھالیا شہزادہ وہانسے پھرکر اُس آہنی دروازے کیطرف آیا اور محل مین جاکر پری بانو کو بلوایا
پری بانو شہزادۂ احمد کے پاس آئی اور اُس سے پوچھا خیر تو ہی تم کیون پھر آئے اور مجھے کس لیے بُلایا
شہزادے نے حال بیماری اور بیکسی اُس ضعیفہ کا کہا کہ مین نے راہ مین اُسکو نہایت بیمار پایا اور ترس کھاکر
اُسکو یہان اُٹھوالایا اب تم مہربانی سے اُسکی دوا کرو اور جسقدر اس بیمار پر مہربانی کروگی اسکا احسان
مجھپر ہوگا پری بانو نے خواصون سے فرمایا کہ اسکو لیجاکر کسی مکان مین رکھو اور اُسکے علاج اور خبرگیری
سے غافل نہ رہو جب خواصین ساحرہ کو وہان لے گئین پری بانو نے شہزادۂ احمد سے بطور نصیحت کہا
ای شہزادے مین تمھاری رحمدلی سے بہت خوش ہوئی اور بموجب تمھارے کہنے کے اُسکی خبر لونگی مگر
ڈرتی ہون کہ مبادا کہین تم کو نیکی کے بدلے بدی نہ حاصل ہو مین اس بڑھیا کو بیمار نہین پاتی مجھے کچھ
فریب معلوم ہوتا ہی کہین کسی حریف نے تمھارے لیے فریب نہ کیا ہو بہرکیف اب تم سدھارو شہزادۂ
احمد نے کہا ای شہزادی خدا تم کو سلامت رکھے تمھاری حمایت اور اعانت کے سبب سے مجھے کسیطرح
کی ایذا نہ پہونچیگی اور مین خوب جانتا ہون کہ میرا کوئی دشمن نہین جو میری اذیت دینے کے درپے ہو اور
مین سب کے ساتھ نیکی کرتا ہون اسلیے کسی سے امید برائی کی نہین رکھتا یہ کہکر شہزادہ پری بانو سے
رخصت ہوا اور ہمراہی سوارون کے ساتھ بادشاہ کے محل مین آیا اور بادشاہ سے کہ بسبب بہکانے
وزیر بداندیش کے شہزادے کیطرف سے نہایت ہراسان تھا ملاقات کی اور آداب بجالایا پھر وہ دو خواصین
جو واسطے تیمارداری اُس ساحرہ کے مقرر تھین اُسکو ایک بہت خوبصورت مکان مین لے گئین جو ہرطرح
کے سامان سے سجا تھا اور ایک پلنگ پر جو ساٹھن کی توشک اور کمخاب کے لحاف سے آراستہ تھا اُسکو لٹایا
اور ایک خواص اُسکے نزدیک بیٹھی اور دوسری ایک چینی کے پیالے مین عرق کہ مخصوص تپ کیواسطے تھا
لے آئی پھر اُن دونون نے پکڑ کے اُٹھا بٹھایا اور کہا کہ یہ پانی چشمہ شیر کا ہی جسکے پینے سے کسیطرح کی بیماری

نہین رہتی جادوگرنی اُس پانی کو اُنکے ہاتھ سے لیکر پی گئی اور پھر لیٹ رہی خواصون نے لحاف اُسے
اُڑھا کر کہا کہ اب سو رہو تھوڑی دیر مین تو اچھی ہوجائیگی اُس ساحرہ نے یہ مکر صرف اسلیے کیا تھا کہ شہزادہ احمد
کی جگہ رہنے کی دریافت کرکے بادشاہ سے ظاہر کرے جب اُسکو اچھی طرح اُسنے پہچان لیا پھر وہ اُٹھ بیٹھی
اور اُن خواصون سے کہا کہ اس عرق کے پینے سے میرے تمام بدن مین خوب عرق آیا اب مین بالکل اچھی
ہوگئی اور مجھہ مین طاقت بھی آگئی اب تم اپنی بی بی سے خبر کرو تاکہ مین اُنکے حضور مین حاضر ہوکر شکر بجالاؤن
اور اُنسے رخصت ہوکے اپنے گھر جاؤن خواصین اُس ساحرہ کو ہر ایک مکان دکھاتی ہوئی اُس بارہ دری
مین جو سب سے زیادہ خوبصورت اور ہر ایک چیز سے آراستہ تھی لے آئین اُسنے پری بانو کو تخت پر جو ہیرے
و لعل و زمرد و مروارید وغیرہ جواہرات گرانبہا سے مرصع تھا بیٹھے ہوے دیکھا اور گرد اُسکے تخت کے بہت
پریان حسین و خوبصورت نفیس پوشاکین پہنے ہوے دست بستہ کھڑی تھین جادوگرنی ان مکانون اور
اسباب کو علی الخصوص تخت جواہر نگار پری بانو کو دیکھکر حیران ہوگئی اور بسبب رعب کے اُسکے مُنھہ سے
کچھ بات نکل نہ سکی تب اُسنے اپنے تئین پری بانو کے قدمون پر ڈالدیا پری بانو نے کہا اے نیک بیوی
تیرے آنے سے یہان خصوصًا تیرے صحت پانے سے مجھے بہت خوشی ہوئی اب تم میرے محل کی سیر کرو
میری خواصین سب مکان اور اسباب جو قابل دیکھنے کے ہین تمھین دکھلائینگی ساحرہ نے اُسکی زمین بوسی
کرکے قالین کو جو زیر قدم اُسکے بچھا ہوا تھا بوسہ دیا اور رخصت ہوئی پھر اُسنے ہر ایک مکانکو بخوبی دیکھا
اور خواصون سے اُن مکانون کی بہت تعریف کرکے رخصت ہوئی خواصون نے اُسے باہر آہنی دروازے
کے جہان سے شہزادہ احمد اُسکو لایا تھا لیجا کر چھوڑ دیا اور کہا اب تو اپنے گھر جا ساحرہ اُن خواصونکا شکر کر
آگے بڑھی تھوڑی دُور جاکے چاہا کہ اُس آہنی دروازے کو دیکھے اور اُسکو پہچان رکھے وہ دروازہ اُسکی
نظر سے غائب ہوگیا ہر چند وہ چار و نطرف اُس مکان کے پھری اور گھومی لیکن اصلا نشان محل اور
دروازے کا اُسکو نہ ملا آخر وہان سے شہر مین آئی اور چھپی راہون سے ہوکر چور دروازے پر محل بادشاہی
کے پہونچی اور کسی خواجہ سرا سے اپنی خبر کہلا بھیجی بادشاہ نے اُسکو بلوا لیا جب وہ بادشاہ کے حضور مین
افسردہ خاطر حاضر ہوئی بادشاہ نے دریافت کیا کہ آج بھی شاید وہ بے نیل مقصود کے آئی آخر
بادشاہ نے پوچھا کہ کام کرکے آئی یا نہین ساحرہ نے اس حال کو اسطرح حضور مین بادشاہ کے کہنا
شروع کیا کہ پہلے مین نے وہان جاکے اپنے تئین ایسا مکر سے بیمار بنایا کہ شہزادہ احمد کو میرے

حال پر بہت ترس آیا اور مجھے ایک تہ خانہ مین لیگیا اور مجھے ایک پری کو کہ نہایت خوبصورت تھی اور
اُسکے دیکھنے کا کسی آدم زاد کا مقدور نہ تھا سپرد کرکے کہا اس ضعیفہ کو دوچار روز اس مکان مین رکھکے
اسکا علاج کرو تاکہ اچھی ہوجائے پری بانو نے بپاس خاطر شہزادہ احمد فورًا دو خواصون کو میری خبر گیری
کے لیے متعین کیا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ درمیان شہزادہ احمد اور پری بانو کے واسطہ زن و شوہر کا ہی اور مین
نے اپنے تئین ایسا بیمار بنایا تھا کہ مطلق دونون خواصون نے مجھ مین توانائی نہ پائی اسلیے میرے دونون
بازو پکڑکر ایک مکان مین لے گئین اور ایک عرق پلا کے مجھے سُلا رکھا تب مین نے اپنے دل مین سوچا کہ
جس کام کیواسطے تو نے اپنے تئین بیمار بنایا تھا وہ کام بخوبی حاصل ہوا اب زیادہ مکر کرنا کیا ضرور ہی تھوڑی
دیر کے بعد مین اُٹھ بیٹھی اور خواصون سے کہا کہ پیتے ہی عرق کے میری تپ جاتی رہی پھر وہ مجھے پری بانو
کے حضور مین لے گئین پری بانو نے مجھے سب مکان اور تخت جواہر نگار دکھلا کے رخصت کیا جب وہ
ساحرہ اس حال کو بیان کر چکی اُسنے ظاہر کرنا دوسرے امر کا اسطرح شروع کیا کہ شاید حضور اُس پری کی
اور اُسکی حشمت و اقتدار کا حال سنکر بہت خوش ہوے ہونگے اور تصور فرمایا ہوگا کہ بسبب وصلت کے اُس پری کے
ساتھ شہزادہ احمد کو درحقیقت یہ دولت و دنیا حاصل ہوئی مگر میرے نزدیک یہ سب امر برعکس معلوم ہوتے
ہین کہ مبادا شہزادۂ احمد پری کی حمایت کرنے سے بہ نسبت حضور کے کچھ غدر اور فریب کرے اور اگر یہ خیال
کیا جائے کہ شہزادۂ احمد سے جو بذاتہ سعادتمند ہی ایسی حرکت غیر مناسب بہ نسبت اپنے باپ بزرگوار کے
عمل مین نہین آیگی یہ سچ ہی مگر جو بالفعل وہ مبتلاے محبت اُس پری کا ہی کیا عجب کہ بسبب ترغیب دینے
پری کے مرتکب ایسے امور ناشائستہ کا ہو غرض جگہ اندیشہ کی ہی اُسکی فکر سے حضور غافل نہ رہین آیندہ
مختار رہین ساحرہ یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہونے لگی بادشاہ نے کہا کہ مین دو وجہ سے تیرا ممنون ہوا
ایک تیری محنت دوسرے تیری نصیحت پھر جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ وہ ساحرہ مکانات سلطانی سے
جا چکی تب اُسنے اپنے مصاحبون کو جنھون نے شہزادۂ احمد کیطرف سے اُسکے دل مین شبہہ ڈالا تھا بلوا کے
ساری حقیقت ظاہر کی اور پوچھا کہ اب اس امر کی کیا تدبیر کیجائے جسکے سبب سے اس پری کے ہاتھ سے اپنی
سلطنت کو محفوظ رکھون ایک نے جواب دیا کہ اسکی تدبیر بہت سہل ہی شہزادۂ احمد کو کہ ہنوز یہین ہی قید کیجیے قتل
کرنا تو اسکا مناسب نہین مگر قید شدید مین رہے اس مشورے کو باقی مصاحبون نے بہت پسند کیا مگر
بادشاہ سنکے اُسوقت چپ ہو رہا دوسرے دن اُسنے پھر اُس ساحرہ کو بلوا کے شہزادہ احمد کے قید کرنے مین

مشورہ کیا اُسنے کہا میرے نزدیک یہ نامناسب معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ جب شہزادے کو آپ قید کرینگے ضرور ہی کہ اُسکے سوارون اور دوسرے ہمراہیون کو بھی قید کرین تو اسوقت وہ سب کہ عالم جنات سے ہین اور اُنکو سب طرح کی طاقت ہی قید سے نکلکر اُس پری کو خبر کرینگے وہ پری اپنے شوہر کے قید ہونے سے نہایت غضب مین آکے ایک قیامت برپا کریگی جسکا تدارک آپکو کرنا بہت دشوار ہوگا اگر میرا آپکو اعتماد ہو تو مین اس بات مین عرض کرونگی جسمین حضور کو سراسر نفع پہونچے اور کچھ نقصان نہ ہو اور آپ خوب جانتے ہین کہ بڑے بڑے عجیب وغریب کام ایکساعت مین عالم جنات اور پریون سے ہوتے ہین انسانکا مقدور نہین کہ اس کام کو برسون کی محنت سے حاصل کرلے اور اکثر حضور کو سیر وشکار کے وقت حاجت خیمون اور ڈیرون کی خاص اپنی ذات کے واسطے اور سب فوج اور لاؤ لشکر کے لیے پڑتی ہی اور اُسکی تیاری اور باربرداری مین بہت روپے صرف ہوتے ہین اب حضور امتحان کے لیے شہزادۂ احمد سے فرمائش کرین کہ ایک خیمہ وسیع ایسا کہین سے مجھے لادے جسمین سب ارکان دولت اور فوج وغیرہ اور دواب سمائین اور وہ ایسا ہلکا ہو کہ جیسے ایک آدمی اپنے ہاتھ مین اُٹھاکے جہان چاہے وہان لیجائے جب وہ شہزادہ آپکی اس فرمایش کو بجا لائے تو اور بہت فرمائشین عجیب کارآمد ہین کہ مین حضور سے عرض کرونگی آخر کو وہ شہزادہ اُن فرمایشون کے بہم پہونچانے مین نہایت تنگ اور عاجز ہوگا اور اس حیلے سے عجائب وغرائب چیزین جنات کی ایجاد اور کاریگری سے بنی ہوئی آپ کے خزانہ مین آجائینگی آخرالامر شہزادۂ احمد اُن فرمایشون سے تنگ آکے شرم وحجاب سے پھر کبھی اس شہر مین نہ آئیگا اور آپ اس صورت مین اسکے غدر ومکر سے محفوظ رہینگے اور حاجت قید کرنے اور ہلاکی ایسے فرزند کی تمکو نہ پڑیگی بادشاہ نے اس صلاح کو اپنے مصاحبون سے پوچھا وہ اس مصلحت کو سُنکر چپ ہو رہے بادشاہ اس صلاح کو بہتر سمجھکر چپ ہو رہا دوسرے دن جب شہزادۂ احمد بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور دیر تک طرح ہر قسم کی گفتگو درمیان دونون کے رہی بادشاہ نے موقع پاکے کہا مین آگے ایک مدت تک تمھاری جدائی سے نہایت رنج مین رہا اور جب تم ظاہر ہوکے میرے پاس آئے مجھے تمھارے دیکھنے سے نہایت خوشی ہوئی اور باوجود نہ دریافت ہونے تمھارے مسکن کے اصرار نہ کیا کہ یہ راز دریافت ہوجائے اسواسطے کہ تمھاری مرضی اُسکے پوچھنے مین نہ تھی مگر اب مجھے دریافت ہوا کہ تمنے ایک پری حسین کے ساتھ شادی کی ہے اس سے بڑی خوشی مجھے حاصل ہوئی اب مین تمسے کچھ اور اسکا حال کہ جو تمکو ناگوار ہی نہین

پوچھ سکتا مگر یہ کہو کہ جو کوئی چیز مین تمسے مانگون اُسکو تم پری بانو کے پاس سے لا دے سکتے ہو اور اتنی خاطر تمھاری اُس پری کو ہی کہ اُس چیز کے دینے مین دریغ نہ کرے تمھین خوب معلوم ہی کہ اکثر مین واسطے لڑائی یا شکار کے سفر کیا کرتا ہون اور حاجت خیمون اور ڈیرون کی پڑتی ہی کہ جنکی باربرداری کے لیے بہت اونٹ اور جانور درکار ہوتے ہین مین چاہتا ہون کہ ایک خیمہ جسے تم اپنے ہاتھ مین اُٹھا کے لا سکو اور وہی ایک خیمہ مجھے اور میری ساری فوج کے رہنے کیواسطے کافی ہو اُس پری سے مانگ کر لا دو تا مجھے وقت حاجت کے اور خیمے اور اُسکی باربرداری کے لیے کچھ تردد نہ کرنا پڑے اور صرف کرنے زر خطیر سے محفوظ رہون شہزادۂ احمد نے عرض کیا بہت خوب مین اپنی بی بی سے جا کر اُسکی درخواست کرتا ہون مجکو معلوم نہین کہ اس صفت کا خیمہ اُسکے کارخانہ مین ہی یا نہین اور اگر ہی تو وہ دیگی یا نہین ابھی مین آپ سے اقرار نہین کرتا بادشاہ نے کہا اگر تم اُس خیمہ کو لا کر حاضر نہ کروگے تو مین پھر تمھاری صورت نہ دیکھونگا اور تم کیسے اُسکے شوہر اور وہ تمھاری بی بی ہی کہ ذرا سی چیز بھی تمھارے کہنے سے نہ دیگی اور معلوم ہوا کہ تم اُسکے نزدیک کچھ حقیقت اور عزت نہین رکھتے تم جاؤ اور اُس سے اُس خیمہ کو مانگو اگر اُسنے دیا تو جاننا کہ وہ تمکو چاہتی ہی اور بہت عزیز رکھتی ہی اور مین یقیناً جانتا ہون کہ وہ تمکو دل سے پیار کرتی ہی جو کچھ تم اُس سے درخواست کروگے وہ تمکو بخوشی دیگی اور ہرگز انکار نہ کریگی شہزادۂ احمد خلاف اپنے دستور کے کہ تین دن تک بادشاہ کے حضور مین رہتا اور چوتھے روز پری بانو کے محل مین جاتا صرف دو روز رہ کر تیسرے دن اُدھر کو روانہ ہوا اور جب محل مین پہونچ کے پری بانو کے روبرو گیا اُسنے شہزادہ کو ملول پا کے پوچھا کہ خیر تو ہی آج تم کیون اسقدر افسردہ خاطر اپنے پدر بزرگوار کے پاس سے آئے ہو شہزادہ احمد نے بعد دریافت خیر و عافیت کے سب حال کہا پری بانو نے جواب دیا کہ مین تمھاری تسلی خاطر بخوبی کرونگی مگر اس درخواست سے تمھارے باپ کی مجھے معلوم ہوا کہ اب اُسکا وقت بہت قریب پہونچا ہی جلد اس دنیا سے رحلت کریگا شہزادۂ احمد نے کہا خدا میرے باپ کو بہت سا سلامت رکھے بی بی مین ابھی اُنکو تندرست چھوڑ کر آیا ہون مگر حیران ہون کہ مین نے ابتک ذرا حال یہان کا بادشاہ سے نہین کہا سب حال اُسکو کیونکر معلوم ہوا پری بانو نے جواب دیا کہ شہزادے تمھین یاد ہوگا کہ مین نے اُس عورت کو جسے تم بیمار سمجھکر یہان پر اُٹھا لائے تھے دکھلا دیا تھا اُسی عورت نے یہان کا سب حال تمھارے باپ سے جا کر کہا وہ بیمار نہ تھی بیماری کا بہانہ کیا تھا پھر مین نے وہ عرق کہ مخصوص ہر قسم کی

تپ کیواسطے ہی پلوایا اُسنے اُسکو پی لیا اور عرق کی تاثیر کا بہانہ کرکے اچھی ہوگئی اور میرے پاس رخصت ہونے کو آئی مین نے اپنے آدمی اور خواصین اُسکے ساتھ کرکے سب مکان اپنے محل کے اور اسباب اور سامان وغیرہ جواہرات اُسکو صرف تمھاری خاطر سے دکھلائے کہ تمنے اُسکی سفارش کی تھی اور جب اُسنے شفا پائی اُسکو بخوبی رخصت کیا سوا اُس عورت کے اور کسی آدم زاد کا مقدور نہین کہ یہانتک پہونچ سکے شہزادہ احمد نے پری بانو کی بہت ثنا وصفت کرکے کہا اب مین چاہتا ہون کہ تمھاری عنایت سے وہ خیمہ اپنے باپ کے حضور مین لیجاکر سرخرو ہون پری بانو نے کہا کہ تم اتنے تھوڑے امر کے لیے اسقدر کیون تردد کرتے ہو مین منگوائے دیتی ہون یہ کہکے اُسنے اپنی ایک خواص کو جو اُسکی خزانچی تھی بلایا اور کہا کہ فلانے خیمہ کو جلد لے آ وہ خواص جلد دوڑی گئی اور خیمے کو لاکر حاضر کیا اور بموجب اشارے پری کے اُسے شہزادہ احمد کو دیا شہزادہ احمد نے اُس خیمے کو اپنی مٹھی مین دباکر خیال کیا کہ پری بانو مجھ سے کیا ہنستی ہے پری بانو نے عقلاً دریافت کیا اور ٹھٹھا مارکر کہا اے شہزادے تمنے دل مین سمجھا کہ مین تمسے ہنستی ہون پھر اپنے خزانے کی داروغہ نورجہان نامے سے فرمایا کہ اس خیمے کو شہزادے کے ہاتھ سے لیکر ایک میدان مین استادہ کر تاکہ شہزادے کو اس خیمے کی عظمت وشان معلوم ہو خواص اُس خیمہ کو لیکر دور محل سے گئی اور استادہ کیا ایک سرا اُسکا محل سے لگا ہوا تھا شہزادہ احمد نے اُسکو اسقدر وسیع پایا کہ بادشاہ مع دو فوج کے اُسمین رہے اور کسیکو ایک دوسرے کے سبب تکلیف نہو پھر پری بانو سے عذر کیا کہ مجکو اسکا حال معلوم نہ تھا کہ یہ خیمہ اس صنعت و صفت کا ہے اسواسطے مین نے تعجب کیا تھا پھر خواص نے اُس خیمے کو گراکے بطور اول تہ کر شہزادہ احمد کو دیا شہزادہ اُسیوقت اُسے لیکر سوار ہوا اور اپنے معمولی سوارون کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین آیا اور اُس خیمے کو گذرانا بادشاہ بھی اول اُس خیمے کو دیکھکر سمجھا کہ بہت ذرا سا ہے پھر جبکہ وہ استادہ ہوا اُسکو بہت بڑا پاکر تعجب کیا اور ایسے تحفے نادر کے لانے سے بہت شکرگزار شہزادہ احمد کا ہوا اور کہا میری طرف سے بہت شکرگزاری پری کی بھی اس خیمے کے دینے سے کرنا بعد اسکے اپنے اہلکارونکو حکم کیا کہ اس خیمے کو بڑی احتیاط سے میرے خزانے مین رکھنا طرفہ یہ کہ ایسے تحفے نادر سے اُسکا وہم اور خوف جو اُس ساحرہ اور اُسکے مصاحبون نے شہزادہ احمد کیطرف سے اُسکے دل مین ڈالا تھا آگے سے زیادہ ہوا اور قیاس کیا کہ پری حقیقت مین اپنے شوہر پر حد سے زیادہ مہربان ہے اُسکی خاطر کیواسطے باوجود اس دولت و زور کے بڑے بڑے امر کرسکتی ہے اور ڈرا کہ کہین مجکو اُسکی خاطر کیواسطے ہلاک نہ کر ڈالے پھر بادشاہ نے اُس ساحرہ کو

بلوکے اس امر مین مشورہ کیا اُسنے کہا اب تم شہزادے سے پانی چشمۂ شیرون کا طلب کرو دوسرے دن
بادشاہ وقت شام کے اپنے ارکان دولت کے حلقے مین بیٹھا ہوا تھا کہ شہزادۂ احمد حاضر ہوا اور بعد
بجالانے آداب کے بادشاہ کے نزدیک بیٹھ گیا بادشاہ نے فرمایا مین تمھارے ایسے خیمے کے لانے سے
نہایت خوش ہوا اور ایسی کوئی چیز قیمتی اور نادر میرے خزانے مین نہین مگر ایک چیز اور اگر میرے لیے لاؤ
تو موجب میری کمال خوشی کا ہوگا سنتا ہون کہ تمھاری پری کے پاس پانی چشمۂ شیرونکا ہے جسکے پینے سے
اسیطرح کی تپ نہین رہتی مین چاہتا ہون کہ کچھ تھوڑا سا وہ پانی میرے واسطے لاؤ تا وقت حاجت اُسکو پیون
شہزادہ خاموش ہوکر دل مین کہنے لگا کہ خیمے کو مین نے جسطرح ہوسکا پری بانو سے مانگ کر لادیا شاید وہ
اس پانی کے مانگنے سے کچھ ناخوش ہو اور شہزادے کو خوب معلوم تھا کہ پری کسی امر سے ناراض نہ ہوگی شہزادۂ
احمد نے جواب دیا کہ میرے اختیار مین کوئی امر نہین مگر مین پری بانو سے پانی بھی مانگونگا اگر اُسنے دیا تو
حاضر کرونگا ابھی وعدۂ حتمی نہین کرتا غرض دوسرے دن شہزادۂ احمد سلطان سے رخصت ہوکر پری بانو
کی خدمت مین آیا اور بعد اظہار اخلاص و نیاز کہا کہ سلطان تمھاری عنایت کا نہایت شکر گزار ہے مگر اُسے
تھوڑا سا پانی چشمۂ شیرون کا درکار ہے اگر اُس پانی کے دینے مین تمکو کچھ دقت ہو تو جانے دو وہ نہ مجھے دو پری بانو
نے کہا معلوم ہوا کہ بادشاہ میرا اور تمھارا امتحان کرتا ہے اور جو وہ جادوگرنی اُسے سکھاتی ہے وہی چیزین
مانگنے پر اُسکی طبیعت آتی ہے خیر مین اس فرمایش کو بھی دونگی لیکن اسمین ایک بڑی جوکھم ہے کہ فلانے قلعے
کے میدان مین ایک چشمہ ہے جسکی راہ بند کرنے کے لیے چار شیر بہت قوی معین ہین اور نوبت بنوبت
دو شیر جاگتے اور دو سوتے ہین اور کسی کو نزدیک اُس پانی کے نہین آنے دیتے مگر مین ایسی تدبیر تمھین بتاؤنگی
جسکے سبب سے تمھین کچھ ضرر نہ پہونچے گا یہ کہکے پری بانو نے سوئی دھاگا نکال کئی گیند سوت کے
اپنے ہاتھ سے بنائے اور ایک گیند شہزادۂ احمد کو دیکر کہا پہلے تم اس گیند کو اپنے پاس احتیاط سے رکھو
رکھو دوسرے یہ کہ تم دو گھوڑے چالاک لینا ایک پر تم خود سوار ہونا اور دوسرے پر ایک بھیڑ کے
چار ٹکڑے کرکے لادنا اور وہ بھیڑ مین آج ذبح کر رکھونگی تیسرے یہ کہ تمکو ایک ٹھلیا دیتی ہون کہ اُسکو
اپنے پاس رکھنا پھر علے الصباح تم سوار ہو اور اُس دوسرے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ مین پکڑ اُس قلعہ
کیطرف روانہ ہو اور جب قلعہ کے پاس آہنی دروازے پر پہونچنا اس گیند کو اپنے آگے ڈالدینا یہ گیند
خود بخود لڑھکتا ہوا دروازے تک قلعہ کے پہونچیگا تم بھی پیچھے پیچھے چلے جانا جہان گیند ٹھہر جائیگا

وہین تم اُن چارون شیرون کو دیکھوگے اور دروازہ کھل جائیگا اور وہ دو شیر جو جاگتے ہونگے اُن دو شیر سوتے ہوؤن کو جگا دینگے پھر وہ چارون دیکھکر تمھین غرائین اور شور وغل مچانے لگینگے مگر تم ذرا نہ ڈرنا بھیڑ کے چارون ٹکڑون سے ایک ایک ٹکڑا اُنکے آگے ڈال دینا اور گھوڑے پر سے نہ اُترنا اور گھوڑے کو ایڑ مارکے جلد اُس چشمہ پر پہونچنا اور پانی ٹھلیا مین بھرکر جلد لوٹ پڑنا وہ شیر کہ اسوقت مشغول کھانے مین گوشت کے ہونگے تمسے کچھ تعرض نہ کرینگے شہزادۂ احمد دوسرے دن علی الصباح قلعے کیطرف روانہ ہوا اور قلعے کے دروازے کے پاس جاکر وہ چارون ٹکڑے بھیڑ کے اُن چارون شیرون کے روبرو ڈالنے لگے اُس چشمہ پہ پہونچا اور ٹھلیا کو بھر جلد لوٹ پڑا جب تھوڑی دور نکل آیا چارون شیرون نے اُسکا پیچھا کیا اُسنے بے ڈر ہوکر تلوار غلاف سے کھینچ لی چنانچہ ایک شیر اُن چارون مین سے پھر گیا اور دور سے شہزادے کو اپنا سر اور دم ہلاکر اشارہ کیا کہ تو بیخوف چلا جا مگر وہ تینون ساتھ اُسکے لگے ہوے چلے جاتے تھے یہانتک شہزادہ شہر مین پہونچکر بادشاہ کے محل مین داخل ہوا اور وہ تینون شیر بھی پیچھے سے شہزادے کا پیچھا کیے ہوے دروازے تک پہونچے اور شہزادے کو اندر جاتے ہوے دیکھ تینون پھرے ہوے چلے گئے شہر کے باشندے اُن شیرون کو دیکھکر نہایت ڈرے اور بھاگے مگر کسیکو اُن شیرون نے ستایا نہین پھر بہت سوار شہزادۂ احمد کو تنہا دیکھ کر دربار بادشاہی تک اُسکے ہمراہ رکاب ہوگئے اور وہان پہونچکر اُسکو گھوڑے سے اُتارا بادشاہ اُسوقت دربار مین بیٹھا تھا کہ اتنے مین شہزادۂ احمد آیا اور آداب بجالایا اور اُس ٹھلیا کو جسمین پانی چشمہ شیرونکا بھرا تھا نذر گزرانکر عرض کیا کہ یہ وہی پانی ہی جسکی حضور نے فرمایش کی تھی اور یہ پانی بہت کمیاب ہی بادشاہ نے فرط عنایت سے اُسکا ہاتھ پکڑکے اپنی دہنی طرف بٹھالیا اور کہا کہ تم اس پانی کو بڑی خطرناک جگہ سے محنت کرکے لائے ہو مین تمھارا نہایت ممنون ہوا اور جو اُس ساحرہ نے سب حال اس چشمہ شیرون کا اور اُسکی خطرناکی کا بادشاہ سے کہا تھا اسواسطے اُسکو اس حال سے خبر تھی پھر بادشاہ نے شہزادۂ احمد سے پوچھا کیونکر تم وہان گئے اور کسطرح شیرون سے بچکر صحیح و سالم آئے شہزادے نے سب سرگذشت وہان کے جانے اور پھر آنے کی بادشاہ سے مفصل بیان کی جب بادشاہ نے دلیری پر شہزادے کی خیال کیا زیادہ تر آگے سے ڈرا اور عداوت شہزادے کی اُسکے دلمین دس حصے زیادہ ہوئی جلدی اُسے رخصت کر محل مین داخل ہوا اور اُس جادوگرنی کو بلوا بھیجا جب وہ حاضر ہوئی بادشاہ نے اُس سے حال شہزادۂ احمد کا اور لانا پانی چشمہ شیرون کا مفصل ظاہر کیا وہ سُنکر نہایت متحیر ہوئی پھر عرض کیا کہ ابکی بار شہزادہ احمد سے

یہ فرمایش کیجیے اس فرمایش کے بہم پہونچانے مین یقینا وہ عاجز ہوگا اور کبھی اُسکا انجام اُس سے نہو سکیگا بادشاہ نے دوسرے دن شہزادۂ احمد سے جب وہ اُسکے حضور مین حاضر ہوا کہا اے فرزند دلبند مین تمھاری سعادتمندی اور خدمات شایستہ سے نہایت خوش ہوا خصوصًا اُن دو فرمایشون کے بجالانے سے جو مین نے پہلے تمسے کی تھین اب ایک تیسری فرمایش اور ہے اگر اُسکو بھی تم بجالاؤ تو مین عمر بھر تمسے راضی رہون شہزادۂ احمد نے عرض کیا وہ کونسی فرمایش ہے بادشاہ نے کہا میرے حضور مین ایک آدمی لاؤ جسکا قد وقامت ایک گز سے زیادہ نہو اور اُسکی داڑھی بیس گز کی ہو اور ساڑھے چھ من کی جریب آہنی اپنے کاندھے پر رکھکر چلے اور اس جریب کو اسطرح گھمائے جیسے کوئی ایک لکڑی کے سونٹے کو شہزادۂ احمد نے خیال کیا کہ اس صفت کا آدمی دنیا مین پیدا نہوا ہوگا غرض شہزادۂ احمد دوسرے دن اُس تہخانے مین جو ملکت پری بانو کی تھی گیا اور اسکو اس فرمایش سے آگاہ کیا اور پری کیطرف دیکھکر کہا کہ یہ فرمایش اُن دونون فرمایشون سے بہت بڑی ہے پری بانو نے کہا تم کچھ اندیشہ نہ کرو تمنے تو بڑی جوکھم اُٹھا پانی چشمہ شیر کا اپنے باپ کو لادیا یہ فرمایش اُس سے زیادہ دشوار نہین کیونکہ یہ صفت میرے بھائی شبر مین ہے اگرچہ مین اور وہ ایک ہی باپ سے پیدا ہین مگر اُسکی شکل خدا نے ویسی پیدا کی اور میری ایسی اور وہ بہت شجاع اور دلیر ہے اور اُسکی ہمیشہ سے یہی آرزو ہے کہ مین اس سے کچھ فرمایش کرون تاکہ وہ اُسکو کمال خوشی سے بجالائے اور وہ بجائے خود بادشاہ ہے اور سوا اُس ایک حربۂ آہنی کے اور کوئی ہتھیار اپنے پاس نہین رکھتا اب مین اُسکو یہان طلاتی ہون خبردار تم اُسکو دیکھکر ڈرنا نہین شہزادۂ احمد نے کہا جو شبر تمھارا بھائی ہے تو وہ اگرچہ خلقت عجیب رکھتا ہے مین اُسکو دیکھکر خوش ہونگا جیسا کہ کوئی اپنے عزیز کو دیکھکے خوش ہوتا ہے اُسے دیکھکے ڈرنا کیا معنی پھر پری بانو نے سونے کی انگیٹھی منگوا آگ اُسمین بھروائی اور ایک طلائی صندوقچہ منگواکے کھولا اور اُسمین سے کچھ خوشبو نکال کے اُس آگ مین ڈالی اور جب اُس عنبردان سے دھوان پھر اُٹھا اُسکے کئی لمحے کے بعد پری بانو نے کہا میرا بھائی شبر آیا تم اُسکو دیکھتے ہو یا نہین شہزادے نے سر اُٹھاکے شبر کو دیکھا فی الواقع قد اُسکا ایک گز کا تھا اور نہایت تمکنت کے ساتھ آیا تھا اور اُسکے کاندھے پر جریب لوہے کی ساڑھے چھ من کے وزن کی رکھی ہوئی ہے اور اُسکی ڈاڑھی بہت گھنی بیس گز کی لمبی مگر اسطرح اُسکو بحکمت عملی رکھتا تھا کہ زمین سے نہین لگتی اور مونچھین بھی اتنی بڑی تھین کہ اُسکے کانون تک پہونچین کہ اُسکے سارے چہرے کو چھپا لیا تھا اور آنکھین اُسکی مانند بچہ خوک کے سر مین

گھسی ہوئی سر اُسکا جسپر تاج رکھے تھا آگے اور پیچھے سے کبڑا تھا شہزادہ احمد شبر کو دیکھکر مطلق نہ ڈرا پری بانو کے پاس بیٹھا رہا شبر نے آگے بڑھ کے اُسکو ایک آنکھ سے دیکھکر پوچھا کہ تمھارے بازو سے لگا کون شخص بیٹھا ہی پری بانو نے کہا میرا شوہر اور نام اُسکا شہزادہ احمد اور بیٹا بادشاہ ہند کا ہی مین نے

تصویر شبر برادر پری بانو کی مع تصویر شہزادہ احمد اور پری بانو کے

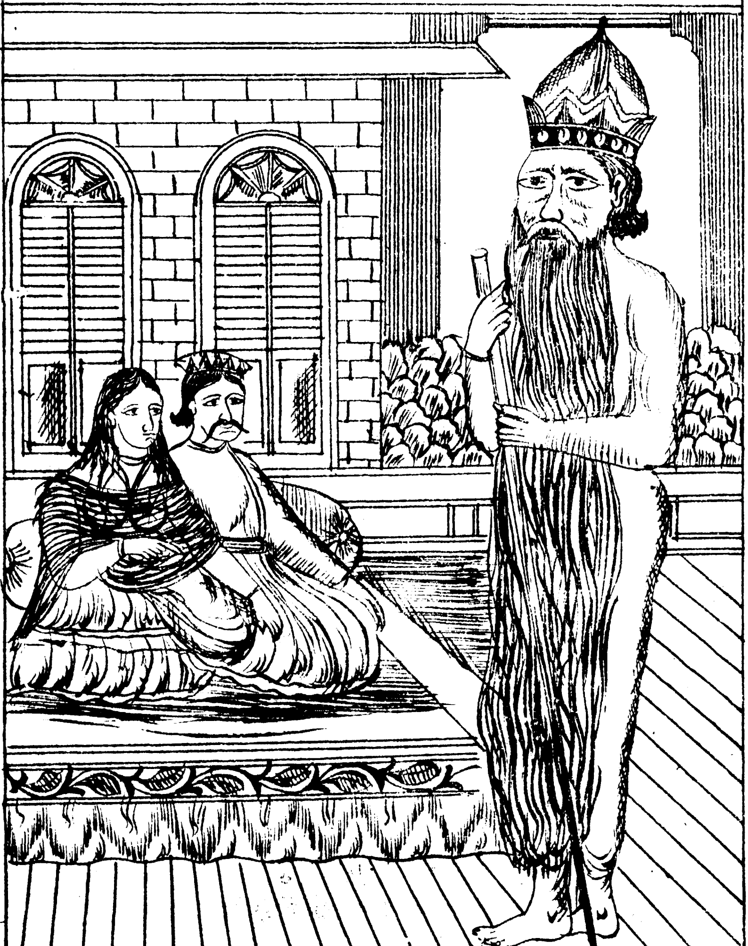

بھائی اپنی شادی میں تمھیں اسلیے نہیں بُلایا کہ تم اُن دنون مین بڑی لڑائی مین مصروف تھے اب تم خدا کے فضل سے وہانسے فتحیاب ہو کر آئے اسلیے تمکو بلایا شبر نے یہ سنتے ہی نظر الفت سے شہزادۂ احمد کیطرف دیکھا اور پری بانو سے کہا کہ بہن کوئی ایسی خدمت ہے اس شہزادے کی کہ مین بجالاؤن پری بانو نے کہا کہ بادشاہ ہند یعنی اس شہزادے کا باپ تمھارے دیکھنے کا بڑا اشتیاق رکھتا ہے تم مہربانی سے اس شہزادے کے ساتھ وہان جاؤ شبر نے کہا مین اسیوقت تیار ہون پری بانو نے کہا بھائی آج تم تمام دن کے تھکے ماندے ہو کل صبح کو جانا اور شام کے وقت مین سب حال شہزادۂ احمد کا تمسے بیان کرونگی پھر پری بانو نے بادشاہ اور اُسکے وزیرون مفسد کے حسد سے خصوصًا اُس جادوگرنی کی دشمنی سے جو ساتھ شہزادۂ احمد کے رکھتی تھی شبر کو آگاہ کیا پھر دوسرے دن صبح کو شبر نے شہزادۂ احمد کے ہمراہ ہو بادشاہ کے دربار کی راہ لی راہ مین بازاری شبر کو شکل مُہیب مین دیکھکر نہایت ہراس سے دکانون اور گھرون مین چھپ رہے اور دروازے بند کر لیا اور سب لوگ شہر کے جو تیون اور پگڑیون کو گھبراہٹ سے بحواس ہو کر چھوڑ بھاگے جب شبر اور شہزادہ احمد دونون محل کے دروازے پر پہونچے دربان شبر کی صورت دیکھکر بھاگ گئے پھر وہ جہان بادشاہ بیٹھا انصاف کرتا تھا اور سب اُسکے اہلکار اور مصاحبین بڑے چھوٹے اپنے قرینون سے حاضر تھے گیا وہان بھی لوگ شبر کو دیکھکے جابجا بھاگ کر چھپ گئے اور شبر نے بکمال نخوت وغرور تخت کے پاس آکر بادشاہ سے کہا تو نے میرے دیکھنے کی فرمائش کی تھی مین حاضر ہون دیکھا اور مجھسے کیا چاہتا ہے بادشاہ نے اپنے دونون ہاتھون کو دونون آنکھون پر رکھا اور منھ پھیر کے چاہا کہ وہان سے بھاگے اور ایسی ہیبت ناک صورت کو نہ دیکھے شبر بادشاہ کی بداخلاقی سے نہایت رنجیدہ ہوا کہ مین اتنی مشقت اُٹھا کر جب اُسکی طلب کے یہان آیا اور یہ مجھے دیکھکر بھاگتا ہے آخر اپنے حربۂ آہنی کو اُٹھا اُسکے سر پر مارا کہ دماغ اُسکا پاش پاش ہو زمین پر گر پڑا شہزادۂ احمد ہنوز نہین پہونچا تھا کہ اُسنے بادشاہ کا کام تمام کیا پھر چاہا کہ وزیر اعظم کو مارے شہزادے احمد نے اُسے بچایا کہ یہ تو میرا دوست ہے اُسنے کوئی سخن بد میرے حق مین نہین کہا بخلاف اورون کے یہ اشارہ پا کے شبر نے ایک سرے سے سب وزیرون اور مصاحبون کو قتل کیا اور سوا اُن لوگون کے کہ جنھون نے اپنے تئین بھاگ کر بچایا تھا کوئی وہان زندہ نہ رہا سب کے سب اُسکے ہاتھ سے مارے گئے پھر شبر نے عدالت گھر سے دربار بادشاہی مین آکر وزیر اعظم سے کہا کہ اُس ساحرہ کو جو شہزادۂ احمد میرے بہنوئی کی دشمن تھی اور اُن مصاحبون کو جو اُسکے حسد اور عداوت

ہین تھے حاضر کرنا اُن سب کو سزا اعمال کی دو ون وزیر نے پہلے اُس ساحرہ کو بعد اُسکے اُن مصاحبون کو جو خطا لطف شہزادے کے تھے بلواکے حاضر کیا شبر نے اُنکو بھی اُسی حربۂ آہنی سے مارا اور اُس ساحرہ سے کہا کہ نتیجہ تیری بدآموزی کا بادشاہ کو اور تیرے مکر و فریب کرنے کا یہ ہے جو تجھے اب ملا پھر شبر نے چاہا کہ تمام شہر کے لوگ اُنکو قتل کرے مگر شہزادہ احمد نے اُن سبکو بچایا پھر شبر نے شہزادہ احمد کو پوشاک شاہانہ پہناکے تخت سلطنت ہندوستان پر بٹھایا اور اسکے نام کی تمام شہر مین منادی کی سب لوگ شہر کے وضیع و شریف کہ شہزادہ احمد سے راضی تھے اُسکے بادشاہ ہونے سے نہایت خوش ہوے اور اُسکے حضور مین نذرین گذران کے باواز بلند دعائین دینے لگے کہ سلطان احمد ہزارون برس زندہ رہے جب شبر یہان کا بندوبست کرچکا تب پری بانو اپنی ہمشیرہ کو لاکے وہان کی ملکہ کی اور خطاب اُسکا شہربانو دیا بعد اُسکے شبر اپنی بہن شہربانو اور سلطان احمد سے رخصت ہوکے اپنے گھر گیا اُسکے جانے کے بعد سلطان احمد نے شہزادہ علی اور نورالنہار کو بہت کچھ دیکے ایک بڑے شہر کا جو اُسکی دارالسلطنت کے متصل تھا حاکم کرکے وہان رخصت کیا اور ایک سردار کو شہزادہ حسین کے پاس بھیجکر تمامی حال کی اطلاع کی اور کہلا بھیجا جس شہر اور ولایت کی تمکو خواہش اور رغبت ہو مین اُسکا حاکم تمھین کرکے سند اُسکی لکھکر بھیجدون مگر شہزادہ حسین ازبسکہ فقیری مین نہایت خوش تھا اُسنے حکومت کسی ولایت کی منظور نہ کی اور اُس افسر کی زبانی شکرگزاری سلطان احمد کی کہلا بھیجی اور اپنی تمام عمر خلوت نشینی مین بسر کی ملکہ شہرزاد نے اس قصہ کو تمام کرکے دوسرے دن دوسرا قصہ دو بہنون کی دشمنی کا کہنا شروع کیا اور اسیطرح وہ ہمیشہ قصے عجیب وغریب بادشاہ ہندوستان کو سناکے ہر روز اپنے تئین قتل سے بچاتی تھی

قصہ دو بہنون کے حسد اور عداوت کا تیسری بہن کی نسبت جو سب سے چھوٹی تھی

اگلے زمانے مین ایک شہزادہ ملک پارس کا خسرو شاہ نام اکثر راتونکو بھیس بدل اور ایک خدمتگار کو اپنے ساتھ لیے سیر شہر کی کیا کرتا اور شب گردی مین انوکھے انوکھے حالات مشاہدہ کیا کرتا جب شہزادے کے باپ نے کہ معمر تھا اور اُس شہزادہ کے سوا اور کوئی وارث نہین رکھتا تھا انتقال کیا تب وہ شہزادہ تخت پر بیٹھا اور بعد رسمون تجہیز و تکفین اور عزاداری کے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کہ کیخسرو شاہ تھا جاری کیا اور بدستور اپنی عادت قدیم کے سرشام اپنے وزیر اعظم کو ہمراہ لے اور تبدیل لباس اپنا اور وزیر کا کرکو چون مین شہر کے گشت کرنے لگا تاکہ حال نیک و بد شہر کا معلوم ہو اتفاقاً گذر اُسکا ایک گلی مین جہان عوام الناس

رہتے تھے ہوا وہان اُسنے آواز سنی کہ کچھ عورتین باآواز بلند بات چیت کر رہی ہین بادشاہ نے نزدیک اُس گھر کے جاکے دروازے کی دراسے جھانک کر دیکھا کہ تین بہنین ایک دالان مین بیٹھی ہوئی بعد فراغت طعام شب آپس مین باتین کرتی ہین وہ کان لگاکر اُنکی باتین سننے لگا چنانچہ بڑی بہن نے اپنے دل کی آرزو اسطرح ظاہر کی کہ مین چاہتی ہون کہ میرا بیاہ بادشاہ کے نان بائی کے ساتھ ہوتا کہ روٹی نہایت لذیذ کھاکے تم دونون کو ترسایا کرتی منجھلی بہن نے کہا میری تمنا یہ ہی کہ میری کتخدائی بادشاہ کے باورچی کے ساتھ ہوتا اچھے اچھے کھانے نفیس میرے کھانے مین آیا کرتے تیسری بہن نے کہ سب سے چھوٹی اور لطیفہ گو اور نہایت خوبصورت خوش سلیقہ ذی شعور تھی اپنی نوبت مین کہا میری خواہش ایسی پست نہین ہی جیسی تم دونون کی بلکہ میری آرزو بہت بڑی ہی مین چاہتی ہون کہ اس ملک کے بادشاہ کی بی بی ہون اور اس بادشاہ سے ایک شہزادہ جنون جسکے بال ایک طرف کے سونے کے ہون اور دوسری طرف کے روپے کے اور جب روئے اُسکی آنکھون سے موتی جھڑین اور ہنسی کے وقت اُسکے شگرفی ہونٹھ مانند غنچے کے کھلین بادشاہ تینون خواہشین اُن تینون بہنون کی خصوصًا آرزو تیسری بہن کی سنکر نہایت متعجب ہوا اور چاہا کہ ان تینون بہنون کی خواہش پوری کرے اس امر کو دل مین قرار دیکر وزیر سے فرمایا کہ اس گھر کو خوب اس وقت پہچان رکھ اور صبح ان تینون بہنون کو میرے حضور مین حاضر کیجیو غرض دوسرے دن صبح کو وزیر نے اُن تینون بہنون کو اُنکے گھر سے لیجاکے بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا بادشاہ نے اُنسے کہا کل رات کو تم اختلاط اور خوش طبعی مین آپس مین کیا کہتی تھین خبردار اظہار مین اُن باتون کے ذرا فرق نہ کرنا اسواسطے کہ مجھے وہ سب باتین معلوم ہین اور اپنے کانون سے سن چکا ہون اس بات کو سنکر وہ تینون بہنین شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دے سکین اور اپنے اپنے سر جھکاکے چپ ہو رہین بادشاہ چھوٹی بہن کو کہ نہایت حسین اور نک سک سے بہت اچھی تھی دیکھکر فریفتہ ہوا آخر بعد استفسار بسیار وہ عذر کرنے لگین بادشاہ نے اُنکو دلاسا دیکر فرمایا کہ تم کچھ نہ ڈرو اور جیسا کہ رات آپس مین اظہار اپنی خواہشون کا کرتی تھین مجھسے ظاہر کرو تو تمھاری آرزو کو پورا کرون آخر اُنھون نے اپنی خواہشون کو بادشاہ کے حضور ظاہر کیا بادشاہ نے سنکے بڑی بہن کی شادی اپنے نانبائی کے ساتھ اور منجھلی کی باورچی کے ساتھ اسی دن کردی اور اپنی شادی کے لیے چھوٹی بہن کے ساتھ تیاری کا حکم کیا چنانچہ بعد تیاری سامان کے مانند بادشاہون کے شادی کی

اور اسکو خطاب ملکہ پارس کا دیا اور اسکی بڑی بہنون کی شادی سرا سری باورچی اور طباخ کے ساتھ بدون تکلف کردی تھی اگرچہ اُن سب کو لازم تھا کہ اپنی آرزو مین پا کے خوش ہوتین مگر برعکس اسکے بڑی اور منجھلی بہن نے جاہ وجلال اپنی چھوٹی بہن کا اور دھوم دھام اُسکی شادی کی دیکھکر نہایت حسد اور رشک کیا اور رات دن جلا کرتین اور ہر ایک غم وغصہ کھایا کرتین یہانتک کہ ایک دن بڑی اور منجھلی بہن حمام مین نہانے کے لیے باہم فراہم ہوئین بڑی نے منجھلی سے کہا چھوٹی بہن ہماری اتنی زیادہ خوبصورت ہمسے نہ تھی کہ لیاقت ملکہ ہونے کی رکھتی مجھے یہ امر سخت ناگوار ہوا منجھلی بہن نے کہا بو امین بھی اس امر سے نہایت ناراض ہون مین نہین جانتی کہ بادشاہ نے کیا اُسے دیکھکر پسند کیا وہ تو مثل بوزینہ کے ہی میرے نزدیک بہن بادشاہ کو لازم تھا کہ تجھے ملکہ بناتا بڑی بہن نے کہا مین زیادہ تر تجھسے متحیر ہون اگر بادشاہ تیرے حسن وجمال کو دیکھکر تجکو بی بی بناتا تو اُس چھوکری سے ہزار مرتبہ بہتر تھا غرض بسبب ناقدری اور ناانصافی بادشاہ کے ہم نہایت افسردہ خاطر رہتے ہین اب کوئی ایسی تدبیر کیا چاہیے کہ جس سے وہ نالائق بادشاہ کی نظر سے گر جائے پھر وہ دونون بہنین دن رات اسی فکر مین رہتے وقت ملاقات یہی ذکر و مذکور آپسمین کیا کرتین اور بہت تدبیرین اُسکے زوال دولت اور ہلاکت کی سوچتین مگر کوئی پیش نہ جاتی اور ملکہ ہمیشہ اُن دونون کی بڑی خاطر کیا کرتی اور جسطرح اُسکو پہلے محبت اُن دونون کے ساتھ تھی اب بھی وہی ملحوظ رکھتی اتفاقًا ملکہ بعد کئی مہینے کے حاملہ ہوئی اور بادشاہ اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا اور تمام شہر بلکہ اطراف قلمرو اپنے مین واسطے خوشی کرنے کے حکم کیا وہ دونون بہنین قابولے کے مبارکباد دینے بادشاہ کے محل مین گئین اور ملکہ سے درخواست کی کہ ہمکو خدا نے یہ دن دکھلایا ہم چاہتے ہین کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہو ہم حاضر ہو کے تمکو جنوائین اور چالیس دن تک تمھاری خدمت مین حاضر رہین ملکہ نے خوش ہو کے کہا بی بیو بہت اچھا تمسے کون معتمد زیادہ ہی مجھے تمھارا رہنا ایسے وقت مین بہت مناسب معلوم ہوتا ہی مگر بے اجازت بادشاہ کے کوئی کام نہین کر سکتی بہتر ہی کہ تم اپنے خاوندون سے کہ حاضر باش دربار سلطانی ہین اس امر کی درخواست کرو کہ وہ بادشاہ سے عرض کر کے اجازت اس امر کی تمھارے واسطے لین غالبًا بادشاہ اجازت رہنے کی تمھین بخوشی دیگا اُن دونون کے شوہرون نے اپنی بیبیونکا کہنا مانکر بذریعہ اپنے مربیون کے اس امر کی درخواست بادشاہ سے کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد دریافت جواب دونگا جب بادشاہ نے

خلوت مین ملکہ سے کہا ملکہ نے عرض کیا بہت مناسب ہی بہرحال میری بہنون کا رہنا میرے پاس زچہ خانہ مین بہ نسبت غیرون کے بہت اعلے ہی چنانچہ کیخسرو شاہ نے ملکہ کی بہنون کو اجازت رہنے کی دی اور اُن دونون نے اُسیوقت سے بادشاہ کے محل مین رہنا اختیار کیا اور اُنھون نے قابو فریب کرنے کا ملکہ کے ساتھ کہ مدت سے تاک مین تھین بخوبی پایا جب وقت وضع حمل ملکہ کا پہونچا وہ ایک شہزادہ بہت خوبصورت جنی ملکہ کی دونون بہنون نے نظر بچاکے شہزادے کو ایک کمل کے ٹکڑے مین بہت ہوشیاری سے لپیٹ اور ایک پٹاری مین بند کر بہاؤ مین نہر کے جو ملکہ کے محل مین جاری تھی ڈال دیا اور بجاے اُسکے ایک کتے کا مواہوا پلا لیکر لوگون کو دکھلایا کہ ملکہ کتا جنی ہی جب یہ خبر ملال افزا بادشاہ کو پہونچی وہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور قصد ملکہ کے مار ڈالنے کا کیا مگر وزیر نے کہ حاضر تھا بادشاہ کو ایسے ظلم سے باز رکھا اور بے قصوری ملکہ کی معقول دلیلون سے بادشاہ کے ذہن مین ثابت کی اتفاق سے وہ پٹاری بہتے بہتے باغون کی نہر مین گئی اور ناگاہ نظر داروغہ باغ کی جو کنارے ٹہل رہا تھا اُسپر پڑی اُسنے ایک باغبان کو پکارا اور کہا کہ جلد جاکر یہ پٹاری جو بہتی چلی آتی ہی میرے پاس اُٹھا لا تا مین دیکھون کہ اُسمین کیا ہی باغبان دوڑکر اُس پٹاری کو کسی لکڑی سے نزدیک اپنے کھینچکر داروغہ کے پاس لے آیا داروغہ ایک لڑکا اُسیوقت کا جنا ہوا نہایت حسین کمل مین لپٹا ہوا اس پٹاری مین دیکھکر نہایت متحیر ہوا داروغہ کے اولاد نہ تھی وہ ہمیشہ دعا مین جناب کبریائی مین مانگا کرتا تھا دیکھتے ہی اس بچے کو پٹاری سمیت اپنے گھر لے آیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ خدا نے مجھے یہ لڑکا مرحمت کیا ہی ابھی ایک دائی بلواکر اُسکو دودھ پلوا اور اُسکو اپنا اصلی بیٹا جانکے بڑی احتیاط سے پرورش کر اُسکے قبیلے نے بہت خوش ہوکر لڑکے کو اپنی فرزندی مین لیا اور اسکی بجان و دل پرورش کرنے لگی اور اس داروغہ نے کچھ تفتیش نہ کی کہ وہ لڑکا کہان سے آیا اور اپنے دل مین تصور کیا کہ وہ لڑکا یقیناً ملکہ کے محل کیطرف سے آیا ہی لیکن مجھے کیا ضرور ہی کہ مین اسکے حال کی جستجو کرون دوسرے برس وہ ملکہ اور ایک شہزادہ جنی اور اُسکی بدذات بہنون نے حسد کی راہ سے اُس بچے کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو اُسکے بڑے بھائی کے ساتھ کیا تھا اور ظاہر کیا کہ اب کی بار ملکہ نے بلی کا بچہ جنا حُسنِ اتفاق سے وہ لڑکا بھی اُس داروغہ کے ہاتھ لگا اُسنے وہ بچہ بھی لیجاکر خوشی خوشی اپنی بی بی کے سپرد کیا اور کہا اسکو بھی مانند پہلے کے پرورش کر بادشاہ اسکو سُنکر آگے سے زیادہ خفا ہوا اور ملکہ کی ہلاکی کا قصد کیا مگر وزیر نے کہ سن کے

اس مرتبہ بھی ملکہ کو بچایا اور بادشاہ کے غصے کو سمجھا بجھا ٹھنڈا کیا تیسری دفعہ ملکہ نے بجاے شہزادے کے لڑکی جنی وہ غریب بچی بیگناہ بھی مثل اپنے دونون بھائیون کے پٹاری مین بند کر نہر مین ڈالی گئی اور وہ لڑکی بھی اُسی داروغہ کے ہاتھ پڑی اور اُسنے اُسکو بھی اپنی بی بی کو دیکر کہا کہ اس لڑکی کو بھی ان دونون لڑکون کے ساتھ پال پھر اُن دونون بہنون نے ملکہ کی ظاہر کیا کہ ابکی دفعہ ملکہ نے چھچھوندر جنی کیخسرو شاہ اس دفعہ اپنے غصے کو ضبط نہ کرسکا اور سنتے ہی اس حال کے نہایت غضب مین آکر کہا کہ یہ نالائق قابل میری ہمبستری کے نہین اگراب مین اسے جیتا چھوڑونگا تو میرے محل کو حیوانون سے جنکر بھردیگی اب ضرور ہوا کہ مین اُسکے وجود نحس و منحوس سے جہان کو پاک کرون یہ کہکے وزیر اعظم کو ملکہ کے مار ڈالنے کا حکم کیا وزیر اعظم اور سب اُسکے ارکان دولت اپنے تئین بادشاہ کے قدمون ڈال ملکہ کے شفیع ہوے اور وزیر اعظم نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ خداوند قتل کرنا ایسے شخص کا کہ جو بقبضہ اور قضا و قدر مین کچھ دخل نہ رکھتا ہو شرع شریف مین روا نہین اکثر عورتون کو ایسے امور پیش آتے ہین وہ قابل سزا کے نہین ہوتین ملکہ کو جان سے مارنا کسیطرح قرین صلاح نہین اگر ایسے ہی حضور اُس سے بیزار ہین تو اُسکے پاس جانا موقوف کردیجیے اور کچھ صدقہ و خیرات کیجیے بادشاہ وزیر کی باتین حکمت آمیز سنکر سمجھا کہ فی الواقع ملکہ کا خون کرنا بیجا ہے اور وزیر سے فرمایا کہ مین نے اُسکا خون معاف کیا مگر ایک سزا اُسکے لیے مین نے تجویز کی کہ وہ قتل ہونے سے بدتر ہے کہ ایک قیدخانہ جامع مسجد کے دروازے کے پاس بنوایا جاے اور ملکہ کو قفس چوبی مین قید کر اُس جگہ رکھین اور حکم دیا جائے کہ جو مسلمان واسطے نماز کے آئے پہلے ملکہ کے منھ پر تھوک کر قدم اپنا مسجد کے اندر رکھا کرے اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے تو وہ بھی ایسی ہی سزا پاے وزیر یہ سنکر چپ ہو رہا اور حکم اُسکا بجالایا کاش یہ سزا جو بادشاہ نے واسطے ملکہ بیگناہ کے تجویز کی اُن دونون بدکار بہنون کو دیجاتی تو بہت بجا تھا غرض وہ زندان جلد تیار کیا گیا اور وہ بیگناہ ملکہ اُسمین بعد گزرنے ایام نفاس کے مقید ہوئی اور بموجب حکم سلطانی شہر کے لوگ جو نماز پڑھنے جامع مسجد مین آتے پہلے اُس ملکہ کے منھ پر کہ قابل ایسی سزا کے نہ تھی تھوکتے وہ غریب صبر و شکر کرتی اور جو کوئی کہ اُسکے قصور کو جسکے سبب سے بادشاہ نے یہ سزا تجویز کی تھی سنتا اُسکو بیگناہ محض تصور کرکے اُس پر کمال رحم کرتا اور اُسکی مخلصی کے لیے دعا مانگتا ان دونون شہزادون اور شہزادی کو داروغہ اور اُسکی بی بی نہایت پیار سے پالتے اور پرورش کرتے اور جسقدر وہ تینون شہزادے اور شہزادی بڑے ہوتے

انکی محبت اُن دونون میان بی بی کے دل مین زیادہ ہوئی جب وہ تینون سیانے ہوے داروغہ نے بڑے کا نام بہمن چھوٹے کا پرویزا اور لڑکی کا نام بسبب کمال حسن وجمال کے پریزاد رکھا جب وہ شہزادے قابل تربیت کے ہوے داروغہ نے اُنکے لکھانے پڑھانے کے لیے معلم اور اُستاد نوکر رکھے اور شہزادی پریزاد کو جب نہایت راغب لکھنے پڑھنے کی طرف پایا اُسکو بھی اُنھین اُستادون کے سپرد کیا چند روز مین پریزاد بھی مثل اپنے بھائیون کے لکھ پڑھ کے قابل ہوئی اور دوسرے اُستادون سے علم ہیئت اور شاعری و تواریخ وغیرہ تینون نے سیکھی اور تھوڑے عرصے مین اسقدر اُنھون نے سب علوم اور فنون مین استعداد حاصل کی کہ استاد اُنکے حیران ہوکے کہنے لگے کہ یہ تو ہمسے بھی فائق ہوے بعد اُسکے اُن تینون نے سواری گھوڑے کی تیراندازی وغیرہ فنون سپاہ گری کے سیکھے سوا ان سب فنون کے پریزاد نے گانا بجانا ہر ایک ساز کا بھی اخذ کیا داروغہ اُن تینون فرزند اپنے کو سب علوم اور فنون مین کامل اور یکتا پاکے نہایت خوش ہوا اور چونکہ اُسکا اُن شہزادون کے رہنے کے قابل نہ تھا اسلیے اُسنے باہر شہر کے تھوڑی دور پر ایک زمین قریب صحرا اور سبزہ زار کے مول لیکر اُسپر ایک محل بہت عالیشان اور خوبصورت بنوانا شروع کیا اور آپ دن رات اُسکی تعمیر مین مصروف رہا کرتا جب وہ مکان تیار ہوگیا اُسنے بڑے بڑے نقاشون اور مصورون سے اندر باہر منبت اور نقش کمال خوبصورتی کے ساتھ بنوائے اور اچھے اچھے نفیس اسباب سے اُسکو سجا اور اُس مکان سے لگا ہوا ایک پائین باغ بنوایا جسمین سب قسم کے پھول اور میوون کے درخت لگائے ایک بڑا رمنا تیار کیا جسکے چارون طرف دیوار بلند کھچوا کے اُسمین سب قسم کے جانور شکاری چرند و پرند پالے تاکہ وہ دونون شہزادے اور اُنکی بہن پریزاد اُسمین شکار کھیلا کرین غرض بعد تیاری مکان اس داروغہ نے کہ پشتون سے ملازم اُس سلطنت کا تھا بادشاہ سے اجازت مانگی کہ شہر سے جاکے اُس مکان مین رہے بادشاہ نے کہ اُسپر قدیم سے عنایت کرتا تھا بخوشی اُسکو اجازت دی اور محبت سے پوچھا کہ اگر تیرا اور کوئی مطلب ہو تو مجھسے کہہ اُسنے قدمون پر گرکے کہا کہ خانہ زاد سوا اسکے کہ آپ کی خدمت گزاری مین تصدق ہوا اور کوئی مطلب نہین رکھتا پھر داروغہ بادشاہ سے رخصت ہوا باہر شہر کے اُنھین مکانون نو تعمیر مین اُن تینون شہزادون و شہزادی سمیت جاکر رہنے لگا بی بی اُسکی کئی سال آگے مرگئی تھی اور وہ بھی نئے مکان مین آکر چھ مہینے کے بعد دفعۃً مرگیا اور اتنی فرصت نہ پائی کہ اُن تینون لڑکون سے اُنکے پیدا ہونے اور پرورش کرنے کا حال کہتا اور اپنا متبنّیٰ کرنا اُنپر ظاہر کرتا مگر اسقدر کہنے پایا تھا کہ باتم عزت وحرمت سے

ہم اپنے بھائی بہن ملے رہنا بعد اُسکی وفات کے شہزادہ بہمن اور پرویز اور پریزاد نے جو سب اسی داروغۂ
باغات کو اپنا حقیقی باپ سمجھتے تھے بہت غم والم کرکے تجہیز وتکفین کی اور آپس مین وہ تینون بھائی
بہن رہنے لگے شہزادے کہ حوصلے ذاتی بڑے رکھتے تھے جس سے بڑے مرتبون کو پہونچے ایکدن دونون
شہزادے شکار کھیلنے گئے اور شہزادی پریزاد اکیلی گھر مین تھی ناگاہ ایک بڈھی عورت مسلمان بڑی عابدہ
زاہدہ اُسکے دروازے پر آئی اور درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو مین اندر آکے نماز پڑھون شہزادی
نے اجازت دی جب اُسنے اندر جاکر نماز اور وظیفے سے فراغت کی خواصین بموجب اشارے شہزادی
کے اُسکو سارے محل اور باغ مین پھرالائین اور اُسنے اچھی طرح وہ مکان اور باغ اور اُنکے اسباب سامان کو
دیکھا اور بہت خوش ہوئی اور دل مین سوچی کہ جس شخص نے اس مکان اور باغ کو بنایا ہو وہ فن تعمیر مین کامل
اور نہایت صاحب سلیقہ تھا پھر خواصین اُس زاہدہ کو شہزادی پریزاد کے پاس کہ بارہ دری مین اُسکی
منتظر بیٹھی تھی لائین شہزادی نے اُسے دیکھکے فرمایا ای مادر مہربان آؤ میرے پاس بیٹھو ایسی بزرگ اور
متبرک کی جیسی تم ہو باتین سننا بہت غنیمت اور موجب فوائد کثیر کا ہو اور تمنے ایسی سیدھی راہ خدا
کی اختیار کی ہو کہ سب کوئی آرزو اُس راہ کی رکھتے ہین عابدہ نے چاہا کہ پائین اُس مکان کے بیٹھے
مگر شہزادی نے اخلاق سے اُٹھ اُسکا ہاتھ پکڑ اپنے پاس بٹھایا اُس زاہدہ نے کہا بی بی تم بڑی خلیق ہو
اگرچہ میرا یہ مرتبہ نہین کہ مین تمھارے پاس بیٹھون مگر آپ کا فرمانا بجالائی پھر وہ بات چیت پریزاد سے
کرنے لگی اتنے مین خواصون نے دسترخوان بچھا کر اُسپر چینی کے برتنون مین طرح طرح کے کھانے اور تشتریون
مین میوے رکھے اور کئی قسم کی مٹھائی لاکے قرینے سے چنی شہزادی نے ایک روٹی اُس عابدہ کو دی اور
کہا کہ اسکو اماں جان تناول کرو اور جو میوے تمکو مرغوب ہون کھاؤ اُس زاہدہ نے کہا صاحبزادی مجھے
عادت ایسی لذیذ چیزون کے کھانے کی نہین لیکن اب مین کھاؤنگی کہ خدا تعالے ایسے فیاض کے
ہاتھون سے کھلواتا ہو جب اُس زاہدہ اور شہزادی نے کچھ تھوڑا سا کھانا کھایا اس سے طریق عبادت اور
ریاضت کا پوچھا اُسنے موافق اپنے شعور کے بتایا پھر اُس زاہدہ سے پوچھا کہ یہ محل کیسا بنایا ہو سب اسباب
قرینے سے ہو کوئی چیز اور بھی اس مکان اور باغ مین درکار ہو یا نہین زاہدہ نے کہا صاحبزادی اگرچہ
یہ گھر اور باغ بہت خوب بنا اور سجا ہوا ہو اور جو چیزین کہ چاہیین سب اس مین ہین لیکن میرے
نزدیک تین چیزون کی اور حاجت ہو اگر وہ بھی اُس باغ مین ہون تو سب طرح سے

یہ کامل ہو جائے پریزاد نے قسم دیکر اُس سے پوچھا کہ وہ تین چیزین کون کون ہین مین اُنکے بہم پہونچانے مین بہت کوشش کرونگی اُس زاہدہ نے کہا صاحبزادی پہلا اُن تین چیزون کا مرغ گویندہ ہے کہ جسکو بلبل ہزار داستان کہتے ہین اور وہ نایاب ہے ملتی نہین جسوقت وہ خوش آوازی سے بولتی ہے ہزارون جانور خوش الحان اُسکے سننے کے واسطے آتے ہین اور اُسکی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملاتے ہین دوسرے درخت سرایندہ ہے کہ جسکے پتے نہایت چکنے ہون اور ہوا سے جب ایک پتا دوسرے کے ساتھ رگڑے تو آواز خوش اور طرح طرح کے سرود سُنائی دین جسکے سننے سے انسان وجد مین آئے تیسرے پانی سنہرے رنگ کا کہ اگر ایک قطرہ اُسکا تھلیا مین ڈالکر کسی باغ مین رکھدیجیے تھوڑی دیر مین وہ ظرف بھر جائے اور پھر مانند فوارے کے اُچھلتا اور چھوٹتا رہے کبھی بند نہو اور وہ پانی اُتھلکر پھر اُسی برتن مین پڑتا ہے شہزادی نے کہا ایسی چیزین کہان ہین مین چاہتی ہون کہ اُس مکان کا جہان یہ چیزین ہین مجکو پتا بتا دو زاہدہ نے کہا یہ تینون چیزین حدود و اطراف مین جو مشترک ملک ہندوستان اور دوسری ولایات کے ہین ملینگی اور یہا سے جہان تمھارا یہ گھر ہے فلانی سمت کو بیس دن کی راہ پر ہین بیسوین دن جاکے پوچھنا کہ گویندہ چڑیا اور سرایندہ درخت اور سونے کے رنگ کا پانی کہان ہے وہ شخص جس سے تمکو پہلے ملاقات ہوگی ان تینون چیزون کا ٹھکانا بتائیگا یہ کہکے اُس زاہدہ نے شہزادی پریزاد سے رخصت ہو اپنی راہ لی پریزاد نے وہ باتین خوب اپنے دل مین یاد رکھین زاہدہ سمجھی تھی کہ شہزادی نے سہلًا ان چیزون کا پتا پوچھا ہے نہ یہ کہ خود قصد جانے کا وہان کریگی اسلیے اُسنے صاف صاف اُنکا پتا بتا دیا اور پریزاد در پے اسکے ہوئی کہ ان تینون چیزون کو جسطرح ہوسکے بہم پہونچائے پھر اسی خیال مین نہایت متردد ہوئی جب اُسکے بھائی شکار گاہ سے پھر آئے پریزاد کو اس خیال مین دیکھکر نہایت متردد ہوے آخر شہزادہ بہمن نے پوچھا کہ بہن آج تم کیون دلگیر ہو جو ملال ہو ہمسے کہو تاکہ ہم شریک تمھارے ہون اور اُسکی کچھ تدبیر کرین شہزادی نے دونون بھائیون کی طرف دیکھا اور پھر نیچی آنکھین کرکے کہا کہ کچھ نہین شہزادہ بہمن نے کہا معتبر کوئی امر ہے اب تمھارے پاس سے نجائینگے جبتک کہ تم اپنا حال ملال کا ظاہر نہ کروگی جب پریزاد نے دیکھا کہ دونون بھائی نہایت بے قرار ہین مجبور ہوکے کہا اگرچہ تمسے تمھارا اس تردد کا خالی رنج دینے سے نہین مگر بے کہے بھی نہین بنتا وہ یہ ہے کہ یہ گھر جو ہمارے باپ نے ہمارے واسطے بنایا نہایت خوب آراستہ ہے کسیطرح کا اسمین نقصان نہین مگر آج مجھے دریافت ہوا

کہ اگر تین چیزین اور اس محل اور باغ مین ہوتین تو یہ بےنظیر تھا اور مثل اسکا تمام دنیا مین پایا نہ جاتا وہ تین چیزین یہ ہین ایک چڑیا بولنے والی دوسرا درخت گانے والا تیسرا سونے کے رنگ کا پانی جب سے مین نے ان تینون چیزون کا حال سُنا مجکو کمال آرزو ہوئی ہی کہ جسطرح ہوسکے ان تینون کو پیدا کر کے اپنے گھر مین رکھون اگر تمسے ہوسکے تو تم ان چیزون کے حاصل کرنے مین میری مدد کرو شہزادہ بہمن نے کہا تم اُسجگہ کا جہان یہ چیزین پائی جاتی ہین نشان مجکو بتاؤ تا مین کل صبح کو اودھر روانہ ہون جب شہزادہ پرویز نے دیکھا کہ بڑا بھائی آمادہ سفر ہی کہا بھائی تم ہم دونون سے بڑے ہو تمھارا گھر مین رہنا بہت مناسب ہی مجھے جانے دو اور اُن تینون چیزون کو لانے دو بہمن نے کہا بھائی مجھے تمھاری ہمت پر یقین ہی کہ جو کام مجھسے نہو سکیگا اُسکو تم بخوبی انجام دوگے مگر صلاح وقت یہی ہی کہ مین جاؤن اور تم اپنی ہمشیرہ کے پاس رہو غرض دوسرے دن بہمن نے نشان اُس مکان کا جہان وہ تینون چیزین تھین پریزاد سے پوچھکر رخصت چاہی اور مسلح گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت شہزادی پریزاد کو بھائی کی جدائی سے بڑی رقت ہوئی اور رو کے کہنے لگی کہ بھائی مجھے تمھاری جدائی سخت ناگوار ہی مین نہین چاہتی کہ تم مجھسے اور اپنے بھائی پرویز سے جدا ہو مجھے ان تینون چیزون کے نہ ملنے سے اسقدر رنج نہوگا جتنا تمھاری دوری سے ہی کاش اگر ہر روز کا حال تمھارا مجھے معلوم ہوا کرتا تو بھی موجب تشفی خاطر ہم دونون بھائی بہن کا ہوتا شہزادہ بہمن نے کہا مین اس سفر کا قصد مصمم کر چکا ہون اور بہت جلد اس کام کو کر کے تمسے آملتا ہون کچھ اندیشہ نہ کرو اگر بعد میرے تمکو واسطے دریافت کرنے میرے حال کے کچھ اندیشہ ہو تو مین تمکو اپنا نشان دیے جاتا ہون اُسکے سبب سے میرا حال نیک و بد کا معلوم ہوا کرے گا بہمن نے اپنی کمر سے ایک قرولی نکال کے پریزاد کو دی اور کہا تم اسکو اپنے پاس رکھو جبدن یا جسوقت تمکو میرا حال دیکھنا منظور ہو تم اُسے نکالکر دیکھنا اگر اسکو شفاف اور چمکتا ہوا پانا تو سمجھنا کہ مین زندہ اور خیر و عافیت سے ہون اور اگر اسمین سے خون ٹپکتا ہوا دیکھنا تو مجھے زندہ نہ سمجھنا میرے حق مین دعاے خیر کرنا یہ کہکر شہزادہ روانہ ہوا اور سیدھی راہ لی جب بیس دن کی راہ ملک پارس کی طی کر چکا تو اُسنے ایک پیر مرد کو جسکی شکل نہایت دہشتناک تھی دیکھا کہ نیچے ایکدرخت کے بیٹھا ہی اور متصل اُس درخت کے ایک جھوپڑا پڑا ہوا دیکھا کہ اُسکے سبب وہ اذیت گرما اور سرما سے محفوظ رہا کرتا اور اسقدر بڈھا تھا کہ بھوین مونچھین اور ڈاڑھی کے بال برف کیصورت سفید تھے اور مونچھین اتنی بڑی اور گھنی تھین کہ اُسکے مُنھ کو بالکل چھپا لیا تھا

اور ڈاڑھی اسکی قدمون تک پہونچی تھی اور ہاتھ پاؤن کے ناخن بڑھ گئے تھے وہ بڈھا اپنے سر پر ایک ٹوپی لمبی سی پہنے اور تمام بدن مین ایک چٹائی لپیٹے ہوے اور وہ ایک درویش تھا جو ایک مدت سے ترک دنیا کرکے خدا کی یاد مین مشغول رہا کرتا تھا اسواسطے اُسکی ایسی شکل بنگئی تھی شہزادہ بہمن اُس دن صبح سے تلاش مین تھا کہ کسی آدمی کو دیکھون تو اُس سے ٹھکانا اُس مکان کا جسمین وہ تینون چیزین عجیب و غریب ہین پوچھون اُس بڈھے کو کہ پہلے وہی بعد سفر کرنے بیس دن کے لیے ملا تھا دیکھکر اُسی کے پاس

تصویر پیر مرد کی جو معمر اور مہیب شکل تھا مع تصویر شہزادہ بہمن کے

آ کھڑا ہوا اور سمجھا کہ یہ وہی شخص ہے جسکو اُس عابدہ نے بتایا تھا پھر شہزادے نے گھوڑے سے اُترکے اُس درویش کو سلام کیا اور کہا ای پدر بزرگوار خدا تیری عمر زیادہ اور تیرے سب مقصد حاصل کرے درویش نے شہزادے کو جواب سلام کا دیا مگر کچھ کلام اُسکا شہزادے کی سمجھ مین نہ آیا شہزادے نے دریافت کیا کہ موچھون نے مُنھ اُسکا ایسا بند کر رکھا ہے جسکے سبب سے اُسکی بات مطلق نہین سمجھائی دیتی پھر شہزادے نے گھوڑا درخت سے باندھکر مقراض نکالی اور کہا ای درویش تمھاری موچھین اسقدر بڑھ گئی ہین کہ مُنھ کو

بالکل بندکر رکھا ہی اگر مرضی ہو تو مین تمھاری مونچھین اور بھوین کتر ڈالون درویش نے اشارۃً کہا بہت اچھا شہزادے نے قینچی سے اُسکی مونچھین اور بھوین بالکل کتر ڈالین پھر اُسکا چہرہ مانند جوانون کے معلوم ہونے لگا شہزادے نے کہا اگر آئینہ میرے پاس ہوتا تو مین تمکو تمھاری صورت دکھاتا کہ اب تم جوان نظر پڑتے ہو اور بہ نسبت آگے کے اب تمھاری صورت انسان کی ہی ان خوشامد کی باتون سے شہزادے کی وہ درویش مسکرایا اور کہا کہ مین تمھاری اس خدمت اور حسن سلوک سے نہایت خوش ہوا جو خدمتگزاری تمھاری مجھ سے ہو سکے گی جان و دل سے بجا لاؤنگا تمھارا مطلب کیا ہی مجھ سے کہو تا مین اُس مین کوشش کرون شہزادے نے کہا حضرت مین بہت دور سے واسطے تلاش کرنے بولتی چڑیا اور گانے والے درخت اور سنہرے پانی کے یہان آیا ہون اور مجھے معلوم ہی کہ یہ تینون چیزین قریب اس جگہ کے ہین مگر اس مکان سے جہان وہ ہین مین واقف نہین اگر تم مہربانی سے مجھے آگاہ کرو تو البتہ مقصد میرا حاصل ہو شہزادے کی یہ بات سُنکر درویش کا رنگ فق ہو گیا اور نیچی آنکھین کرلین اور کچھ جواب نہ دیا شہزادے نے پھر کہا اے پدر بزرگوار مین نے جو کچھ تمسے کہا تمنے دریافت کیا یا نہین اگر تم اس حال سے واقف نہین تو مجھ سے ویسا کہو اور جو واقف ہو تو بتا دو درویش نے بڑی دیر کے بعد جواب دیا مین اس مکان سے جسے تم ڈھونڈھتے ہو خوب واقف ہون مگر تمھاری اس خدمت سے مجھکو تمھارے ساتھ ایک محبت ہو گئی ہی اسواسطے مین نہین چاہتا کہ اُس راہ اور مکان کو تمھین بتاؤن شہزادے نے کہا کیا سبب ہی درویش نے کہا اُسکی راہ مین بہت خطرات ہین سوا تمھارے اور بہت لوگ اسجگہ مین آئے اور مجھ سے راہ اُس مکان کی پوچھی ہین مینے اُس راہ کے بتانے مین بہت تامل کیا مگر اُنھون نے میری بات نہ مانی اور پوچھنے مین بہت اصرار کیا آخر مین نے مجبور ہوکے اُس راہ کو بتایا اب تم یقین کرکے جانو کہ وہ سب کے سب اُسی راہ مین ہلاک ہو گئے کوئی شخص اُن مین سے صحیح و سالم پھر کے اودھر نہ آیا اگر تمکو اپنی جان عزیز ہی تو میری نصیحت پر عمل کرو اور آگے جانے سے باز آؤ اور یہین سے اپنے گھر پھر جاؤ شہزادہ بہمن نے کہ ثابت قدم تھا اُس بڈھے سے کہا تمنے محبت اور شفقت سے مجھے نصیحت کی مین نے اُسکو سُنا اور تمھارا بہت ممنون ہوا مگر جسقدر خطرے اُس راہ مین ہونگے مجھے اس ارادے سے باز نہین رکھ سکتے اگر کوئی حملہ مجھپر کریگا تو مین اپنے ہتھیارون سے اپنی حفاظت کرونگا اور مجھے یقین ہی کہ کوئی مجھ سے دلیر زیادہ نہین ہو گا درویش نے کہا جو تمھارے اُس راہ مین مقابل ہوکے تمکو جانے سے اُس مکان مین مانع آئینگے وہ مطلق دکھائی نہین دینگے پھر

تم کیونکر اُنسے اپنی حفاظت کر سکوگے شہزادے نے درویش سے کہا مجھکو کچھ خوف نہین تم مجھے راہ بتاؤ
درویش نے جب شہزادے کو مستقل پایا اور جانا کہ وہ کسیطرح اپنے عزم سے نہین پھرتا تب اُسنے
اپنی تھیلی مین ہاتھ ڈالکر ایک گیند نکالا اور کہا اس گیند کو لو اور جسوقت تم سوار ہو اُس گیند کو اپنے آگے ڈالدو
یہ لڑھکتا ہوا آگے جائیگا تم بھی پیچھے اُسکے جانا جب یہ نیچے ایک پہاڑ کے ٹھہر جائے تم گھوڑے سے
اُترنا اور گھوڑے کو وہین چھوڑ دینا وہ وہان سے جبتک تم پھر نہ آؤگے کہین نہ جائیگا پھر جب تم اُس پہاڑ
پر چڑھوگے تو اپنے دہنے بائین بڑے بڑے سیاہ پتھر دیکھوگے اور تم وہان چارونطرف بہت مہیب
آوازین سنوگے جو سب تمھارے غصے اور ڈر کی ہونگی اور تمھین پہاڑ کی چوٹی پر جانے سے باز رکھینگی مگر خبردار
کبھی تم آوازون سے نہ ڈرنا اور منہ پھیر کے پیچھے نہ دیکھنا اگر تم ڈروگے یا منھ پھیر کے پیچھے دیکھوگے اُسیوقت
سیاہ پتھر بنجاؤگے وہ پتھر سیاہ جو تمکو راہ مین پہاڑ پر ملینگے وہ سب آدمی تھے مثل تمھارے واسطے لینے
انھین تینون چیزون کے گئے اور راہ مین اُن آوازون سے ڈرکے پتھر سیاہ بنے ہین بہرکیف جب تم
صحیح وسالم سرکوہ پر پہونچوگے تو وہان ایک پنجرہ پاؤگے جسمین وہ گویا چڑیا اُسکے اندر بیٹھی بولتی ہوگی تم
اُس سے پوچھنا کہ درخت گانے والا اور پانی سنہرے رنگ کا کہان ہی وہ چڑیا دونون چیزین تمھین بتادیگی
پھر جب تم اُن تینون چیزون کو پاؤگے تو پھر کچھ خوف نہ رہیگا پھر بھی تمسے کہتا ہون کہ ابھی کچھ نہین گیا میرا
کہنا مانوگے تم اس ارادے سے باز آؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ شہزادہ بہمن نے کہا مین اب تو یہان سے
بے حاصل کیے مقصد کے نہین پھرتا اب مین اُسطرف کو روانہ ہوتا ہون لو خدا حافظ یہ کہکے شہزادے
نے گھوڑے پر سوار ہو اُس گیند کو آگے اپنے پھینکدیا وہ گیند بڑی تیزی سے لڑھکتا ہوا آگے چلا اور شہزادہ
پیچھے اُسکے روانہ ہوا اور اُسی گیند کی طرف دیکھتا ہوا جاتا جب وہ گیند نیچے پہاڑ کے پہونچا ٹھہر گیا
شہزادہ بھی اُسی جگہ اُترا اور لگام گھوڑے کی گردن پر ڈالکر وہین چھوڑ دیا اور خود پہاڑ پر چڑھنا شروع
کیا جہانتک کہ اُسکی نظر پڑتی تھی سب پتھر سیاہ پڑے ہوے اُسکو دکھائی دیتے تھے پانچ چار قدم ہنوز اوپر
نہین چڑھا تھا کہ وہان چارونطرف سے شور وغل داروگیر کا جیسا کہ درویش نے بیان کیا تھا ہونے لگا
مگر شہزادہ بہمن سوا سننے شور وغل کے کسی کو وہان دیکھتا نہ تھا کبھی سنتا تھا کہ کون یہ احمق ہی کدھر
کو جاتا ہی اُسکو جانے نہ دو اور کبھی وہان سے یہ آواز آتی تھی کہ اسکو پکڑو ٹھہراؤ اور قتل کرو اور دوسری
تیسری دفعہ اس زور وشور سے آواز آئی کہ جیسے بادل گرجتا ہی اور اُسمین کوئی کہتا ہی ای چور ای خونی

ای قاتل اور کبھی یہ آواز آہستہ اُسکے کان مین پہونچتی اسے کچھ نہ کہو اس شخص کو کہ اچھا نکا رہی جانے دو
یہ وہی شخص ہی جو قفس اور چڑیا کو لے آئیگا شہزادہ بہمن ان سب باتونکو سنکر ذرا نہ ڈرا اور بدستور بڑی بہادری
سے پہاڑ پر چڑھتا گیا مگر جب آوازین نزدیک اور چارونطرف سے اُسکو پہونچنے لگین تب وہ ایسا ڈرا

تصویر اُس پہاڑ کی جسپر لوگ سیاہ پتھر بنے ہوئے کھڑے تھے مع تصویر شہزادہ بہمن کے

کہ اُسکے پانون کانپنے اور تھرّانے لگے اور ٹھہر نہ سکا سب باتین اس درویش کی بسبب ڈر کے بھولگیا اور منھ پھیر
کے دیکھنے لگا منھ پھیرتے ہی پتھر سیاہ بنگیا شہزادی پریزاد جب سے کہ شہزادہ بہمن اس سے رخصت ہوکے روانہ
ہوا تھا اُس چھری کو غلاف سمیت اپنی کمر مین رکھتی اور جب چاہتی اُسکو نکال کے شہزادے کا حال دریافت
کر لیتی اور پہلے اسدن سے کہ جسمین شہزادہ بہمن پتھر ہوگیا تھا کئی بار اُس چھری کو دیکھا تو اُسکو صاف اور اجلا
پایا مگر اُس دن کہ بہمن پر یہ واردات گذری شام کے وقت شہزادہ پرویز نے پریزاد سے کہا کہ بہن ذرا مجھے
چھری دو تا مین اپنے بھائی کا حال دیکھون پریزاد نے چھری پرویز کے حوالے کی جب پرویز نے اُسکو دیکھا
اُس چھری سے لہو کی بوندین ٹپکنے لگین یہ دیکھتے ہی اُسنے چھری ہاتھ سے پھینک دی اور رونے لگا

جب پریزاد کو یہ حال معلوم ہوا رو کے کہنے لگی کہ افسوس بھیا میرے واسطے تو نے اپنی جان دی مجھ کمبخت نے
کیون ذکر تیرے آگے بولتی چڑیا اور گاتے درخت اور سنہرے پانی کا کیا اور کسواسطے مین نے اُس زن عابدہ
سے اچھے بُرے ہونے اس گھر کا سوال کیا جسکے جواب مین اُسنے ذکر اُن چیزونکا کیا کاش وہ میرے
گھر نہ آتی وہ سخت مکار اور نامعقول تھی مین نے اُسکی بہت عزت و توقیر کی اور اُسنے میرے ساتھ یہ سلوک
کیا اور تو نے کسواسطے اُس سے راہ اور جگہ پانے اُن تینون چیزون کی پوچھی تھی اگر وہ چیزین اب میرے
ہاتھ بھی لگین تو بعد مرجانے میرے بھائی بہمن کے کس کام کی ہین اور انھین لیکے کیا کرونگی غرض شہزادی
نے یہ بیان کرکے بہت روئی شہزادہ پرویز بھی پریزاد کی طرح اپنے بھائی بہمن کے لیے بہت غمگین ہوا اور نہایت
رویا پیٹا اور پریزاد سے کہا اب مجھے ضرور ہی کہ سفر کرون تا دریافت ہو کہ میرا بھائی بہمن اپنی موت سے
موا یا کسی نے اُسکو مارا اگر کسی نے اُسکو مارا ہی اُسکے قاتل سے جاکر بدلا لونگا پریزاد نے ہرچند اُسے
سمجھایا کہ تم ہرگز قصد نہ کرو مگر پرویز نے اُسکا کہنا نہ سنا اور تیار ہوکے دوسرے دن بہن کو رخصت کرکے
چاہا کہ روانہ ہو پریزاد نے کہا مجھے چھری کے دیکھنے سے نیک و بد کا حال شہزادہ بہمن کا معلوم ہوا کرتا تھا
تمھارا حال کیونکر معلوم ہوا کریگا شہزادے نے ایک مالا موتیون کا اُسے دیکر کہا جبتک دانے اس مالے
کے الگ الگ دکھنا کرواں ہین تو جانا کہ مین زندہ ہون اور جبکہ اسکے دانے آپسمین چمٹ جائین تو دریافت
کرنا کہ مین زندہ نہین پریزاد نے اُس مالے کو لیکر اپنے گلے مین ڈال لیا اور ہر روز اُسے دیکھکر
پرویز کے نیک و بد کا حال معلوم کیا کرتی غرض دوسرے دن پرویز اُس طرف کو روانہ ہوا اور بعد
طے کرنے بیس منزلون کے اُسی درویش سے خاص اُسی جگہ جہان شہزادہ بہمن نے اُس سے ملاقات
کی تھی دوچار ہوا اور اُس سے صاحب سلامت کرکے پوچھا اگر تمھین معلوم ہو کہ کس جگہ بولتی چڑیا
اور گاتا درخت اور سونے کے رنگ کا پانی ہی اور کیونکر یہ ہاتھ لگینگے تو مجکو بتاؤ اُس درویش نے وہانکے
سب خطرات سے اُسے آگاہ کرکے کہا ایک شخص تمھاری ہی شکل اور سن کا تھوڑے دن گزرے
ہین کہ یہان آکر مجھ سے سائل ہوا تھا مین نے اُسکو بہت سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا اور میرے کہنے پر عمل
نہ کیا آخر میری رہنمائی سے وہ واسطے تلاش کرنے انھین تینون چیزون کے گیا اور پھر وہان سے نہ پھرا
معلوم ہوا کہ وہ بھی مثل اورون کے ہلاک ہوا پرویز نے کہا اے درویش مین اُس شخص کو جسکا
تمنے ذکر کیا خوب جانتا ہون وہ میرا بڑا بھائی تھا اور مین نے بالیقین جانا کہ وہ ہلاک ہوا مگر یہ

معلوم نہین کہ کسطرح سے موا درویش نے کہا وہ پتھر سیاہ اور لوگون طرح بن گیا اور مسخ ہوا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تم بھی مانند اپنے بھائی کے ہلاک ہوگے بہتر یہی ہو کہ اس ارادے

تصویر شہزادہ پرویز کی گھوڑے پر سوار ہوکر راہ مخطور طی کرنے کی

سے باز آؤ پرویز نے کہا حضرت مین آپ کی نصیحت فرمائی کا کمال مشکور ہوا مگر مین اس ارادے سے باز نہ آؤنگا مجھے اُس راہ کو بتاؤ درویش نے کہا اگر تم میری بات نہین سنتے تو تم جاؤ نہین مجبور ہون اب مین تمھین ایک گیند دیتا ہون کہ وہ تمھاری رہنمائی کریگا پھر جب شہزادہ پرویز سوار ہوا درویش نے ایک گیند اپنی جھولی سے نکالکر اُسکو دیا اور اُسے سب مراتب سے وہان کے شہزادہ بہمن کیطرح مطلع کیا پھر اُس درویش نے سب باتین سمجھا بجھا شہزادہ پرویز کو خدا حافظ کہکے رخصت کیا اور شہزادے نے گھوڑے پر سوار ہو گیند کو آگے اپنے ڈال دیا اور پیچھے اُس گیند کے روانہ ہوا جب وہ پہاڑ کے نیچے پہونچا اور اُسنے گیند کو دیکھا کہ ٹھہر گیا تب وہ گھوڑے سے اُترا ایک ساعت وہان ٹھہر گیا اور اُن باتون کو جو اُس فقیر سے سنی تھین ایک ایک اپنی خاطر مین ذہن نشین کین پھر نہایت جرات سے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا شروع کیا ابھی قدم نہ گیا ہوگا کہ دفعۃً آواز ایک آدمی کی نزدیک سے سنی کہ اُسکو ڈراتا اور ملامت کرتا

ہے

ہی کہ اے کمبخت مصیبت زدہ کھڑا ہو تا کہ مین تیری گستاخی کی سزا دون جب پرویز نے گالی سخت سنی غیرت
سے تاب نہ لاکے غضب مین آگیا اور اُسوقت غصہ مین سب باتین اُس درویش کی بھولکر یکبارگی تلوار میان
سے نکال تنہا پیچھے پھرا کیسکو ند دیکھا اور ساتھ ہی شہزادہ مع گھوڑے کے پتھر بنگیا شہزادی پریزاد بعد
روانہ ہونے پرویز کے ہر وقت اس موتیون کے مالے کو دیکھا کرتی اور موتی اُسکے گنا کرتی اور رات
کو وہ مالا اپنے گلے مین ڈالکر سوتی صبح کو جب جاگتی پہلے اُس موتی کے مالے کو دیکھتی اور دانے اُسکے
گن لیتی آخر اُسدن جسدن شہزادہ پرویز مانند اپنے بھائی بہمن کے پتھر ہو گیا تھا پریزاد نے اُس مالے کو دیکھا
تو اُسکے موتی ایکدوسرے سے چمٹے ہوئے پائے یہ حال دیکھتے ہی اُسکو یقین ہوا کہ پرویز کی بھی جان گئی
اُسنے اپنے دل مین کہا کہ بعد ہلاک ہونے ایسے دونون پیارے بھائیون کے اب جینا میرا بیکار ہی ہر چہ باد ابادا
تو بھی اپنے تئین انھین کے شریک حال کرہو پھر اُسنے دوسرے دن لباس مردانہ پہن اپنے تئین بھیس مین مرد
کے بنایا اور اپنے نوکرون چاکرون سے کہا مین تھوڑے دنون کے لیے کسی طرف کو جاتی ہون تم اسباب
اور مکان سے خبردار رہنا پھر مسلح گھوڑے پر سوار ہو کے تنہا اُس طرف روانہ ہوئی شہزادی
گھوڑے پر خوب سوار ہوتی تھی اور شکار کرنے مین بھی اُسکو بہت دخل تھا جب شہزادی اس راہ
کو طی کرکے بعد بیس دن کے اُس فقیر تک پہونچی گھوڑے سے اُتر نزدیک اُسکے جا بیٹھی اور اُس سے
کہا کہ اس قرب وجوار مین وہ کونسی جگہ ہی جسمین بولتی چڑیا اور گانے والا درخت اور سونے کے
رنگ کا پانی ہی مجکو بتا درویش نے کہا تمھاری آواز سے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ تم عورت ہو اگرچہ تمنے اپنے
تئین مردون کے بھیس مین بنایا ہی اور مین اُس جگہ کو جسمین وہ تینون چیزین ہین خوب جانتا ہون
تم کیون پوچھتی ہو پریزاد نے کہا مین نے اُن تینون چیزون کا حال عجیب وغریب سُنا ہی مین چاہتی
ہون کہ اُنکو اپنے گھر لے جاکے رکھون اور اُنکی مالک ہون فقیر نے کہا فی الحقیقت وہ چیزین ایسی ہی نادر
اور عجیب وغریب ہین اور اسی لائق ہین کہ وہ تمھارے پاس رہین اور تم اُنکی مالک ہو مگر تمھین معلوم
نہین کہ اُن چیزون کے حاصل کرنے مین کیا کیا مصیبتین ہین تمھارے حق مین یہی بہتر ہی کہ تم یہین سے
اپنے گھر پھر جاؤ شہزادی نے کہا اے پدر بزرگوار مین بہت دور سے آئی ہون بڑا افسوس ہی کہ
بے حاصل ہوئے مطلب کے یہان سے اپنے گھر کو پھر جاؤن فقیر نے سب حال خطرات کے جیسا
کہ شہزادہ بہمن او شہزادہ پرویز سے کہے تھے شہزادی پریزاد سے ظاہر کیئے اور کہا کہ

وہ سب خطرات شروع پہاڑ کے چڑھنے سے ہوتے ہین اور پہونچنے چوٹی تک رہتے ہین پہلے سب کے
پنجرا اُس چڑیا گوئندہ کا ہاتھ لگیگا اور اُسی چڑیا کے بتانے سے گانے والا درخت اور سونے کے رنگ کا
پانی بھی دستیاب ہوگا تمام راہ اُس پہاڑ کے چڑھنے مین ہزارون آوازین مہیب اور دشنام آمیز تمھین سنائی
دینگی اور چارون طرف جتنے کالے پتھر اُس پہاڑ پر دیکھوگی وہ سب آدمی تھے کہ بڑی دلاوری سے اسی
مطلب کے واسطے وہان گئے اور راہ مین خوف کھاکے سب نے پتھر کی صورت پیدا کی اور حال اُسکا یہ ہی
کہ جب اُن آوازون خوفناک اور دشنام آمیز کو سنکر غصے مین آیا اور ڈر کے مُنہ پھیر پیچھے اپنے دیکھنے لگا فورًا
وہ اور اُسکا مرکب سیاہ پتھر بنجاتا ہی جب درویش اس حال کو بہ تفصیل بیان کرچکا شہزادی پریزاد نے کہا
مجھے خوب معلوم ہوا کہ صرف آوازین ڈرانے اور دھمکانے کے واسطے ہین اور کوئی خوف نہین ای درویش
اگرچہ مین عورت ہون لیکن ایسی دلیر اور ہوشیار رہون کہ نہ تو آوازون کو سنکر غصے مین آؤنگی اور نہ مجھکو خوف
ہوگا اور مین ایسی تدبیر کرونگی کہ وہ آوازین خوفناک مجھے مطلق نہ سنائی پڑین مین اپنے کانون مین خوب
روئی بھر لونگی درویش نے کہا بی بی مجھے معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیزین تیری ہی نصیب کی ہین اسلیے
کہ کسی کو آجتک یہ تدبیر نہین سوجھی تھی مگر خبردار اُن آوازون کو سنکر نہ ڈرنا پریزاد نے کہا ایسا ہی
ہوگا اور میرا دل گواہی دیتا ہی کہ مین ضرور اپنے مطلب کو پہونچونگی تم مہربانی سے اُس راہ کو بتاؤ فقیر نے
کہا جاؤ تمھارا خدا حافظ ہی اور ایک گیند اپنی جھولی سے اُسے نکالکر دیا اور کہا اسکو آگے اپنے لڑھکا دینا
اور پیچھے اِسکے چلی جانا جب یہ گیند پہاڑ کے نیچے پہونچکر ٹھہر جائے تم گھوڑے سے اُترکر پہاڑ پر چڑھنا
شروع کرنا وہ شہزادی گیند لیکر گھوڑے پر سوار ہوئی اور گیند کو آگے اپنے پھینک کر پیچھے اُسکے گھوڑا دوڑایا
آخر کو وہ گیند پہاڑ کے تلے پہونچکر ٹھہر گیا ٹھہرتے ہی شہزادی نے گھوڑے سے اُتر اور اپنے کان روئی
سے خوب بند کر پہاڑ پر دلجمعی سے چڑھنا شروع کیا جب چند قدم اوپر کو گئی آوازین چارون طرف سے
آنے لگین مگر بسبب روئی کے جو کانون مین بھری ہوئی تھی مطلق سنائی نہ دین پھر بہت سخت آواز
ہولناک ہوئی اُس سے بھی وہ خبر نہ ہوئی پھر وہ دشنام جو مخصوص عورتون کے واسطے ہین اُسکو سنائی
دینے لگین شہزادی نے انھین تھوڑا بہت سنکر ہنس دیا اور مطلق برا نہ مانا اور دل مین کہا ان واہیات
باتون سے مین اپنے مطلب سے باز نہ آؤنگی اس بکنے سے کیا ہوتا ہی آخر وہ شہزادی ایسی جگہ دشوار گزار کو
جہان رستم واسفندیار کا زہرہ پانی ہوتا تھا کمال دلیری سے طی کرکے قریب سر کوہ کے نہایت چستی

اور چالاکی سے پہونچی اور وہان اُسنے ایک قفس رکھا ہوا دیکھا جسمین ایک چڑیا طرح طرح کی بولیان خوش الحانی سے بول رہی ہی مگر اُس شہزادی کو دیکھ بادل کیطرح گرجی اور کہنے لگی تجھے کو پھر جا میرے پاس نہ آ شہزادی یہ بات سُنکر ہمت باندھ وہان سے دوڑ کر قلعہ کوہ پر چڑھ گئی وہان زمین ہموار پائی اور جلد جا کر اُس قفس پر اپنا ہاتھ رکھدیا اور کہا اب مین نے تجکو پایا کبھی تو میرے ہاتھ سے نہ چھوٹیگی پھر شہزادی نے روئی اپنے کانون سے نکال لی اور جواب اُس چڑیا کا سُنا اے دلاور بی بی خاطر جمع رکھ اب مجھ سے تجھے کچھ نقصان نہ پہونچیگا جیسا کہ اور لوگونکو پہونچا اگرچہ مین اس قفس مین بند ہون مگر مجکو بہت کچھ احوال غیب کا معلوم ہی اسوقت سے مین تمھاری لونڈی ہوئی اور تم میری بی بی اور خداوند نعمت اور مجکو تمھارا احوال خوب معلوم ہی اور تم اُس حال سے مطلق نہین واقف ایکدن تمھارے کام آونگی اور حق تمھارے ادا کرونگی اور اب جو کچھ ارشاد کرو مین بجالاؤن ان باتون کو اُس چڑیا سے سُنکر شہزادی پریزاد کمال خوش ہوئی مگر ساتھ ہی اسکے اپنے دونون بھائیون کو کہ بہت چاہتی تھی یاد کرکے بہت رنج کیا اور اُس چڑیا سے کہا مین خواہش رکھتی ہون سب کے پہلے یہ کہ یہان کہین قریب سونے کے رنگ کا پانی ہی جسکے خواص عجیب وغریب مین سنے ہین اگر تجھے معلوم ہو تو بتا اُس چڑیا نے وہ جگہ بتائی چنانچہ وہ وہان جا کر ایک ٹھلیا چاندی کی کہ ساتھ اپنے لے گئی تھی اُس پانی سے بھر لائی پھر اُس چڑیا سے کہا مین تلاش مین گانے والے درخت کے بھی ہون مجھے بتا کہ وہ کہان ہی چڑیا نے کہا تیرے تمھاری پشت کے ایک جنگل ہی جسمین تم اُسکو پاؤگی اور وہ جنگل بہت دُور نہین پریزاد اُس جنگل مین گئی اور وہان جا کر بہت اچھا گانا اُس درخت سے جسکی تلاش مین تھی سُنا اور وہ درخت بہت بلند تھا پھر اُسنے چڑیا سے آکر کہا کہ مین نے اُس درخت کو تو پایا مگر اُسکو اُکھاڑ کے یہان تک لا نہین سکتی چڑیا نے کہا تم ایک چھوٹی سی شاخ اُسکی توڑ کر لے آؤ اور اپنے باغ مین اُسے لگا دینا وہ فوراً جڑ پکڑ جائیگی اور جلد بہت خوبصورت درخت جیسا کہ تم اس جنگل مین دیکھتی ہو ہو جائیگا پریزاد ایک شاخ اس درخت کی توڑ لائی اور حاصل ہونے اُن تینون چیزون سے جنکا اُس عورت عابدہ نے ذکر کیا تھا خوش ہوئی پھر اُس چڑیا سے کہا یہ مطلب تو میرا پورا ہوا مگر دو بھائی میرے کہ یہان واسطے اسی مطلب کے آئے تھے اور پتھر سیاہ ہو کے یہان پڑے ہین مین چاہتی ہون کہ اُنکی بھی کسی طرح زندگی ہو جائے اپنے ساتھ گھر لے جاؤن اب کچھ ایسی تدبیر بتا کہ جسکے سبب سے یہ مطلب بھی میرا حاصل ہو جائے

اُس چڑیلنے کہا تم اس ٹھلیاسے تھوڑا سا سونے کا پانی لیکر ان سب سیاہ پتھرون پر جو ادھر اُدھر پہا
پڑے ہین چھڑک دو وہ اس پانی کی تاثیر سے جی اُٹھینگے اُن سب کے ساتھ تمھارے دونون بھائی
بھی زندہ ہوجائینگے شہزادی اس بات کو چڑیا سے سُنکر مطمئن ہوئی اور وہان سے اُن تینون چیزون کو لیکر
سیاہ پتھرون کے قریب آئی اُسنے اُس چاندی کی ٹھلیاسے تھوڑا پانی لیکر ذرا ذرا سب پتھرون پر چھڑکا
چھڑکتے ہی وہ سب پتھر جن مین اُسکے دونون بھائی بھی تھے گھوڑون سمیت زندہ ہوکے اُٹھ کھڑے
ہوے شہزادی اپنے بھائیون کو پہچان کر اُنکے گلے لگی اور متعجب ہوکے اُنسے کہا تم یہان کیا کرتے تھے
اُنھون نے جواب دیا ہم یہان غافل سوتے تھے پریزادے نے کہا بھلا تمکو بغیر میرے سونا خوش آیا اور تمھین
یاد نہین کہ واسطے لانے بولتی چڑیا اور گانے والے درخت اور سنہرے پانی کے یہان آئے تھے اور تمنے
اسجگہ بہت پتھر سیاہ دیکھے تھے ابتو دیکھو کوئی اُن مین سے باقی ہے یہ مرد آدمی کہ گرد تمھارے کھڑے ہین مانند
تمھارے گھوڑون سمیت پتھر بنگئے تھے اب وہ سب زندہ ہوکے تمھاری راہ دیکھتے ہین اگر دریافت کیا
چاہو کہ کس کرامات سے وہ سب اور تم زندہ ہوے تو مین تمسے کہتی ہون کہ مین نے پانی اس ٹھلیاسے
لیکر سب پر چھڑکا اسکی تاثیر سے سب زندہ ہوے بعد حاصل ہونے قفس اُس بولتی چڑیا اور گانے والے
درخت کے کہ جسکی ڈالی میرے ہاتھ مین ہے اور پانی سنہرے کے مین نے نہ چاہا کہ بے تمھارے تینون چیزین
لیکر گھر جاؤن اسواسطے مین نے اس چڑیا سے پوچھا کہ کیونکر میرے بھائی زندہ ہونگے تا مین اُنکو اپنے
ساتھ گھر لیجاؤن اُسنے کہا اس پانی کے چھڑکنے سے زندہ ہونگے مین نے تھوڑا تھوڑا پانی سب پر چھڑکا تم
سب زندہ ہوگئے یہ سُنکے بہمن اور پرویز اپنی بہن پریزادکی بڑی تعریف اور بڑی شکر گزاری کرنے لگے اور
اسیطرح سب آدمیون نے آداب و تسلیمات شہزادی کو بجالاکے دعائین دین اور ہر ایک کہنے لگا کہ ہم سب
بی بی تمھارے غلام ہین عمر بھر تمھارے احسان اور شکر کو ادا نہ کرسکینگے اب جو ہمین ارشاد ہو جان و دل سے
اُسکو بجا لائین پریزادے نے کہا غرض مجکو اپنے بھائیون کی زندگی سے تھی اس ضمن مین تمکو بھی مجھ سے
فائدہ پہونچا مین تمھاری شکر گزاری سے نہایت خوش ہوئی اب تم اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوکے جدھر
سے آئے تھے اُدھر کو چلے جاؤ شہزادی پریزادے نے اُن سب کو رخصت کرکے اپنے گھوڑے پر قصد سوار ہونیکا
کیا شہزادہ بہمن نے پریزادے سے کہا اگر فرماؤ تو مین اس قفس کو اُٹھا لیکر تمھارے آگے چلون شہزادی نے
کہا یہ چڑیا میری لونڈی ہے مین خود اسکو لے چلونگی اگر تمھاری خوشی ہو تو تم گانے والے درخت

کی شاخ نے چلو اور جب تک مین گھوڑے پر سوار ہون تم اس پنجرے کو تھامے رہو جسوقت وہ سوار ہوئی
پنجرے کو لیکر اپنے آگے زین پر رکھ لیا اور شہزادہ پرویز سے کہا کہ تم اس ٹھلیا کو جسمین سونے کے رنگ کا
پانی ہے اُٹھا لے چلو شہزادہ پرویز نے اُسکو اُٹھا لیا پھر جب اور بھی سب لوگ جو پریزاد کے پانی چھڑکنے سے
زندہ ہوے تھے سوار گھوڑون پر ہو کے تیار ہوے تب پریزاد نے کہا کہ صاحبو تم مین سے جو شخص لیاقت
آگے چلنے کی رکھتا ہو وہ آگے چلے سبھون نے کہا شہزادی ہم مین سے کوئی اس لائق نہین کہ جو تمھارے
آگے چلے جب شہزادی نے دیکھا کہ کوئی شخص ان مین سے آگے نہین چل سکتا ہے اور چاہتے ہین کہ مین ہی
سب کے آگے چلون تب اُسنے عذر کر کے کہا صاحب مجھے کسی طرح بزرگی آگے چلنے کی نہین مگر جو
جو تم سب صاحب فرماتے ہو اس سے مجبور ہون یہ کہکے وہ آگے روانہ ہوئی اُسکے

تصویر شہزادی پریزاد کی گھوڑے پر سوار ہو کر مع پنجرے کے چلنے کی اور پرویز اور
بھمن اور دیگر لوگ ہمراہ ہین

پیچھے وہ دونون شہزادے اور اُنکے پیچھے اور سب لوگ ہو لیئے پھر اُن سب لوگون نے چاہا کہ اُس
درویش کو دیکھتے اور اُسکی رہنمائی کی شکر گزاری کرتے جائین مگر اُنھون نے اُس درویش کو اُسجگہ
جہان وہ رہتا تھا زندہ نہ پایا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ وہ بسبب زیادہ عمر ہونے کے مُوا یا وہ موکل اور ہادی

اس راہ کا تھا جہان وہ تینون چیزین تھین اور اب کہ شہزادی پریزادنے اُنکو پایا اور اپنے قبضہ مین کیا اسلیئے مرگیا بہرحال وہ جماعت وہان سے روانہ ہوئی راہ مین جسکے ملک اور وطن کی راہ پڑتی وہ ہر ایک اور اُن دونون شہزادون سے رخصت ہو اُدھر کو چلا جاتا تھا یہانتک کہ وہ تینون بھائی بہن اکیلے رہ گئے اور منزلین طی کرکے اپنے گھر پہونچے پریزادنے وہان جاکر اُس چڑیا کا پنجرہ باغ مین اُسطرف جو متصل بارہ دری کے تھا لٹکا دیا اُس چڑیا کے بولتے ہی ایک گروہ چڑیون خوش الحان کا قسم بلبل ہزار داستان اور اگن بدا طوطی وغیرہ سے اُسکی آواز سننے کو دُور دُور سے آن کر جمع ہوا بعد اسکے اُسنے شاخ درخت گانے والی کی اُسی باغ مین ایک جگہ جو متصل بارہ دری کے تھی لگا دی وہ شاخ فوراً اپنی جڑ پکڑکے ہری ہوگئی اور جلد بڑھ کے ایک درخت بلند ہوگئی اور اُسکے پتون سے آواز گانے کی مانند اُس بڑے درخت کے جسکی یہ شاخ تھی آنے لگی پھر اُس شہزادی نے ایک حوض بہت خوبصورت سنگ مرمر کا بنواکر درمیان چمن کے رکھا اور اُسمین وہ سونے کے رنگ کا پانی بھرا فوراً اُس پانی نے بڑھنا شروع کیا یہانتک کہ وہ ظرف بھر گیا اُسی ظرف سے اُبل کر مانند فوارے کے بیس فٹ تک بلند ہوکر چھوٹنے لگا اور وہ پانی اوپر سے اُسی ظرف مین گرتا اور کسی طرف کو مطلق نہ بہتا جو اُن تینون چیزون عجیب کی خبر کہ دو تین ہی دن کے عرصے مین مشہور ہوگئی تھی باشندے اُس شہر کے لشکر جوق جوق آتے اور اُس باغ اور گھر مین جنکا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا جاکے تماشا اور سیر اُن تینون چیزون عجیب کی کرتے اور نہایت متعجب اور محظوظ ہوتے بعد کتنے دنون کے جب ماندگی سفر کی شہزادہ بہمن اور شہزادہ پرویز سے گئی اُنھون نے موافق دستور سابق کے شکار کھیلنے کو جانا شروع کیا چنانچہ ایک دن دونون شہزادے سوار ہوکے واسطے شکار کے دو تین کوس کے فاصلے پر گئے اور مشغول شکار کھیلنے مین ہوے ناگاہ پادشاہ پارس کا بھی اتفاق سے اُسی جگہ واسطے شکار کے آیا اُن شہزادون نے کثرت سوارون کی دیکھکر چاہا کہ اپنے تئین بادشاہ کی نظر سے بچاکے گھر کو پھر جائین باین ارادہ اُنھون نے اپنے گھر کی راہ لی اتفاقاً گزر اُنکا اُسی راہ مین ہوا کہ جس راہ سے بادشاہ کی سواری آتی تھی ہرچند اُنھون نے چاہا کہ اس راہ سے پھرکے اور طرف جائین مگر بسبب تنگی راہ کے پھر نہ سکے اور چار ناچار سامنے بادشاہ کے ہوگئے بمجبوری گھوڑون سے اُترکر بادشاہ کو سلام کیا اور دیر تک زمین پر جھکے رہے بادشاہ اُنکے گھوڑے اور سازو یراق اور لباس و پوشاک سب بہتر دیکھکر سمجھا کہ شاید میرے ملازمین سے ہین مشتاق اُنکی صورت

دیکھنے کا ہوا اور وہان ٹھہر گیا اور اُنکو اُٹھنے کو فرمایا وہ دونون شہزادے اُٹھ کر آگے بادشاہ کے بڑی حیا سے نظر نیچی کیے کھڑے ہوے بادشاہ اُنکے حسن وجمال اور وضع کو دیکھکر بہت متحیر ہوا اور دیر تک اُنکو دیکھا کیا آخر اُنکا نام پوچھا اور فرمایا کہ تم کہان رہتے ہو شہزادۂ بہمن نے جواب دیا کہ خداوند ہم دونون فرزند داروغہ باغات حضور کے ہین جو حضور پر تصدق ہوگیا اُسنے اپنی زندگی مین شہر سے باہر ایک نیا مکان تیار کیا تھا کہ ہم اُسمین رہین اور سن شعور کو پہونچ کے حضور کی خدمتگزاری کے قابل ہون اور انجام خدمات بادشاہی مین حق خانہ زادی کا دکھلائین بادشاہ نے فرمایا کہ تم شکار کھیلنے کیون آیا کرتے ہو شکار کھیلنا تو مخصوص بادشاہون کا کام ہے نہ رعایا اور ملازمین کا شہزادۂ بہمن نے عرض کیا خداوند ہم بسبب صغر سنی آداب سلطانی سے خوب واقف نہین بادشاہ اس جواب سے نہایت خوش ہوا اور فرمایا کہ مین تمھارا شکار کھیلنا دیکھا چاہتا ہون تم مختار ہو جسطرح کا شکار چاہو کھیلو بہر دو دونون شہزادے اپنے گھوڑون پر سوار بادشاہ کے ہمراہ ہوے اور جب جنگل مین گئے شہزادۂ بہمن نے شیر کو اور شہزادۂ پرویز نے ریچھ کو ساتھ نہایت دلاوری کے برچھون سے مارا اور بادشاہ کے حضور لاکر حاضر کیا اور اسی ساعت پھر جنگل مین جا کے شہزادۂ بہمن نے ریچھ پر اور شہزادۂ پرویز نے شیر پر حملہ کرکے شکار کیا اُنکو بھی بادشاہ کے حضور مین لائے پھر ان دونون نے قصد شکار کا کیا تھا کہ بادشاہ نے اُنکو منع کیا اور بولکے کہا تم اب کیا میرے سب جانورون شکاری کو مار ڈالوگے مجھے فقط تمھاری دلاوری کا امتحان کرنا منظور تھا پھر بادشاہ کیخسرو اُنکی شجاعت کو ملاحظہ فرما کے بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ میرے ساتھ چل کے خاصہ تناول کرو شہزادۂ بہمن نے عرض کیا حضور نے ہمارے رتبے سے زیادہ عنایات شاہانہ مبذول فرمائین خانہ زاد امیدوار ہین کہ آج کے دن ہمکو حضور معاف فرمائین اور روز جو ارشاد ہوگا ہم بسر و چشم بجا لائینگے بادشاہ نے انکار کرنے سے نہایت متعجب ہو کر پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے شہزادۂ بہمن نے عرض کیا خداوند ہماری ایک چھوٹی بہن ہے اور ہم تینون بہن بھائی ایک دوسرے کو نہایت پیار کرتے ہین اور ہم کہین بے مصلحت اپنی ہمشیر کے نہین جاتے اور وہ بھی بے ہمسے پوچھے کوئی کام نہین کرتی بادشاہ نے کہا ہم اس محبت برادرانہ تمھاری کو سنکر بہت خوش ہوے تمھین اجازت ہے آج تم اپنے گھر جاؤ اور اپنی بہن سے مشورہ کرکے کل تم پھر اسجگہ پر شکار کھیلنے حاضر ہونا اور مجھسے جواب اس بات کا کہنا کہ تمھاری بہن نے میرے ساتھ جانے اور خاصہ کھانے مین

کیا کہا وہ دونون شہزادے بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئے مگر اپنی بہن سے ذکر کرنا اپنی ملاقات کا بادشاہ سے اور تمام حال وہانکا بھول گئے مطلق انھین یاد نہ رہا دوسرے دن صبح کو جب وہ شکارگاہ مین گئے اور لوٹتے وقت شکارگاہ سے بادشاہ نے پوچھا کہ کیون تمنے بہن سے صلاح میرے ساتھ جانے کی پوچھی تھی اور اُسنے تمھین اجازت دی یا نہین دونون شہزادے ڈر گئے اور رنگ اُنکے چہرون کا بدلگیا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا آخر شہزادہ بہمن نے کہا خداوند ہم دونون بھائی بھول گئے کسی نے ہم مین سے ذکر اس امر کا اپنی بہن سے نہین کیا بادشاہ نے کہا کچھ مضائقہ نہین آج جاکے پوچھنا اور کل مجھسے آکر کہنا اتفاقاً اس دن بھی وہ دونون بھول گئے تیسرے دن بھی بادشاہ اُنکے بھولنے پر اصلا خفا نہ ہوا اور تین گیند سونے کے جو بادشاہ کی جیب مین تھے نکال اور ایک کپڑے مین باندھ شہزادہ بہمن کو دیے اور فرمایا کہ تم انکو اپنی کمر مین رکھنا اُنکے سبب سے اب تم میری بات نہ بھولوگے بالفرض اگر کل بھی تمھین یہ امر یاد نہ رہیگا تو جسوقت اپنی کمر کھولوگے اور یہ تینون گیند تمھارے کمر بند سے زمین پر گر پڑینگے تمکو وہ بات یاد پڑجائیگی باوجود اس تاکید کے اتفاقاً اُس دن بھی وہ دونون شہزادے اپنے گھر جاکے اُس بات کو بھول گئے رات کو جب شہزادے بہمن کپڑے اُتار کر سونے کے واسطے جانے لگا تب وہ تینون گیند اُسکی کمر سے زمین پر گر پڑے اور اُنکی آواز سے اُسکو یہ پیغام بادشاہ کا یاد پڑا اُسیدم دونون شہزادے پریزاد کے کمرے مین گئے اور بعد عذر کرنے کے کہ ہمنے بے وقت تمکو تکلیف دی کل حال سے اُسکو آگاہ کیا پریزاد نے اپنے بھائیون کی غفلت پر کہ تین دن تک متواتر بادشاہ کا پیغام بھول گئے بہت افسوس کیا کہ یہ تمھارا اقبال اور خوش نصیبی تھی کہ دفعۃً اس خوبی سے تمھین ملازمت بادشاہی حاصل ہوئی آخر کو یہ امر تمھارے واسطے نہایت مفید ہوگا مگر مجھے بڑا رنج ہوا کہ تم حکم بادشاہ کا بجا نہ لائے اور اُسکے ساتھ نہ گئے بلکہ تمنے کمال گستاخی اور سوء ادبی بادشاہ سے کی خلاف حکم بادشاہ کے کرنا موجب اندیشون کا ہے اُسنے کمال عنایت سے تمھاری دعوت کی اور تمنے انکار کیا یہ بات تمکو مناسب نہ تھی مجھے تمھاری باتین سُنکر بڑا تردد اور اندیشہ پیدا ہوا اب مین اس امر مین اپنی بولتی چڑیا سے صلاح کرتی ہون دیکھون وہ کیا کہتی ہے اسواسطے کہ جب مجکو کوئی امر مشکل پیش آتا ہے مین اُس سے مشورہ کرتی ہون آخر پریزاد نے پنجرا اُس چڑیا کا اپنے پاس رکھ کے سب حال جو اپنے بھائیون سے سُنا تھا کہہ کے اُسے مطلع کیا اور پوچھا کہ اس امر مین شہزادون کو کیا کرنا چاہیے چڑیا نے جواب دیا

شہزادون کو بادشاہ کی خوشی کرنا ضرور ہی اور وہ شہزادے بھی بادشاہ کی دعوت کرین اور اُسے اپنے گھر مین لائین شہزادی نے کہا مین تو فرط محبت سے نہین چاہتی کہ میرے بھائی میری نظر سے ایکدم جدا ہون چڑیا نے کہا اُنکو بادشاہ کے حضور مین جانے سے کچھ خوف نہین پریزادے نے کہا بادشاہ جو ہمارے گھر مین آئینگے تو مجھے اُنکے روبرو ہونا ضرور پڑیگا اُسنے کہا کچھ مضر نہین بلکہ موجب تمھاری بہتری کا ہوگا دوسرے دن صبح کو شہزادہ بہمن اور شہزادہ پرویز موافق معمول کے شکارگاہ کو گئے اور جب بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے بادشاہ نے پوچھا تم کیا جواب لائے شہزادہ بہمن نے عرض کیا خداوند ہم فرمان بردار ہین جو آپ کی مرضی ہوگی اُسکو بسر وچشم بجا لائینگے ہمنے اس امر مین اپنی بہن کو راضی پایا بلکہ اُسنے ہمکو بسبب نہ حاضر ہونے کے آپ کے حضور مین بہت ملامت کی اور آپ کے حضور مین ہمارے واسطے شفاعت خواہ ہے آپ ہمارے قصور کو معاف کرین بادشاہ نے فرمایا تمنے ایسا کچھ قصور نہین کیا کہ موجب میری خفگی کا ہو بلکہ مین تمھاری محبت سے جو بہن کے ساتھ تمکو ہے نہایت خوش ہوا شہزادے بادشاہ کی عنایات اور حلم سے دل مین کمال شرمندہ ہوے اور سر نیچے کرکے چپ کھڑے رہے مگر بادشاہ بدستور شکار کھیلنے مین مشغول رہا اور جب شہزادونکو شکار مین شریک پایا بلاکے بہت تسلی کی اور جلد شکارگاہ سے اپنے دولتخانے کی طرف چلا اور دونون شہزادون کو اپنے ساتھ لیگیا سب اہل دربار اور وزیر کو اُنکے قرب اور رتبے سے بڑا حسد ہوا اور جب بازار سے بادشاہ کی سواری نکلی ہر ایک دونون شہزادون کو دیکھکر ایک دوسرے سے پوچھنے لگا کہ یہ کون ہین معلوم نہین کہ اسی شہر کے باشندے ہین یا غریب الوطن اور سب لوگ شہر کے اُنھین دیکھکر دعا کرتے تھے کہ حقتعالے اسی حسن وجمال کے جیسے یہ دونون سوار ہین دو شہزادے ہمارے بادشاہ کو عنایت کرے اور اگر اس ملکہ کے پیٹ سے جو قید ہے خدا فرزند اُسے دیتا تو وہ ابتک اسی عمر کو پہونچتے غرض بادشاہ اپنے دولتخانے مین پہونچکر سواری سے اُترا اور اپنے خاص کمرے مین کہ نہایت خوبصورت اور سجا ہوا تھا اُن دونون شہزادون کو لیگیا اور دسترخوان پر کہ طرح طرح کے خاصے چنے ہوے تھے جاکر بیٹھا اور شہزادون کو بھی اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ دونون آداب بجا لاکے بیٹھے اور ساتھ بادشاہ کے خاصہ کھانے لگے مگر ادب سے چُپ تھے اور بادشاہ کو منظور تھا کہ اُنکی گفتگو سے اُنکی لیاقت اور ظرافت امتحان کرے پھر وہ خود چھیڑ چھیڑ کے ہر ایک بات اُنسے پوچھتا شہزادے اس فصاحت و بلاغت کے

ساتھ جواب دیتے کہ بادشاہ اپنے دل مین نہایت محظوظ ہوتا اور حسرت کرتا اور کہتا کہ کاش ایسی حُسن و جمال اور تہذیب و قابلیت کے ساتھ خدا مجھے بھی دو لڑکے دیتا اور بادشاہ نے بسبب انکی باتون اور لطیفون کے زیادہ دسترخوان پر توقف کیا اور بعد خاصہ کھانے کے بھی اُنکو خلوتخانے مین لیجا کر دیر تک اُنسے بات چیت کرتا رہا آخر برملا اُنکی تعریف فرماکے کہنے لگا کہ مین نے آجتک ایسے سعادت مند اور خوشرو جوان لائق اور قابل نہین دیکھے پھر اُسنے کہا بہت دیر ہوئی گانا سنو بہت خوش ہوگے فوراً گانا بجانا شروع ہوگیا اور ناچ مرد اور عورتون کا ہونے لگا اور نقال نقلین اور تماشے کرنے لگے شہزادے دیکھکر کمال خوش ہوے اور شام کو بادشاہ کے حضور سے آداب اور شکر بجالاکر رخصت ہوے بادشاہ نے وقت رخصت فرمایا کہ کل پھر موافق معمول کے شکارگاہ مین آنا مین جب تمکو اپنے ساتھ محل مین لے آؤنگا مین چاہتا ہون کہ تم اکثر حاضر ہوکے مجھے اپنی گفتگو سے خوش کیا کرو قبل اسکے کہ وہ شہزادے بادشاہ سے رخصت ہوکے اپنے گھر جائین شہزادہ بہمن نے عرض کیا کہ ہماری کمال آرزو ہی کہ کل کے دن جب حضرت واسطے شکار کے نزدیک ہمارے غریب خانے کے رونق فرما ہون تو وقت مراجعت کے ہمارے مکان مین قدم رنجہ فرماکے ذرا آرام فرمائین کہ موجب کمال سرفرازی ہماری اور ہماری بہن کا ہوگا اگرچہ وہ گھر آپکے جانے کے لائق نہین مگر ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ٭ بادشاہ نے فرمایا کہ مین مقرر تمھارے گھر جاکر تمھارا اور تمھاری بہن کا مہمان ہونگا کل علی الصباح مجکو تم اسی جگہ پہونچوگے جہانکہ تمسے پہلے دن ملاقات ہوئی تھی تم وہان حاضر رہنا شہزادہ بہمن اور شہزادہ پرویز دونون بادشاہ سے رخصت ہوکے گھر مین آئے اور یہ حال اپنی بہن سے کہا پریزاد نے سنکر کہا اس صورت مین ضرور ہی کہ تیاری کھانے کی لائق بادشاہ کے کیجاے پھر اُسنے اپنے بھائیون سے کہا اس امر مین مشورہ بولتی چڑیا سے کرنا ضرور ہی اور اُسکی صلاح کے موافق طعام شاہی تیار کرنا چاہیے شہزادون نے کہا بہت اچھا یہ کہکے شہزادے آرام کرنے گئے اور پریزاد نے پنجرا چڑیا کا اپنے آگے رکھکے کہا کہ بادشاہ نے کل کے دن ہمارے گھر آنے کا وعدہ کیا ہی اس صورت مین ہمکو ضرور ہوا کہ اُسکی دعوت کی تیاری کرین پس کیا کیا کھانے اُسکے لیے پکوائے جائین چڑیا نے کہا بی بی صاحب اچھے اچھے باورچی تمھارے نوکر ہین اُن سب سے سب قسم کے کھانے پکواؤ لیکن ایک قاب کھیرے کے آش کی جسپر موتی بچھے ہون آگے بادشاہ کے رکھنا شہزادی نے کہا مین نے آج تک کھیرے کی آش موتیون کے ساتھ نہین

کہا

سُنی بادشاہ اسے دیکھ کے نہایت تعجب کریگا اس واسطے کہ اُسوقت بادشاہ خاصہ کھانے بیٹھے گا موتی
دیکھنے علاوہ اسکے اس قدر موتی ہمارے پاس کہان چڑیا نے کہا بی بی جو مین کہون اُسکو تم ضرور
کرو مین تمھاری دولتخواہ ہون تم جو موتیون کے واسطے اندیشہ کرتی ہو کل صبح کو تم اپنے رمنے مین
جاکر سیدھے ہاتھ کی طرف فلانے درخت کے نیچے کھدوانا وہان سے تم بہت موتی پاؤگی چنانچہ دوسرے
دن علی الصباح شہزادی ایک باغبان کو اپنے ساتھ لیکے رمنے مین گئی اور اُسجگہ کو کھدوایا ایک صندوقچہ
طلائی ہون گز کے مربع مین نظر پڑا شہزادی نے بہت احتیاط سے اُسکو نکلوایا اور جب اُسے کھولا تو وہ موتیون
سے بھرا ہوا تھا جنکے سب دانے گول اور مقدار مین برابر اور یکسان لائق اسی کام کے تھے جس کام کو
چڑیا نے تجویز کیا تھا شہزادی بہت خوش ہوئی اور اپنے ہاتھ مین لیکے گھر کو چلی دونون شہزادے شہزادی
پریزاد کو تڑکے مالی کے ہمراہ باغ کی طرف جاتے ہوے دیکھکر متحیر ہوے کہ کیون وہان گئی پھر وہ
بھی جلد باغ کی طرف روانہ ہوے دُور سے اُسکو دیکھا کہ کچھ لیے آتی ہے جب نزدیک پہونچے تو اُنھون
نے ایک سونے کا بکس اُسکی بغل مین دیکھا پوچھا کہ ای بہن یہ کیا ہے پریزاد نے کہا مین نے اس
باغبان سے فلانے درخت کے نیچے زمین کھدوائی تھی وہان سے مین نے یہ بکس موتیون کا بھرا پایا یہ
موتیون کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پھر شہزادی نے بکس کھولکر موتی اُنکو دکھائے شہزادے بہت
خوش ہوے پھر شہزادی بولی کہ تم میرے پاس آؤ مین بڑے ایک امر مشکل مین ہون پرویز نے کہا
کیا پریزاد نے وہ مشورہ جو بولتی چڑیا نے اُسکو دیا تھا اپنے بھائیون سے ظاہر کیا اور وہ تینون بھائی
بہن ملکے دیر تک سوچتے رہے کہ اس چڑیا نے کسواسطے یہ امر تجویز کیا ہے پریزاد نے کہا کچھ فائدہ اُس
چڑیا نے اپنے نزدیک ٹھہرا کے یہ صلاح دی ہے یہ کہنا اُسکا لغو نہین اُسکے کہنے پر ہمکو عمل کرنا ضرور ہے پھر
پریزاد نے اپنے کمرے مین جاکے داروغہ باورچیخانہ کو بلوایا اور حکم کیا کہ کل کے دن سب طرح کے شاہی
کھانے تیار کرو اور ایک قاب تو اپنے ہاتھ سے کھیرے کی موتیون کے ساتھ بھی تیار کر رکھنا داروغہ
بہت متحیر ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ آج تک ایسا کھانا کسی نے نہین کھایا اور نہ اُسکی فرمایش کی پریزاد
نے بشرے سے معلوم کیا کہ داروغہ حیرت مین ہے اُس سے کہا تجھے اس سے کیا کام ہے جیسا کہ مین نے
حکم کیا تو بجا لا اور اس صندوقچہ کیے جسقدر موتی درکار ہون اسمین سے خرچ کر اور باقی کو اسی بکس مین
رہنے دے داروغہ بکس موتیون کا لیکر چلا گیا شہزادی پریزاد نے اپنا گھر اور باغ ہر ایک ساز و سامان اور

فرش و فروش سے سجا اور آراستہ کیا دوسرے دن تخ کو شہزادہ بہمن اور پرویز اسی جگہ جہان بادشاہ سے ملاقات ہوا کرتی تھی جاکر حاضر ہوے اور بادشاہ اکر شہزادون کے ساتھ دیر تک شکار کھیلا کیا جب

تصویر بادشاہ کی شکارگاہ مین مع شہزادون کے شکار کھیلنے کی

گرمی آفتاب کی سخت ہوئی تب بادشاہ شکارگاہ سے شہزادون کے محل کیطرف روانہ ہوا جب گھر انکا قریب پہونچا شہزادہ پرویز نے آگے سے جاکے اپنی بہن کو آگاہ کیا شہزادی استقبال کے لیے آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی اور جب بادشاہ قریب پہونچکر ڈیوڑھی کے پاس گھوڑے سے اُترا پریزاد نے دوڑکر اپنے تئین بادشاہ کے قدمون پر ڈالا اور اُسکے دونون بھائیون نے عرض کیا کہ یہی ہماری بہن ہے بادشاہ نے اُسے اپنے قدمون پر سے اُٹھایا اور اُسکے حسن وجمال کو دیکھکر بہت متحیر ہوا کہ یہ بہن ہر امر مین اپنے بھائیون کے مشکل ہے اور قصبات مین ایسے حسین اور خوش سلیقہ لوگون کا ہونا بہت تعجب ہے اور ایسا مکان خوبصورت عالیشان گانون مین نہین دیکھا پھر پریزاد نے ہر ایک مکان بادشاہ کو لیجاکر دکھلایا وہ ہر ایک مکان کو دیکھکر نہایت خوش ہوا بادشاہ نے بعد دیکھنے محل کے فرمایا کہ مین اب تمھارے باغ کی سیر کیا چاہتا ہون باغ بھی تمھارا مانند تمھارے گھر کے خوب ہوگا شہزادی پریزاد نے

جب دروازہ باغ کا کھولدیا فوراً نظر بادشاہ کی پہلے سب کے فوارے پر پڑی دیکھا کہ پانی زرد مانند سونے کے چھٹ رہا ہی بادشاہ نے خوش ہوکے پوچھا کہ یہ عجب طرح کا فوارہ ہی مین نے ایسا نہین دیکھا اسکا خزانہ کہان ہی اور کیونکر یہ اسقدر بلند ہوکر چھوٹتا ہی اور تمنے اسکو کہان سے پایا اور کیونکر بنوایا مین اسکو نزدیک سے دیکھونگا شہزادی نے عرض کیا بہت اچھا یہ کہکر وہ بادشاہ کو فوارے کے پاس لیگئی بادشاہ اُس فوارے کو دیکھ رہا تھا کہ ایکبارگی اُسنے گانے کی آواز سنی کہ طرح طرح کی لے اور تانون سے گانا ہو رہا ہی اُسنے چارون طرف مُنھ پھیرکے دیکھا کوئی گانے والا نظر نہ پڑا فقط آواز سُنائی دیتی تھی تب بادشاہ نے پوچھا کہ یہ آواز گانے کی کہان سے آتی ہی بڑے اچنبھے کی بات ہی پریزاد نے مُسکرا کے کہا یہان کوئی گانیوالا نہین جو اس راگ کو گاتا ہو آواز راگ کی اس درخت سے آتی ہی دو چار قدم اگر آپ تکلیف کرکے آگے کو فرماوین تو اُسکو اچھی طرح سے ملاحظہ کرینگے بادشاہ نے آگے جاکے ایسا اچھا راگ سنا کہ محو ہوگیا غرض بادشاہ کبھی فوارے کی طرف متوجہ ہوتا اور کبھی گانے کیطرف جو درخت سے سنائی دیتا تھا اور نہایت خوش ہوتا اور تصور کرتا کہ یہ امر واقع مین ہی یا جادو ہی

تصویر بادشاہ کی شہزادی پریزاد کے ہمراہ سیر باغ کرنے اور عجائبات دیکھنے کی

بہرکیف بادشاہ نے پریزاد سے پوچھا یہ درخت عجیب کہان سے تمنے پایا کہ اُسے اپنے باغ مین لگایا آیا کسی نے اس تحفہ کو تمھین دیا ہی یا کسی شہر دور و دراز سے تم اسکو لائی ہو اور اس درخت کا نام کیا ہی پریزاد نے عرض کیا خداوندا اس درخت کا نام گانیوالا درخت ہی اس ولایت مین یہ درخت نہین ہوتا اسکے حال کے عرض کرنے مین بہت دیر ہوگی اس درخت اور سونے کے فوارے اور بولتی چڑیا کو مین ایک وقت مین لائی ہون اب تیسری چیز جو باقی ہی آپ چلکے دیکھیے جب حضور ذرا شکار کی ماندگی سے ستا لینگے مین ان تینون چیز عجیب کا حال بتفصیل عرض کرونگی بادشاہ نے فرمایا سبب دیکھنے ان عجیب و غریب چیزون کے میری سب ماندگی شکار کی جاتی رہی اب تم مجھے بولتی چڑیا کو دکھاؤ وقت پھرنے کے باغ سے بادشاہ نے پھر فوارے کو اچھی طرح دیکھکر فرمایا مین نہ تو اسکا کہین خزانہ دیکھتا ہون کہ جہان سے پانی اسکا نل کی راہ سے کسی ظرف مین آتا ہو اور نہ کوئی ظرف نظر پڑتا ہی شہزادی پریزاد نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اس فوارے کا خزانہ نہین کہ جہان سے یہ پانی آتا ہو فقط ایک ظرف سنگ مرمر کا نہایت چھوٹا سنہرے پانی سے بھرا رکھا ہی وہ پانی خود بخود جوش کھاکے اُبلتا ہی اور فوارہ ہوکے دن رات نکلتا ہی اور پھر وہ پانی بلند ہوکے اسی ظرف مین گرکے کبھی گھٹتا نہین بادشاہ یہ سنکر نہایت متعجب ہوا اور کہا اب بولتی چڑیا کہان ہی شہزادی پریزاد بادشاہ کو بارہ دری مین لے گئی وہان اُسنے سیکڑون جانور خوش الحان دیکھے کہ درختون پر بیٹھے ہوے چہچہا رہے ہین اُسنے متعجب ہوکے پوچھا کہ اس قدر جانورونکا یہان جمع ہوکر قسم قسم کی بولیان خوش آوازی سے بولنا کس سبب سے ہی پریزاد نے کہا یہ چڑیان مصاحب اور شاگرد بولتی چڑیا کی ہین کہ جسکا پنجرا اس بارہ دری کی کھڑکی مین لٹکتا ہی اب بہت اچھے راگ سنیے گا کہ بہتر ان سب چڑیون کے راگون اور بلبل ہزار داستان کے گانے سے ہین پھر جب سلطان اس بارہ دری مین گیا اُس چڑیا کو سُنا کہ چہچہا رہی ہی شہزادی پریزاد نے پکار کر کہا اے میری لونڈی چڑیا تو نہین دیکھتی ہی کہ بادشاہ یہان تشریف لاتے ہین اُنکو آداب بجالا اُس چڑیا نے پریزاد سے اس کلام کو سنکر گانا موقوف کیا ساتھی اُسکے اور سب چڑیان بھی چپ ہو رہین پھر اُس چڑیا نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بہت خیر و عافیت سے ہین اور بہت دعائین دین اور وہین دسترخوان بچھا تھا بادشاہ بارہ دری مین نزدیک اسی پنجرے کے بیٹھ گیا اور چڑیا کا جواب سلام ہوکر متوجہ خاصے کیطرف ہوا پہلے سب کے قاب کھیرے کی جو اُسکے آگے رکھی ہوئی تھی آگے اپنے کھینچکر قصد کھانیکا

کیا اُسکو کھیرے کی آش اور اُسپر موتی چنے ہوے دیکھ نہایت تعجب ہوا اور شہزادی پریزاد اور اُسکے دونون بھائیون سے پوچھا کہ یہ چیز قابل کھانے کے نہین کسواسطے میرے روبرو رکھی وہ تینون بہن بھائی کہ اس حکمت سے واقف نہ تھے چپ ہو رہے مگر چڑیا نے جواب دیا کہ بادشاہ کو کھیرے کی آش پر موتیونکو چنا ہوا دیکھکر تعجب آیا اور ملکہ اپنی بی بی کے کتا بلی چھچھوندر جننے سے تعجب نہ آیا بادشاہ نے جواب دیا کہ مین نے اُن عورتون سے جو ملکہ کی خدمت مین حاضر تھین سُنکے یقین کیا چڑیا نے کہا کہ وہ عورتین ملکہ کی بہنین تھین تمھاری عنایت اور توجہ ملکہ کے حال پر دیکھ اُنھین حسد پیدا ہوا تھا تمھارے ناخوش کرنے کے لیے ملکہ سے یہ فریب کیا تھا اگر آپ اُنسے بتہدید پوچھین تو وہ اپنے قصور کا اقرار کرینگی یہ دونون بھائی اور اُنکی یہ بہن تمھارے فرزند ہین انکو اُن عورتون نے تمسے چھپاکر ہر ایک کو وقت پیدا ہونے کے کمل کے ٹکڑے مین لپیٹ اور پٹاری مین بندکر نہر مین ڈال دیا تھا یہ تینون بچے بہکر تمھارے داروغہ باغ کے ہاتھ لگے تھے اُسنے انکو دائیان رکھکر پرورش کیا اور ابتداے سن تمیز سے تعلیم و تربیت ہر ایک امر سے کرتا رہا اور جو وہ لاولد تھا اپنے بیٹی بیٹا سمجھکر ان دونون شہزادون اور شہزادی کو بڑے ناز و نعمت سے پالا آپ کے گھر مین بھی اسیطرح سے پلتے بادشاہ کو چڑیا سے جب حقیقت اس مقدمہ کی بخوبی معلوم ہوئی کہا اے چڑیا مجھے تیرے کہنے پر یقین ہوا اور جو کچھ کہ تو نے کہا سچ کہا اسواسطے کہ جب سے مین نے ان تینون کو دیکھا ہے بسبب جوش خون کے بے اختیار مانند اپنے لڑکون کے اُنکو پیار کرتا ہون اور محبت و الفت ان تینون کی میرے دل کو ایسا کھینچتی ہے جیسا مقناطیس لوہے کو یہ سب آثار اسی امر پر دلالت کرتے ہین کہ یہ تینون بچے میری اولاد اُس ملکہ بیقصور کے بطن سے ہین یہ فرماکر بادشاہ نے تینون سے آبدیدہ ہوکر کہا اب تم مجکو اپنا باپ حقیقی سمجھو یہ سنکر وہ کمال محبت و پیار سے دوڑے اور بادشاہ کے گلے لگے اور میٹھے کے بادشاہ کے ساتھ خاصہ تناول کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی بادشاہ نے فرمایا اے فرزند و اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون کل پھر تمھارے گھر آؤنگا اور اپنی ملکہ کو جو تمھاری حقیقی ماں ہے ہمراہ لاؤنگا یہ کہکے بادشاہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جلد اپنے دولتخانے مین آ وزیر اعظم کو حکم کیا کہ جلد جاکر ان دونون نابکارون کو اُنکے گھرون سے پکڑ کے بعذاب شدید قتل کر بمجرد حکم بادشاہ کے وزیر نے اُنکو قتل کیا پھر بادشاہ کیخسرو خدم و حشم کے ساتھ اُس جامع مسجد مین جہان ملکہ قید تھی گیا اور اُس زندان تنگ سے جہان وہ بہت برسون تک قید رہی اور نہایت اذیت پائی تھی ملکہ کو اپنے

ہاتھ سے باہر نکالکر گلے لگایا اور اُسکی شکستہ حالی اور میلے پھٹے لباس کو دیکھ کر بہت رویا اور کہا یہ سب
ظلم اور ناانصافی جو بہ نسبت تیرے مجھسے ظہور مین آئی ہی سو معاف کر اور مین نے اُن دونون تیری
بہنون کو جنھون نے فریب سے مجھے تجھ بیگناہ اور بےتقصیر پر غضبناک اور خشمگین کیا تھا قتل کرکے سزا کو
پہونچایا اب ساتھ میرے چلکے اپنے دونون بیٹون اور تیسری بیٹی کو سب جوان سین مین دیکھ اور اُنھین اپنی چھاتی
سے لگا کہ وہ تینون میرے اور تیرے فرزند اور نور دیدہ ہین اور حمام کرکے پوشاک اور زیور موافق اپنے
رتبہ کے پہن جو یہ سب اعزاز واکرام کرنا بادشاہ کا بہ نسبت اُس ملکہ کے اور خود بنفس نفیس اُس مجلس
مین جانا اور ملکہ سے عفو قصور چاہنا اور ثبوت تینون فرزندون کا اُسکے بطن سے کرنا اور سزا پانا
اُسکی دو بہنون کا بسبب فریب کرنے کے سب قلمرو مین مشہور ہوا تھا لہذا تمام خلق ملکہ بیگناہ کی
تعریف اور اُسکی بہنون پر لعنت کرنے لگی پھر دوسرے دن ملکہ بعد حمام کرنے کے پوشاک شاہانہ اور جواہرات
ملوکانہ پہنکر بادشاہ کے ہمراہ اپنے فرزندون کے گھر تشریف لیگئی اور بادشاہ نے شہزادہ بہمن اور پرویز
اور پریزاد کو ملکہ کے روبرو لاکے کہا کہ بیگم یہ دونون تمھارے بیٹے اور یہ بیٹی ہی تم انکو اپنے سینے سے
لگاؤ جیسا کہ مین نے انکو اپنے گلے سے لگایا اور پیار کرو اور اُنکی تشفی فرماؤ ہر ایک کی پیدایش کے
وقت تمھاری کمبخت بہنون نے انکو نہر مین ڈالکر ایکبار کتے کا پلا دوسری دفعہ بلی کا بچہ تیسری بار چھچھوندر
ظاہر کیا کہ ملکہ نے جنا ہی جوان بچون کی زندگی تھی اور ہمسے ملنا تھا خدا نے انکو بچایا اور اسی طرح
لائق وفائق کیا پھر وہ تینون یعنے شہزادے اور شہزادی اپنی مان کے گلے لگ کر روئے خصوصًا ملکہ
بہت روئی پھر بادشاہ اور ملکہ نے اپنے تینون فرزند سمیت بیٹھ کے خاصہ خوب تناول فرمایا اور جب
کھانے سے فراغت ہوئی بادشاہ ملکہ کو باغ مین واسطے دکھانے گانے والے درخت اور فوارے
سنہرے کے لیگیا ملکہ جاکر پہلے ان دونون کو دیکھکر بہت خوش ہوئی بعد اُسکے چڑیا کو جسکی تعریف بادشاہ
نے ملکہ سے خاصے کیوقت کی تھی دیکھا اور اُسکی باتون اور گانے سے بہت خوش ہوئی پھر جب ان سب
کامون سے فراغت پائی بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر شہزادہ بہمن کو دہنی طرف اور پرویز کو بائین
طرف کرکے محل کیطرف روانہ ہوا اور ملکہ نے سواری مین پریزاد کو اپنے ساتھ بٹھالیا جب سواری
بادشاہ کی شہر کے اندر پہونچی خلق نے کہ آگے سے جمع ہورہی تھی اُن دونون شہزادون اور شہزادی
پریزاد کا حال سنکر بہت خوشی کی اور پکار کر دعائین بادشاہ اور ملکہ اور شہزادونکو دینے لگی اور جیسا کہ

ملکہ کے قید ہونے سے مغموم ہوئی تھی اُسکو اس حال مین دیکھکر خوش ہوئی خصوصًا اُس چڑیا کو دیکھکر جسکا پنجرا آگے شہزادی پریزاد کے رکھا ہوا تھا اور گروہ طیور خوش الحان چارونطرف سے جمع ہوکے گرد اُس پنجرے کے اُڑتے اور طرح طرح کی بولیان خوش الحانی سے بولتے ہوے جاتے تھے سوا اُنکے اور بہت سی چڑیان درختون اور کوٹھون پر بازار اور ہر گلی کوچے مین جدھر سے سواری بادشاہ کی گزری اور اس چڑیا گویا کا قفس جاتا تھا بیٹھی خوشی مین چہچہا رہی تھین الغرض بڑی شوکت اور عظمت کے ساتھ شاہزادہ بہمن اور شہزادۂ پرویز اور شہزادی پریزاد کو بادشاہ اپنے محل مین لیگیا اور شب کو بڑی خوشی اور ناچ اور تماشے دکھلا کر اپنے فرزندون اور ملکہ کی ضیافت کی اور بہت دنون تک تمام شہر مین کمال خوشی رہی اور ہر ایک شخص نے اس سرور سے اپنے گھر مین محفل اور ضیافت کرکے نہایت خوشی کی اور یہ غزلین مناسب حال عالیجناب میر عصر مصحفی دوران اوستاد ابن اوستاد مرزا کلب علیخان صاحب بہادر عیاش تخلص دام برکاتہم خلف الصدق عالیجاہ اوستاد مسلم الثبوت حضرت نادر خلد آرامگاہ کی کمال خوش الحانی سے گائین۔

غزل

عمر گزری تھی جو میری درمیان کوے دوست ۔ باغ جنت پر ہوا مجھکو گمان کوے دوست
دل لگی رہتی ہو اپنی درمیان کوے دوست ۔ کھیلتے ہین طفل اشک اور کودکان کوے دوست
خون ناحق کا ہمارے داغ مٹنے کا نہین ۔ حشر تک رکھینگے ہم باقی نشان کوے دوست
گو حیات جاودانی بھی عطا اُن کو ہوئی ۔ خضر کو ڈھونڈھے نہین ملتا نشان کوے دوست
اپنی نظرون سے گرا کر دیا ایسا حقیر ۔ آنکھین دکھلاتے ہین مجکو مردمان کوے دوست
ہڈیان میری ٹھکانے تب لگین بعد فنا ۔ غالب آجائین ہما پر جب سگان کوے دوست
عکس پڑتا ہی جو اُسپر مقتل عشاق کا ۔ سرخ مانند زمین ہی آسمان کوے دوست
چاہتا ہی دل ابھی اُڑکر پہونچ جائین وہان ۔ ولولہ ہوتا ہی سُن سُن کر بیان کوے دوست
جانے کو چھپکر پہونچ تو جائین اُنکے پاس ہم ۔ نقش پا پہچان لینگے پاسبان کوے دوست
تنکے چنتے ہین وہان عشاق دیوانون کی طرح ۔ سب نشانون سے یہ بڑھکر ہی نشان کوے دوست
تیسرے دن آج سے ٹھہرا ہی وعدہ قتل کا ۔ اور ہین دو روز کو ہم میہمان کوے دوست
جس گھڑی ہوتا ہی برہم مجھسے وہ آتش مزاج ۔ اور بھڑکاتے ہین اُسکو دشمنان کوے دوست

محفل مین مجھے ہونے نہین دیتے شریک
خاک مین رہتے ہین میرے پاسبانِ کوے دوست

بام پر قندیل روشن ہین ستارون کی طرح
آسمان کی شان سے ملتی ہی شانِ کوے دوست

دفن اِک اِک قبر مین سو سو شہید نازہین
رہتے رہتے ہوگئے ہم رازدانِ کوے دوست

کوزیون کے مول بکتے ہین یہان یوسف جمال
مصر کا بازار اچھا یا دکانِ کوے دوست

نیند آتی ہی نہین ہمکو شب فرقت مین جب
سنتے ہین کہلاکے تب ہم داستانِ کوے دوست

دیکھکر دیتے نہین مجھکو صداے دورباش
پاس کرتے ہین جو میرا پاسبانِ کوے دوست

سب اُجڑ جائین اُنھین برہو توجہ یار کی
غیر سودا پنا سمجھتے ہین زیانِ کوے دوست

ہو برا رشک رقابت کا کہ اُسکے عشق مین
بنگئے دشمن مرے سب دوستانِ کوے دوست

وحشت دل چین اب لینے نہین دیتی مجھے
تم رہو ہمتو چلے اَی ساکنانِ کوے دوست

ایک مدت جو مجھے صحرا نوردی مین کٹی
اجنبی سمجھے مجھے باشندگانِ کوے دوست

کھانے کو پاتے ہین غم اور پینے کو خون جگر
عیش کرتے ہین ہمیشہ میہمانِ کوے دوست

ظلم کو کہتے ہین رحم اور موت کہلاتی ہی زیست
اب تو ہم کچھ کچھ سمجھتے ہین زبانِ کوے دوست

پائون پر میرے رگڑتے ہین سر اپنا عجز سے
جانکر کلبِ علی مجکو سگانِ کوے دوست

دیگر

دولتِ حسن پہ رہتا ہی نثار ایک نہ ایک
کھائے پھرتا ہی صنم تیرہ اُدھار ایک نہ ایک

کوچۂ یار مین رہتی ہی بہار ایک نہ ایک
کوئی گاتا ہی بجاتا ہی ستار ایک نہ ایک

دل کسی دن ہی نشانہ تو کسی دن ہی جگر
تمکو ملجاتا ہی ہر روز شکار ایک نہ ایک

ماتھے صیاد ہی کے جائیگی یا گلچین کے
تم چمن کو جو گئے ہوگی بہار ایک نہ ایک

ہی نہ وامق ہی یہ موقوف نہ فرہاد پہ بند
خوبصورت ہو تمھین کرتا ہی پیار ایک نہ ایک

قتل انداز سے کرتے ہو کبھی ناز سے تم
دل ہی جاتا ہی تمھین کا رگزار ایک نہ ایک

کیون نہ آئے مرے گھر یا گئے گھر غیر کے کیون
دل مین رہتا ہی مرے سوچ بچار ایک نہ ایک

خوف گلچین کا کبھی ہی کبھی صیاد کا ڈر
کلمۂ یاس کا کہتی ہی ہزار ایک نہ ایک

بیڑیان کوئی نہ کوئی ہی پہنتا ہر روز
آنکے دیوانون مین ہوتا ہی شمار ایک نہ ایک

آپ کے ناز کا ہون نام کہ انداز کا مین
روبرو تیر نگہ کے جگر و دل جو رہے
کرتے ہین دشت نوردی جو بچے زندان سے
کہہ دکھاتا ہی انگوٹھی کبھی تعویذ کمر
آنکھ سے آنکھ ملائینگے اگر تجھ سے حسین
گنجفہ کھیلیے و گنجفہ بازون کا نہین
کبھی طوق اور کبھی جگنو کو دکھاتے ہو تم
گر بگولہ نہ اٹھا دامن دلدار تو ہے
قیس ہی سن لے مرے حال کو اور یا فرہاد
عشق رخ سے جو بچا زلف مین پھنس جاؤن گا
بے بلائے ہوئے مجکو نہ وہ ملنے ہرگز
خالی رہتا نہین صحبت سے حسینون کی یہ دل

دل غمدیدہ پہ کرجاتا ہی وار ایک نہ ایک
ہو ہی جائیگا ہدف آخر کار ایک نہ ایک
رنگ لاتی ہی غرض فصل بہار ایک نہ ایک
نقش کرتا ہی مرے دل پہ نگار ایک نہ ایک
نوک مژگان سے تری کھائیگا خار ایک نہ ایک
آپ ہی جیتینگے اور جائیگا ہار ایک نہ ایک
ہو ہی جائیگا گلے کا مرے ہار ایک نہ ایک
گل ہی کر دیگا مری شمع مزار ایک نہ ایک
اب نکلوائیے مرے دل کا بخار ایک نہ ایک
رنگ لائینگے مرے لیل و نہار ایک نہ ایک
قاصد انکا رہا چھاتی پہ سوار ایک نہ ایک
ڈھونڈھ لاتا ہی کہین سے مرا یار ایک نہ ایک

جب ملکہ شہرزاد نے اس حکایت کو تمام کیا شہریار بادشاہ ہند کا ان سب قصونکو کہ ملکہ شہرزاد نے ایکہزار ایک رات مین کہے تھے اور اس حیلے سے اپنے تئین اتنی مدت تک قتل ہونے سے محفوظ رکھا تھا سنکر نہایت خوش ہوا تھا اور اس خیال سے جو بسبب بدکرداری اپنی پہلی ملکہ کے ہر روز ایک بی بی سے نکاح کرتا اور صبح کو اسے قتل کرتا اس امر قبیح سے باز آیا اور جو بدگمانیان عورتون کی طرف سے اسکے ذہن نشین تھین سب بھول گیا اور ہاتھ قتل ملکہ شہرزاد سے قطعی اٹھایا اور ہزار دل سے محظوظ ہو کر جان بخشی کی سے

اٹھایا ہاتھ اسکے قتل سے اب
جو جاری تھی ہوئی وہ رسم جاری
دل شہ مین نہ باقی تھی کدورت
بسایا اپنے اجڑے گھر کو اسنے

دلی حاصل ہوا بانو کا مطلب
مکدر تھا جو آئینہ ہوا صاف
ہوئی وہ ظلم کی موقوف صورت

لب ساحل ظلم بجھی تھی سو آگئی
بشکل آئینہ سینہ ہوا صاف
دیا پہلو مین گھر دلبر کو اسنے

شہریار داستان دوست وہ کہانیان دلچسپ عجیب وغریب سنکر ایسا محظوظ ہوا کہ خیال عورتون کی بدکرداری کا صاف اسکے دل سے نکلگیا اور وہ طریق کہ دن کو ہر روز ایک نئی بی بی کے ساتھ نکاح کرتا تھا اور دوسرے دن چراغ اسکی حیات کا گل کرتا تھا یہ سب رسمین

موقوف ہوئین اور وزیر اعظم کہ پدر بزرگوار ملکہ شہرزاد کا تھا اُسنے بھی ہر طرح نجات پائی اور تمام رعیت قلمرو سلطانی مین جو بلاے قہر سلطانی مین مبتلا تھی چھٹی اور چھوٹے بڑے وضیع و شریف ملکہ کے حق مین خدا سے دست بدعا تھے کہ یاخدایا ملکہ شہرزاد اور بادشاہ شہریار دونون مدام عیش و عشرت مین سرشار رہین اور دا سلطنت مین عدل و انصاف سے رعیت تمام راضی اور خوشنود اور رہین ظلم و ستم کی نابود ہون

میسر عیش و عشرت صبح اور شام
بخیر انکا ہوا آغاز و انجام
روان سکہ رہا برسون جہان مین
نہ کھٹکے پھر وہ چشم آسمان مین
بس ای حامد اب آگے خاتمہ لکھ
ضروری امر ہی جو رہ گیا لکھ

خاتمہ منجانب مترجم علامۂ اعنی فخر الشعرا مولانا محمد حامد علی خان حامد خلف اکبر حافظ غلام علی خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی

جو فضل ایزد باری تھا شامل
بہت بہتر چھپی پھر الف لیلہ
ہی ہر سطر اسکی رشک جعد سنبل
صفا مین لیکن اُس سے بڑھ گئے ہین
ہی وہ بین السطور اسکا مصفا
کہ ہی طرز سادہ عاشقانہ
لیاقت جسکو ہو اردو زبان کی
مزہ ہی اسمین اُردو کی زبان کا
جہان کچھ نظم ہی موقع سے آئی
کہ مضمون نثر سے ملتا ہوا ہی
یہ گویائی مجھے بخشی خدا نے
نئے ہین فضل حق سے طور جسمین
مصور بھی مگر ایسا علے ہی اُستاد
کہ ہی یوسف علیخان نام اُسکا
بہت نازک مو شگافی اُسنے کی ہی

مراد دل ہوئی دلخواہ حاصل
لکھائی بھی بہت اچھی ہی اُسکی
نزاکت مین ہی مانند رگ گل
ہین نقطو نپر تصدق اسکے غنچے
کہ ہی صدقے بیاض چشم لیلے
سلاست جابجا مد نظر ہی
وہ خوبی دیکھ لے میرے بیان کی
زبان اُردو کی بالکل صاف کر دی
تو اُسمین بھی ہی یہ خوبی دکھائی
بہت جب کی ہی مین نے جانفشانی
نئے قصے کیے تھے جو پُرانے
نیا تصویر نے جو بن لیا ہی
ہی اپنے وقت کا مانی و بہزاد
خدا کے فضل سے خوشتر جوان ہی
کہ ہر تصویر سے ثابت یہی ہی

پری بنکر اُڑی پھر الف لیلہ
چھپائی بھی بہت اچھی ہی اسکی
گل تر حرف سب اسکے بنے ہین
کہ ہین از بس شگفتہ سارے نقطے
عبارت گو ہی اسکی منشیانہ
بلاغت سے فصاحت بیشتر ہی
نیا ہی رنگ ہر اک داستان کا
مثال آئینہ شفاف کر دی
تناسب نثر سے اس نظم کا ہی
تب آئی ہی مزے پر یہ کہانی
بڑھی ہی ایک خوبی اور اسمین
کہ وسط صفحہ مین ٹکڑا جما ہی
نہ کیون ہو خوبصورت کام اُسکا
عزیز خلق و محبوب جہان ہی
زبان اپنی یہ کھولا چاہتی ہی

بس اب تصویر بولا چاہتی ہی
غرض خون جگر جب مین نے کھایا
وگرنہ مین کہان اور یہ کہان کام
مری جانب ذرا الطاف سے دیکھ
وہ سب گویا قلم برداشتہ ہی
مین غیرونکو ادب کرتا ہون ارشاد
نہ کر ئشد تو کچھ نکتہ چینی
مین اپنے وقت کا آتش زبان ہون
غلامان امیر احمد مین مشہور
یہ دونون بھائی ہین اُستاد نامی
جلال اور داغ بھی پہچانتے ہین
جناب حضرت احسان والا
فروغ نکتہ سنج و ذی ہنر نے
جمیل ذی منش فخر زمن نے
کریم النفس وعالیخاندان نے
وہ ہی اب فارسی مین ایسا اُستاد
کہ ہی شاگرد قدر بلگرامی
رئیس اعظم ہندوستان ہین
کہ ہین یہ سب کے سب بحر لطافت
بہادر میرزا کلب علیخان
وہ اپنے وقت کے اب مصحفی ہین
تھے انکے والد ماجد بھی اُستاد
محبت انکو مجھ سے بیشتر ہی

کوئی ایسی چھپی کب الف لیلہ
تب اسکو اسطرح رنگین بنایا
الا ای حاسد بے عقل و دانش
مری اس نثر کو انصاف سے دیکھ
بفضل حق سخنور ہون مین مشہور
مین اپنے وقت کا ہون آپ اُستاد
کہون کیونکر کہ تو جاہل نہین ہی
مین ممدوح گروہ شاعران ہون
حکیم نامور استاد دوران
بڑے فخری تو چھوٹے ہین نظامی
ادیب لکھنوی اُستاد نامی
کہ اپنے ہمسنون مین ہی وہ بالا
جناب محسن کاکوروی نے
منیر مالک ملک سخن نے
جناب عاقل عالی مراتب
ہی گویا فن یہ اُسکا خاص ایجاد
جناب مستطاب و قر و توقیر
شریف القوم وعالیخاندان ہین
جناب کیف و فرحت اور عالی
رفیع القدر و میر میرزایان
ہین خود اُستاد اور استادزادے
جناب نادر فردوس آباد
صفی پوری عزیز نامور نے

چھپی ہی جبسی یہ اب الف لیلہ
ہوا اقبال آقا سے سرانجام
تو کیون کہتا ہی ناحق مجھسے کاوش
کہ مین نے اسمین جو کچھ لکھدیا ہی
بقول عبرت مرحوم و مغفور
بری ہوتی ہی مشفق عیب بینی
مری اُستادی کا قائل نہین ہی
مین مجنون کیونکر نہون اسیر ہین مسرور
جناب حضرت افضل علیخان
یہ دونون بھائی مجکو جانتے ہین
ہوئی ہی ختم جسپر خوش کلامی
عروج نامدار و نامور نے
عدیم المثل مداح نبی نے
جناب معجز معجز بیان نے
مرا افسر مرے آقا کا نائب
جناب منشی سرشار نامی
کہ اپنے وقت کے ہین میر دلگیر
فصاحت اور نصرت اور شہرت
ہی جنپر ختم اب نازک خیالی
وہ علام فنون شاعری ہین
یہ دولت پائے وہ جسکو خداداد
عنایت انکی میرے حال پر ہی
اویس نکتہ سنج معتبر نے

جنابِ مہر و ماہ لکھنوی نے
کلام اُسکا نہایت مستند ہی
ہی صادق میرزا اسم مبارک
یہ بھائی بیخود مرحوم کا ہی
بنیہ ہے اعظم رئیس کانپوری
کہ ہی وہ فی زمانہ مخرِ حالی
کریم الخلق حسان عجم نے
کہ ہی رضوان علیخان نام اُنکا
جناب قیس خلد آرامگہ نے
محب رحمۃ للعالمین نے
وحید العصر منشی زمانہ
حبیب اللہ تارک مولوی نے
مرے اُستاد سابق تھے یہ دونون
یہ فرمائی تھی شفقت سے وصیت
وہ شاہنشاہ اقلیم سخن ہی
بتائے کوئی گر ایسا کہین ہی
یہ شہرت ہی جو میری شاعری کی
وہ الحق رہنمائے شاعران ہی
خدا نے نام نیک اُسکو دیا ہی
بعلم و فضل و دین فرد و یگانہ
بسطوت غیرت فغفور و قیصر
بڑا کلب علیخان بہادر
وہان بھی وہ امام اتقیا ہی

جناب شمس و جاہ لکھنوی نے
مسیح دہر بقراط جہان نے
نہین ہی اُسکی اُستادی مین کچھ شک
علاوہ اسکے ممدوح زمن نے
لیاقت جسکو ہی ہر فن مین پوری
دقیقہ سنج و مشتاق و حسن نے
ثناخوان رسول محتشم نے
جناب سالم و کیوان مغفور
جناب عزم عالی مرتبہ نے
مرے عم مفخم نیک انجام
تھے فن شاعری مین بھی یگانہ
یہ دونون شاہ آبادی ہین اُستاد
بڑے لائق و فائق تھے یہ دونون
ہمارے قول پر کرتا عمل تو
وہ فخر نکتہ سنجان کہن ہی
ہوا مین سال سولہ گزرے کامل
غلامی کا یہ صدقہ ہی اُسی کی
امیر احمد کا شہرہ ہی جہان مین
بڑا شاگرد ایک اُسکو دیا ہی
سکندر دولت و دارا حکومت
بحشمت فخر دارا و سکندر
ہی اب رونق فزا خلد برین مین
کہ مقبول جناب کبریا ہی

جناب ہجر نے جو معتمد ہی
ارسطو رائے عیسی زمان نے
یہ شاعر بھی بڑا ذی مرتبہ ہی
غلامِ احمدِ شاہِ سخن نے
جناب حضرت اکرام عالی
جناب اطہر شیرین سخن نے
کرم ہر شخص پہ ہی عام اُنکا
یہ دونون تھے بڑے استاد مشہور
جنابِ قبلۂ دنیا و دین نے
کہ تھے منصب علیخان خلد آرام
علی با نجف آل نبی نے
انھون نے اب کیا جنت کو آباد
انھین دونون نے مجھسے وقت رحلت
امیر احمد کو دکھلانا غزل تو
کوئی اُستاد اب ایسا نہین ہی
غلامان امیر احمد مین داخل
وہ بیشک پیشوائے شاعران ہی
غنیمت ہی وہ اب ہندوستان مین
امیر الملک نواب زمانہ
فریدون مرتبت جمشید رتبت
وہ تھا بحر شرف کلب بہادر
جوار رحمۃ للعالمین مین
وہ فرزندون مین ہی شاہ شہان کے

جناب قیصر ہندوستان کے
رئیس ایسے کہین پیدا ہوے ہین
تھا در پر اُنکے جو تھا مخزن علم
وہ دریاے سخا بحر کرم تھے
ہوے وہ دوس کو وہ بھی روانہ
خداوندا اُسے عمر خضر دے
تو اُس اُستاد کا رتبہ ہی کیسا
تجھے داد سخن دی ان سبھون نے
حسود نکتہ چین سے کیا ہی مطلب
جہا نیر مجھ سے کچھ لغزش ہوئی ہو
دگرنہ عیب کو میرے چھپا دین
دعا کر اب جناب کبریا مین
خدا سے مانگ جو کچھ مانگتا ہی
خداوندا بحق احمد پاک
بحق جملہ یاران پیمبر
رہے آباد اُسکا کارخانہ
زر دولت پہ جو اُسکے نہین ہی
بیان کیا اُسکی جود و دہش کا
ہی زرریزی مین مثل ابر باران
رفاہ خلق پر اُسکی نظر ہی
کہ جسنے دین و دنیا کے بھلے ہین
ہزارون آدمی نوکر ہین اُسکے
جو کچھ تعریف لکھیے اُسکی کم ہی

سخاوت اُسنے حاتم کی بھلا دی
نہین ایسے نہین پیدا ہوے ہین
ولیعہد بہادر نیک انجام
اسی مرحوم کے وہ ہمقدم تھے
جگہ پر اُنکی اب بوتا ہی اُسکا
می مقصد سے اُسکا جام بھر دے
غرض یہ نکتہ سنجان گرامی
مری تعریف ہی کی ان سبھون نے
جو منصف ہین مجھے وہ داد دینگے
انھین سے عرض ہی جو ہین سخنگو
بس اب حامد یہ قصہ مختصر کر
بڑی وسعت ہی درگاہ خدا مین
کہ وہ حاجت رواے بندگان ہی
کہ جنکی شان مین نازل ہی لولاک
مرے آقا کی ہو حشمت زیادہ
موافق اُس سے ہو ہردم زمانہ
ہر اک ذی علم کا وہ قدردان ہی
سخی دیکھا نہین ایسی منش کا
ہی مجمع اُسکے در پر عالمون کا
ادھر اُسکی توجہ بیشتر ہی
ہر اک مطبع نے وہ پائی ہی زینت
بہت ذی آبرو در پر ہین اُسکے
خدا رکھے اُسے آباد و قائم

شجاعت اُسنے رستم کی بھلا دی
زر دولت تھا اُسکا معدن علم
تھے مشتاق علیخان خلد آرام
عجب دنیا کا کچھ ہی کارخانا
بلندی پر بہت رتبہ ہی اُسکا
لیے جسکو بھلا شاگرد ایسا
لکھے ہین جسکے مین نے نام نامی
انھین کی داد سے میرا ہی مطلب
حسد کی آگ مین حاسد جلینگے
نگاہ لطف سے اُسکو بنا دین
جو مطلب خاص ہی اُسپر نظر کر
قبولیت کا دروازہ کھلا ہی
معین عاجزان و بیکسان ہی
بحق اہلبیت پاک و اطہر
سرور و عمر و دولت ہو زیادہ
وہ ایسا کون کامل کہین ہی
شریف القوم و عالیخاندان ہی
ہمیشہ اُسکا دست گوہر افشان
ہر اک علم و ہنر کے کاملون کا
مطابع اُسنے وہ جاری کیے ہین
کہ ہی لاریب رشک باغ جنت
غرض حامد غنیمت اُسکا دم ہی
مع جملہ عزیزان شاد و دائم

بہواخواہون کو اُسکے ہو مسرت	عدو کو اُسکے ہو خواری و ذلت	رہے جبتک کہ دور جام ساقی
رہے حامد کا یارب نام باقی	بہرصورت ہین حامد مفتخر ہان	ثناخوان امیر نامور ہون
کسی نے ایسی دیکھی الف لیلہ	چھپی ہے جیسی اِنکی الف لیلہ	خریدار اسکو لیکر اب ہون مسرور
بقول منشی شایان مغفور	تصدق اسباب تجدید ہوئی ہون	اب اِنکے ہر سکے گاہک مشتری ہون
یہان سے اب وہ تاریخین لکھی ہین	قطعات تاریخات طبع سابق	جو بعض احباب نے تصنیف کی ہین

قطعۂ تاریخ طبع از اوستاد مسلم الثبوت امیر الشعرا قبلہ و کعبہ حضرت مفتی مولوی منشی امیر احمد صاحب آمیر مینائی مرحوم اُستاد مؤلف الف لیلہ ہذا

واہ کیا حامد علی نے الف لیلہ کو رنگا ۔ حُسن ہین اب ہو گئی شیرین لقا لیلیٰ ادا

حسب فرمائش کہا یہ مصرعہ تاریخ امیر ۔ جان شیرین روح لیلیٰ زیب محفل دلربا

قطعہ تاریخ طبع از مورخ کامل جناب منشی بھلوانداس صاحب عاقل سلمہ اللہ العادل ایجنٹ مطبع کانپور

عجیب دلکش و موزون شد الف لیلہ طبع ۔ ز دل کسے ہوس دیدنش نخواہد رفت

شمار کرد چہ صوری و معنوی عاقل ۔ مکرر آمدہ بے دال سیزدہ صد و ہفت

بسال سمت ۔ عاقل بہر سال سمت ۔ ایضاً ۔ گفتم ۔ بہ گلزار بلاغت ۔ در زبر و بینات

ایضاً عیسوی ۔ سمت ۱۹

الف لیلہ عالیا شد طبع با طرز جدید ۔ بالیقین زیبایش نو یافت این قصہ

کرد عاقل ازبرای سال تاریخش رقم ۔ داستان راحت افزا بہجت آئین قصہ

تاریخ طبع بصنعت عجیب از زبدۃ الشعرا محمد یعقوب علیخانصاحب نصرت لکھنوی تلمیذ حضرت امانت مرحوم

از مشفق من حامد شد طبع کتاب نو ۔ گردیدہ پے خلوت محبوبۂ دل آویز

در ہلہ ہجری سن بعجم بہ مسیحی سال ۔ بنمود رقم نصرت ۔ تاریخ گہر آمیز

در مصرعۂ یک آمد از طبع روان ہر دو ۔ تحریر حسین آرا ۔ تقریر خوش گل ریز

تاریخ طبع از عارف باللہ حضرت شاہ محمد عزیز اللہ صاحب المدعو بحضرت منشی محمد ولایت علیخان صاحب عزیز رئیس صفی پور۔

چو حامد علی خان حامد نوشت ۔ کتابے در اُردو کہ صد آفرین

عزیزا نوشتیم تاریخ طبع | خوشا الف لیلہ کہ مطبوع زین
۱۳۰۶ھ

تاریخ طبع بنقوطہ از طبع نقاد و ابلغ البلغا حافظ غلام علیخان صاحب حافظ رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی ظلہ

چو نور چشم من حامد علیخان | نمودہ الف لیلہ را مزین
ازین ہم در جہان یارب زیادہ | بود تالیف او زیبا مزین
بنقوطا از برائے سال طبعش | کہ ہنود ابن بحشم باسزین
معائیہ رقم زد کلک حافظ | کہ تصنیفش نمود حقیا مسزین

تاریخ طبع بنقوطہ از عزیز از جان محمد ظہور احمد خان ظہور طال العمرہ خلف غلام جیلانی خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی

بفضل خداوند کون و مکان | کلام سخنگو در آمد بہ طبع
رقم زد بنقوطہ سال شمس ظہور | خوشا ترجمہ کو در آمد طبع

تاریخہائے طبع از معجز بیان آتش زبان عالیجناب کپتان غلام احمد خانصاحب احمد تلمیذ ارشد حضرت عروج لکھنوی

خوب تکمیل الف لیلہ کرد | مشفق و مہربان و محسن من
بہر تاریخ طبع احمد گفت | زیب محفل طلسم فکر و سخن
۱۳۰۶ھ

ایضاً

بار دیگر الف لیلہ کا جو یہ نسخہ چھپا | جسنے دیکھا اسکو بولا مرحبا صد مرحبا
احمد محزون نے لکھی طبع کی تاریخ یہ | لیلی محمل نشین اہل وفا شیرین ادا
۱۳۰۶

ایضاً

مصنف اسکے ہین ذیقدر و ذی شان | جناب مولوی حامد علیخان
یہ لکھد و طبع کی تاریخ احمد | گلستان فصاحت ہو نمایان
۱۳۰۶ھ

ایضاً

ہے ایک خوشنما اور خوب و زیبا | ہے حسن الف لیلہ کا تماشا

برائے طبع احمد لکھہ یہ تاریخ
پری وش حور پیکر عالم آرا

تاریخ طبع از فردوسی زمان مقتدای سخنوران جناب منشی سید تفضل حسین صاحب ادیب تلمیذ ارشد استاد الاساتذ حضرت اسیر رحمۃ اللہ القدیر

مولوی حامد خجستہ سیر ۔ شعر گوئی کے فن میں کامل ہے
جتنے فن ہیں جہان میں اعلے ۔ سب میں اسکو کمال حاصل ہے
اسکی استادی میں نہیں کچھ شک ۔ جس کسیکو ہو شک وہ جاہل ہے
اسکا استاد و نہیں شمار ہے اب ۔ نکتہ سنجوں میں اب وہ داخل ہے
الف لیلہ کتاب نادر کو ۔ کتب قصہ میں جو شامل ہے
اسنے اسطرح سے کیا ترمیم ۔ کہ وہ اب دیکھنے کے قابل ہے
ہوئی عالم میں چھپکے یوں مطبوع ۔ جسکو دیکھو وہ اسپہ مائل ہے
کل عبارت لکھی سلیس احسن ۔ یہ کچھ آسان نہیں ہے مشکل ہے
طرز تحریر مسیحانہ ہے ۔ حسن بندش مثال بیدل ہے
الغرض چھپ چکی کتاب جب یہ ۔ جو کہ مہوش پری شمائل ہے
میں نے تاریخ طبع کی فکر ۔ کہ یہ فن بھی ادیب مشکل ہے
پوچھے گر کوئی اسکا کیا ہے سال ۔ اُس سے کہدے لقب عنادل ہے

تاریخ طبع از ہمپایہ کلیم و مرزا فخر شعرا جناب آغا حسین مرزا صاحب ہجر تلمیذ اسیر

جو تھا شیفتہ قصہ الف لیلہ ۔ نئے جلوہ سے زیر طبع اب ہے
بہر فکرت حامد علی خان ۔ سحر ہے عید کی جو اسکی شب ہے
ہیں اسکے بے سر افکار ای ہجر ۔ لکھو یہ الف لیلی منتخب ہے

تاریخ طبع از بحر لطافت جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت خلف و تلمیذ حضرت امانت مرحوم

جو کہ میرے دوست ہیں حامد میاں کانپور ۔ شاعر شیریں زبان خوش فکر و خوش خلق و ذکی
ترجمہ اس قصہ کا ایسا انھوں نے ہے کیا ۔ جسنے دیکھا اک نظر بیساختہ تعریف کی
ای فصاحت حسب فرمایش اگر ہے فکر سال ۔ کہہ تصدق روح لیلی الف لیلہ پر ہوئی

تاریخ طبع از سخنور کامل جناب سید محمد عسکری صاحب سنبل تلمیذ رشید حضرت لطافت مرحوم

خوشا حامد علیخان کہ فضلش ۔ بر ارباب فصاحت ہست حالی
بطرز تازہ و گفتند الف لیلہ ۔ شدہ نو شیوہ شیرین مقالی
عجب افسانہ کز جوش وصفش ۔ روان صد چشمہای بیمثالی
سطورش غیرت گیسوی سنبل ۔ نقاطش دلکش سلک لآلی
بیاضش غازۂ رخسار صبح ۔ سوادش شانۂ زلف لیالی
رخ مضمونش بروی حسینان ۔ فگندہ از نظر بیت ہلالی
چو شد آراستہ این باغ دلکش ۔ بفیض باغبان لایزالی
پے تاریخ طبعش در مسیحی ۔ برآمد مصرعہ از طبع عالی
بزیر و بینہ سنبل رقم کرد ۔ زہے گلدستۂ نازک خیالی

تاریخ طبع از فخر زمن سید باقر حسن عرف اچھے صاحب شہرت خلف حضرت لطافت

مغفور و تلمیذ حضرت فصاحت

شاعر جو ہین جناب حامد — ملیا بزم سخنوران مین
تعریف اُسکی بیان کرے کیا — وہ ناک نطق ہے زبان مین
لکھی ہی خوب الف لیلہ — اُردو کا لطف ہی بیان مین
صنعت کی فکر ہو جو شہرت — ناحق عاجز ہو امتحان مین
لکھ زر و بینہ مین تاریخ — اب یہ بیمثل ہی جہان مین

تاریخ طبع از سر دفتر سخنوران جناب پنڈت شیو ناتھ صاحب کیف تحصیلدار ضلع اوناؤ و مالک گلدستۂ کیف

مولوی حامد علی خان کا کلام — کیف ہی گنجینۂ اسرار عشق
جس سے ہی سرتا بپا اظہار عشق — فکر ہی گر طبع کی تاریخ کی
داستان ایسی اُنھون نے یہ لکھی — کیف لکھدو - داستان معیار عشق

تاریخ طبع از یگانۂ آفاق مولانا مومن سجاد صاحب مشاق خلف حضرت مولانا غلام سجاد مغفور و تلمیذ ارشد حضرت انعام محقق کانپوری

حضرت حامد جو ہین صاحب علم و ہنر — الف لیلہ کو کیا ہی اُنھون نے مختصر
اختصار اس طور کا جس سے کہ دلچسپی بڑھے — انحصار ایسا کہ ہو جس سے خوش اہل نظر
سحر ہی ہر داستان صاف اُردو مین بیان — مستند ہی گر زبان تو عبارت معتبر
خوبی ترتیب سے دلکش ہی عشاق ہی — نظم لینے طرز پر نثر اپنے طور پر
تا کجا طول ثنا طبع کی تاریخ اب — لکھیے چیدہ قصے ہین جملہ قصہ مختصر

تاریخ طبع از سخنور شیرین مقال میر احمد علی صاحب اطہر سلمہ اللہ المتعال تلمیذ حضرت محقق ممدوح کمال

ز کلک حضرت حامد چلید نثر عجیب — گہر ز عقد ثریا بروز نثار شود
نوشتم از پے تاریخ طبع او اطہر — پسند عاشق و معشوق الف لیلہ بود

تاریخ طبع از سخنور بینظیر جناب منشی سید تجمل حسین صاحب تاشیر آرہ آبادی افسر پولیس کانپور تلمیذ حضرت مشاق یگانۂ آفاق

جناب مولوی حامد علی خان — در معنی بہ سلک نثر چون سفت
ز ہاتف جستمش تاریخ تاشیر — بہار الف لیلہ با خود شش گفت

تاریخ طبع از نور بصر محمد ناظم حسین مدعمرہ خلف اکبر حضرت مؤلف کتاب ہذا

لکھی میرے والد نے وہ الف لیلہ … عیاں جس سے ہوئی انکی کیا کیا لیاقت
سن طبع منقوطہ مین تم بھی ناظم … لکھو اے زیب دفتر عشق و راحت

تاریخ طبع از منشی محمد احسان علی خان صاحب احسان شاہجہانپوری تلمیذ جناب جلال

کلام حضرت حامد علیخان … بسے ہر سے حسینان ست غازہ
اگر پرسند کسے احسان سن طبع … بگو طرز بہار عشق تازہ

تاریخ طبع از جناب قاضی محمد فصیح الدین صاحب فصیح ڈپٹی محکمہ نہر گنگ کانپور

الف لیلہ گفت مولانا ما … گشت اکنون بس بلیغ و بس فصیح
طبع ما گفتہ برائے سال طبع … انتخاب حامد انجیا ز مسیح

تاریخ طبع از منشی محمد احمد حسین خان صاحب احمد خلف حافظ غلام علیخان صاحب ممدوح الصدر رئیس شاہ آباد

یون سخنگو ہزار کو چاہیے کہے لیکن … مین بھی اسکو کہونگا کہ یہ فن عمدہ ہی
خاص حضرت حامد کے سخن کو کوئی … پوچھے کیسا ہی کہون مشفق من عمدہ ہی
حسن بندش ہی بہت خوب مضامین اچھے … طرز تحریر بھی احمد ہمہ تن عمدہ ہی
حرف منقوطہ مین لکھ سال بھی اسکا … کیا ہی یہ حضرت حامد کا سخن عمدہ ہی

تاریخ طبع از منشی خورشید علی خان خورشید تلمیذ مولف الف لیلہ ہذا

مطلع خورشید او خورشید ہی … حضرت استاد کا سارا کلام
سال ہجری اسکا منقوطہ کیا … اب چھپا استاد اعظم کا کلام

تاریخ طبع از نتیجہ طبع نامی مولوی حسن جان خان صاحب حسن سہسرامی

گل کرد حدیقہ مسرت افزائے … از حامد شاعر لطافت پیرائے
گفتم حسن برائے سال طبعش … طرفہ افسانہ ہست مجلس آرائے

تاریخ طبع از نتیجہ طبع نامی میر اکرام علی صاحب بلگرامی مختار عدالت فوجداری کانپور

چہ رنگ دادہ رخ الف لیلہ را حامد … خوشا بہار سرود و خوشا فضائے فرح
چو طبع گشتہ ازین داستان تازہ بگو … نوشتہ نامہ اکرام باغہائے فرح

تاریخ طبع زبر و بینات از سخنور عالی وقار منشی مدن موہن لال صاحب سرشار محاسب مطبع

خوش از متانت طبع رسا دیں معنے / جناب مولوی حامد در الف لیلہ سفت
منو ز فکر جو در زبر و بینہ سرشار / سروش غیب عجائب ہزار داستان گفت

تاریخ طبع از اجلۂ الحکما لبیب یکتا طبیب حاذق جناب حکیم صادق مرزا صاحب صادق

جناب مولوی حامد علیخان نے / نوشت افسانۂ عجیب و مرغوب
پے تاریخ سال طبع صادق / بگو زیبا دلارام و خوش اسلوب

تاریخ طبع از سخنور عدیم النظیر منشی نظیر خان صاحب نظیر تلمیذ حضرت احسن سہسرامی

ہست از حامد علیخان طبع شد / الف لیلہ بے نظیر اکنون نظیر
الہم غیبی پئے تاریخ طبع / گفت از سن دلکشا و دلپذیر

تاریخ طبع از سخنور با کمال منشی خدا بخش صاحب خادم کاتب مطبع ہذا

مولوی حامد علی خان کی یہ شعر / ہے سراپا مخزن حسن جمال
لکھ دو خادم تم بھی سال عیسوی / داستان فرحت فزا ہے بے مثال

تاریخ طبع از منشی امجد علی صاحب امجد نبیرۂ ڈاکٹر محمد بخش صاحب رئیس اناؤ

نہ سمجھو اسکو اب قصہ کہانی / ہے اب تحریر نادر درفشاں ہے
تم بھی سال اسکا لکھو امجد / عجب تحریر نادر درفشاں ہے

تاریخ طبع طبعزاد مولف کتاب ہذا المصنعت زبر و بینات

از عنایات خالق کونین / طبع گردید الف لیلہ خوب
حامد از زبر و بینات بسال / گو زہے قصۂ نکو مرغوب

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

سخن گستران دیدہ ور اور دیدہ وران سخن آور جنکے دل و دماغ میزان سخن سنج جنکے طباع ورد جواہر سخن کے گنج ہیں خوب جانتے ہیں کہ سخن کا موقع کہیں دراز ہوتا ہے کہیں مختصر کلام کا طول و اختصار ان دونوں میں ہر ایک کسی مقام پر عیب سمجھا جاتا ہے کہیں ہنر اور اسی لحاظ سے بعض مواقع میں خیر الکلام ما قل و دل کا اشارہ مناسب حال طراز عنوان سخن ہو جاتا ہے

اور بعض مقامات مین ان من البیان لسحرا کا ایسا بے قیل و قال سر آغاز بیان سخن - اسمین کچھ شک نہین کہ بیان جادو ہے - اور جادو بھی وہ جادو جو آن کی آن مین کبھی اعلیٰ سے اعلیٰ دل و دماغ والے ہوشمندونکو دیوانونکے مین جکڑ کر خود رفتہ بنا دیتا ہے کبھی اپنی خودی سے گذرے ہوے مدہوش دیوانونکو ہوش اور ہوشیاری کا جامہ پہنا دیتا ہے کبھی کسی افسردہ دل کی نظر مین برسونکی افسردگی اور افسردہ جانی کا سمان ایک جملہ سے دم کے دم مین شگفتگی اور نضارت سے یون بدلجاتا ہے جیسے نسیم بہار کے ایک جھونکے سے خزان زدہ باغ کے درختونکی حالت سرسبزی اور شگفتگی سے بیشک بیان ہی ایسا جادو ہے جسکے اثر سے کوئی شخص مستثنیٰ نہین - بیان ہی ایسا جادو ہے جسکو سننے کے بعد اسکے اثر سے محفوظ رہنے کا کوئی چارہ نہین -

عموماً ایسے شایقین سخن دوست جنکے مذاق قصہ پسند اور شعر و سخن آشنا ہین اور نیز وہ شایق جو خاص خاص قصص نتیجہ بخش کے مطالعہ کا ماحصل مولانا روم کا یہ شعر کہ

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران	گفتہ آید در حدیث دیگران

مد نظر رکھکر اندرز و نصایح اور تہذیب اخلاق جانتے ہین ایسے شایقین اگر اس گزارش کو معمولی مبالغہ انشاطرازی کے حکم مین داخل نہ سمجھینگے تو اس رائے کی تصدیق کرینگے کہ قصہ الف لیلہ اور اسکی نثر اردو کی سلاست مذکورۂ بالا بیان کے قبیل سے ضرور کسی نہ کسی درجہ کا بیان اور مذکورۂ بالا اوصاف کے قصو نمین الکدرجہ خاص تک نتیجہ بخش قصہ ہے اسکی دلآویزی نثر اور دلربائی کی نسبت یہ دلیل کافی ہے کہ اسقدر سردی بازار شعر و سخن کے زمانہ مین بھی تین بار عالیمرتبت جناب منشی نولکشور کے زمانہ مین اور بعد انکے دوبار عالی ہمت والانہمت بابو پراگ نراین صاحب زیدت حشمتہم مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ کی توجہ سے طبع و شایع ہوچکا - یہانتک کہ بلحاظ کثرت شایقین اب پھر چھٹی مرتبہ بابو صاحب موصوف کی توجہ سے طبع ہونیکی نوبت آئی

تاریخ طبع سال گذشتہ - الف لیلہ اُردو از سید جلال الدین ابی اکبر تخلص عفی اللہ عنہ

کیا ہی دلکش قصہ کیسا دلربا افسانہ ہے	چھپتے ہی مشتاق جسکا اک زمانہ ہوگیا
مصرع تاریخ طبع نو یہ مطبع نے لکھا	طبع نو سے تازہ پھر قصہ پرانا ہوگیا

تاریخ طبع حال ایضاً - از سید جلال الدین ابی البسر تخلص عفی اللہ عنہ

تمام قصون مین جسکا نہین ندید و نظیر	یہی وہ قصہ ہے کہتے ہین یون خرد پرور
ہو فی البدیہہ یہ ہجری مین سال طبع جدید	پھر الف لیلہ یہ کیا ہی چھپی صفا گستر

سنہ ۱۳۲۵ ہجری